

عراق سیریز

زہرا

مظاہر کلیم آباد



چند باتیں

معزز قارئین! سلام مسنون۔ نیا ناول "زاراک" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں طویل عرصے کے بعد رویاہ کی ایک خفیہ اگھنسی نے پیشیا میں ایک خاص مشن مکمل کرنے کی پلاننگ کی ہے۔ چونکہ عمران نے پاکستان سیکرٹ سروس کی بے داع اور طوفانی کارکردگی کا اب دنیا بھر کی سیکرٹ اگھنسیوں کو پوری طرح احساس ہو چکا ہے اس لئے ان مجسٹریٹوں کی ہمیشہ سے ہی کوشش ہوتی ہے کہ پاکستان میں مکمل کئے جانے والے مشن کی پلاننگ خصوصی طور پر ایسی ہی کی جائے کہ عمران اور پاکستان سیکرٹ سروس کی انتہائی تیز رفتار کارکردگی کو ناکام بنایا جاسکے۔ چنانچہ اس ناول میں بھی رویاہ نے پاکستان میں اپنے مشن کے لئے انتہائی پیچیدہ اور فول پور ڈھنگ کی پلاننگ کی اور رویاہ کی خفیہ اگھنسی کا سربراہ زاراک جو انتہائی منظم و خصوصیات اور کردار کا مالک تھا اسے اس مشن کی حتمی تکمیل کے لئے پیشیا بھیجا گیا۔ زاراک نہ صرف انتہائی ذہین، فعال سیکرٹ اگھنٹ تھا بلکہ اسے پوری دنیا میں مارشل آرٹ کا سب سے بڑا ماہر بھی تسلیم کیا جاتا تھا۔ چنانچہ یہ منظر دکھانے والا ہے کہ جب پاکستان پہنچا تو اس نے اپنی ذہانت اور انتہائی تیز رفتار کارکردگی کی بنا پر نہ صرف پاکستان سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں منزل کا پورا انتظام تہہ و بالا کر کے رکھ دیا بلکہ اس نے کھلے عام عمران اور مارشل آرٹ کے مقابلے کا چیلنج بھی کر دیا اور مشن کی تکمیل اس

چیلنج کے نتیجے پر چھوڑ دی گئی۔ پاکستانی سیکرٹ سروس کے ممبران سامنے عمران نے زارک سے مارشل آرٹ کا نکلے عام مقابلہ کیا۔ آ مقابلے کا کیا نتیجہ نکلا۔ اس کی تفصیل تو آپ ناول میں ہی پڑھ گئے البتہ اتنا ضرور یادوں کو اس کو اس مقابلے کے نتیجے میں ہاتھوں و دانش منزل سے زاراک کی مطلوبہ فائل لاکر کس کے کرنی پڑی۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول سر لکھاظ سے آپ کو پسند آجسب دستور اپنی آرا سے مجھے ضرور مطلع کیجیے گا۔ لیکن ناول کے سے پہلے اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجیے۔

ذیل پورے محترم شیراز خان راندھے صاحب لکھتے ہیں۔ یہ پرائیڈ ہے حد لپٹ آیا ہے۔ یہ حقیقتاً ذہانت کا مقابلہ تھا اور اس ناول میں پہلا ایک ایسا ایجنٹ سامنے آیا ہے جس کے مقابلے میں عمران کو بھی زبردستی جنگ لڑنی پڑی ہے۔ بلیک تھنڈر کا یہ سلسلہ واقعی انتہائی مزہ اور شاندار جا رہا ہے کہ اس تنظیم کی طرف سے ہر فیڈلے کے انتہائی ماہر ایجنٹ سامنے آ رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ یہ سلسلہ جاری رکھیں محترم شیراز خان راندھے صاحب! خط لکھنے اور ناول پسند کر کے ہاے حد کر رہے۔ بلیک تھنڈر تنظیم کے ایجنٹ واقعی متنوع خصوصیات کے مالک ہیں۔ اس لئے جب بھی اس تنظیم کا کوئی ایجنٹ سامنے آتا تو عمران کو صحیح معنوں میں اس سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ باقی اس سلسلے کے جاری رکھنے کی بات تو اس کا انحصار تو بلیک تھنڈر ہے کہ وہ آئندہ بھی کوئی ایجنٹ عمران کے مقابلے کے لئے بھیجتی۔ یا اتنے کو ہی کافی سمجھ کر خاموش ہو جاتی ہے۔ بہر حال امید پر

ہاں ہنہ! آپ بھی اور میں بھی دونوں دنیا میں ہی شامل ہیں۔ اپنی اپنی جگہ لالہ سے محترم ٹی ایم ملک صاحب لکھتے ہیں۔ انتہائی تعریف اس لئے نہ کروں گا کہ اس کے لئے میرے پاس مناسب اور نامہ نہیں ہیں البتہ ایک نکتہ ضرور ہے کہ اس ناول میں پہلی بار ایک سروس کے ایک ممبر جو بان سے ایک جاندار، دلچسپ اور بے شمار مہارتوں کی مالک لڑکی شوکی مخراٹی لیکن آپ نے انتہائی آسانی سے جو بان سے چھڑوا دیا۔ مجھے یقین ہے کہ ایسا آپ نے زبردستی کیا ہوگا۔ تو کوئی جس قسم کی لڑکی ہے وہ اتنی آسانی سے چھینا چھوڑنے والوں میں نہیں نکلتی۔ براہ کرم کسی اور ناول میں اسے ضرور سامنے لائیے۔

ٹی ایم ملک صاحب! خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا شکریہ ادا کرتی بات درست ہے کہ شوکی آسانی سے جو بان کا پیچھا چھوڑنے والی نہیں تھی لیکن جو بان بھی اتنی آسانی سے قابو آنے والوں میں سے نہیں ہے آخر وہ بھی پاکستانی سیکرٹ سروس کا ہی رکن ہے۔ سارٹوشن کی تمام تو واقعی جو بان پیچھا چھڑا جانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اب مجھے محترم شوکی آئندہ کیا اسٹریٹجی اختیار کرنی ہیں۔ آپ کی خواہش کا انحصار اس کے جذبہ پر منحصر ہے اس لئے میرے ساتھ ساتھ آپ بھی فی الحال

انتظار فرمائیں۔ یہ سلسلہ پورے تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ سے محترم محمد طاہر غوری صاحب لکھتے ہیں۔ آپ سے ایک شکوہ ہے کہ پاکستان کے ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے لوگوں کے ادیب ہونے کے باوجود آپ نے ابھی تک اپنا کوئی شاگرد نہیں لایا ہے کہ موجودہ دور میں آپ کی شخصیت کو غلطیوں سے رکھ کر باسوسی

ادب کا میدان معیار سے قطعی خالی نظر آتا ہے حالانکہ عمران جیسے شخص بھی ٹائیگر کی صورت میں اپنا شاگرد پیدا کر لیا ہے۔

محترم محمد طاہر غوری صاحب! خط لکھنے کا بے حد شکر یہ جہاں تک آپ کے شکوے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ شاگرد پیدا نہیں کئے جاتے۔ شاگرد بناتے جاتے ہیں اور شاگرد بنا

کے لئے ضروری ہے کہ شاگرد موجود ہو۔ جیسے ایک ماہر کوہ چاکوہ سے دہسپی رکھنے والوں کو کوہ چاقی کے بارے میں ابتدائی لیکچر دے دیتے تو انہوں نے سب سے پہلے کوہ چاقی کے لئے ضروری سامان

فہرست بیک بورڈ پر لکھا شروع کی اور سب سے پہلا آئیٹم جو انہوں نے بلیک بورڈ پر لکھا۔ وہ تھا پہاڑ۔ مطلب یہ کہ جب تک پہاڑ نہ ہوگا تب تک کوہ چاقی کا تصور بھی نہیں آیا جاسکتا۔ اسی ہی صورت میں

یہی ہے کہ جب تک شاگرد نہ ہوگا تب تک اسے نیا لیکے جاسکتا ہے۔ ورنہ شاگرد کیوں نہیں ہے؟ تو اس کا جواب شکر کے اس معرکہ سے دیا جاسکتا ہے کہ لوگ انسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا۔

اب اجازت دیجیئے۔

والسلام

منظر کلیم ایم۔ اے

پیشین تشکیل نے کلر ہوٹل سرتاج کے کپانڈ گیسٹ میں میٹھی اور اسے پارکنگ کی طرف لے گیا۔ پارکنگ بولٹے نے اسے بلڈم کیا اور نو پارکنگ کرنے کے بعد پشیمین لیکوں کی عدد کی۔ پشیمین تشکیل چونکہ ہوٹل سرتاج میں کوہا گیا تھا تو اس لئے روزانہ دو بار ہال سٹنہ کی وجہ سے ہوٹل کے اگلے اس سے بخوبی واقف تھا۔ کار پارکنگ کرنے کے بعد تشکیل پشیمین کے ساتھ آئے اور اس نے نہ صرف پارکنگ بولٹے کا ہاتھ دھریا اور اسے اطلاع دے دی کہ وہاں کی طرف بڑھا گیا۔ دوپہر کا وقت تھا اور اسے بھوک بھی خاصی لگی ہوئی تھی۔

بال میں خاصا رش تھا۔ ہوٹل سرتاج اپنے لذیذ اور صاف ستھرے کھانوں کی وجہ سے پورے دارالحکومت میں مشہور تھا۔ یہی وجہ تھی کہ باہر سے آنا آگیا کرنے والے افراد کھانے کے لئے حتی الوسع ہوٹل سرتاج کو ہی ترجیح

نہ، بیٹا کو برتن لے جانے اور چلتے لے آنے کے لئے کہا اور خود اٹھ کر
۱۰۰ تین پر ہاتھ دھونے چلا گیا۔ جب وہ ہاتھ دھو کر واپس آیا تو میز
صاف ہو چکی تھی۔

مجھے عامر سہیل کہتے ہیں۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے اپنا
تعارف کرایا۔

میرا نام شکیل ہے۔ کیپٹن شکیل نے رومال سے ہاتھ صاف
رتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا۔

پارلنگ میں کھڑی ییلو ڈالٹن آپ کی ہے۔ عامر نے کہا تو
کیپٹن شکیل بے اختیار چونک پڑا۔

ہاں! آپ کیوں پوچھ رہے ہیں اور آپ کو کیسے پتہ چلا کہ ییلو
ڈالٹن میری ہے۔؟ کیپٹن شکیل نے ہونٹ چھینٹتے ہوئے کہا۔

اس کے ذہن میں اب شوکل کے ساتھ پڑنے لگ گئے تھے کہ اس
نوجوان کی آمد خالی از غلت نہیں ہے۔

میں نے پارلنگ بولتے پوچھا تھا۔ وہ آپ کا نام تو نہ جانتا تھا
لیکن اس نے آپ کا لباس اور حلیہ تفصیل سے بتا دیا تھا۔

عامر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

آپ ذرا کھل کر بات کریں۔ آپ نے کیوں پوچھا۔ وجہ۔؟
کیپٹن شکیل کا لوجہ اس بار خاصا سخت تھا۔ لیکن عامر نے کوئی جواب نہ
دیا کیونکہ وہ چلتے کے برتن لگانے لگ گیا تھا۔ وہ میز کے چلنے کے بعد

عامر نے چلتے کے دو کپ بنائے اور ایک کپ کیپٹن شکیل کے سامنے
رکھ کر دوسرا اس نے اپنے سامنے رکھ لیا۔

دیتے تھے۔ کیپٹن شکیل ایک کونے میں موجود اپنی مخصوص میز کی طرف
بڑھنا گیا۔ میز چونکہ خاصی کونے میں تھی اس لئے وہ اکثر اُسے خالی ہی ملتی
تھی اور اب بھی خالی ہی تھی۔ کیپٹن شکیل کے کرسی پر بیٹھتے ہی ویٹر
تیزی سے اس کے قریب آیا اور اس نے کیپٹن شکیل کو سلام کرنے کے
بعد بڑے ادب سے ہاتھ میں پکڑا ہوا مینو اس کے سامنے رکھ دیا۔ کیپٹن
شکیل نے مینو دیکھ کر اس پر نشانات لگاتے اور مینو واپس ویٹر کو دے
دیا۔ تھوڑی دیر بعد میز پر کھانا لگا دیا گیا۔ اس دوران کیپٹن شکیل ساتھ
ہی دیوار پر لگے ہوئے مین سے ہاتھ دھو چکا تھا اس لئے کھانا لگتے
ہی وہ اطمینان سے کھانا کھانے میں مصروف ہو گیا۔

”کما آپ مجھے یہاں بیٹھنے کی اجازت دیں گے۔؟“ اچانک
کیپٹن شکیل کے کانوں میں ایک مہذب آواز سنائی دی اور کیپٹن شکیل
نے چونک کر اس طرف دیکھا۔ یہ ایک نوجوان تھا جس کے جسم پر غامسا

لباس تھا۔ چہرے مہرے سے وہ خاصا مہذب اور شریف لگ رہا تھا۔
”تشریف رکھیے!۔ کھانا کھائیں گے آپ۔؟“ کیپٹن شکیل

گو عام طور پر کھانا کھاتے ہوئے کسی کی مداخلت پسند نہ کرتا تھا، لیکن
نوجوان کے چہرے پر مہذب پن اور شرافت دیکھ کر اس نے اُسے نہ صرف

بیٹھنے کی اجازت دے دی بلکہ کھانے کی دعوت بھی دے دی۔

”جی شکریہ!۔ فی الحال مجھے بھوک نہیں ہے۔ آپ کھانا
کھالیں۔ پھر اکھٹے جاتے پیئیں گے۔“ نوجوان نے مسکراتے ہوئے

کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلادیا اور ایک بار پھر کھانے میں
مصروف ہو گیا جب کہ وہ نوجوان خاموش بیٹھا رہا۔ کھانا ختم کنے کیپٹن شکیل

” میں اس محلے میں ملازم ہوں جہاں کاریں جبرٹڑکی جاتی ہیں اور ایک بار ایک جبرٹڑکی پڑاں کرتے ہوئے آپ کا نام میرے سامنے آیا تو میں چونک پڑا۔ میں نے کار کا نمبر اور اس جبرٹڑکے پر دیا ہوا آپ کا پتہ نوٹ کیا۔ لیکن اس پتے پر معلوم کیا تو پتہ چلا کہ آپ اس فیلڈ کو کافی عرصہ پہلے چھوڑ چکے ہیں اور وہاں کسی کو بھی آپ کی کسی رہائش گاہ کا علم نہ تھا۔ چنانچہ اب آپ کو تلاش کرنے کے لئے میرے پاس صرف ایک ہی گیدورہ گیا تھا وہ تھا کار کا نمبر۔ لیکن بس اتفاق ہی ہے کہ کافی تلاش کے باوجود اس نمبر کی کار مجھے کہیں نظر نہ آئی اور آج اتفاق سے ہارنگ میں بیٹروٹس لکھڑی نظر آئی تو میں نے پارکنگ بولڈ سے پوچھا اور یہاں چلا آیا۔ مجھے خطہ تھا کہ کہیں آپ نے کار فروخت نہ کر دی ہو کیونکہ اکثر لوگ کار خریدنے کے بعد محکمہ جبرٹیشن میں اسے اپنے نام نہیں کرواتے۔ لیکن جب آپ نے تعارف میں اپنا نام تشکیل بتایا تو مجھے بے حد مسرت ہوئی کہ میں اپنی تلاش میں کامیاب ہو گیا ہوں۔“

عالم نے چلتے کی چکیاں لینے کے ساتھ ساتھ تفصیل بتانی شروع کر دی لیکن جیسے جیسے وہ تفصیل بتاتا گیا کیپٹن شکیل کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں ہوتے گئے۔

” لیکن آپ نے یہ نہیں بتایا کہ آخر آپ میرا نام پڑھ کر کیوں چونکے اور مجھے کیوں تلاش کر رہے ہیں؟“ — کیپٹن شکیل کا لہجہ اس بار خاصا سرد تھا اور نوجوان سکڑا دیا۔

” میں معذرت خواہ ہوں۔ واقعی آپ کو الجھن ہوئی چاہیے تھی۔ بہر حال میرا مقصد خدا نخواستہ آپ کے کوئی تکلیف دینا نہ تھا۔ وہاں

چونکہ آپ کے نام کے ساتھ ولدیت احسن علی لکھی ہوئی تھی اس لئے میں چونکا تھا کیونکہ میرے دادا کا نام بھی احسن علی ہی ہے۔“

نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

” احسن علی کوئی ایسا نام تو نہیں ہے کہ جو کوئی خاص انفرادیت رکھتا ہو۔ عام سا نام ہے یہ۔“ — کیپٹن شکیل ظاہر سے نوجوان کی اس بات سے یکے مطمئن ہو سکا تھا۔

” واقعی عام سا نام ہے لیکن شکیل احمد ولد احسن علی میرے لئے عام نام نہیں ہو سکتی۔ میرے والد کا نام عتیق احمد ولد احسن علی ہے۔ نام نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کیپٹن شکیل نے بے اختیار ایک نوٹ لیا۔

” اوه! — میں سمجھ گیا۔ تو اس لئے آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔“

کتیل احمد میرے بڑے بھائی صاحب کو نام منظور تھا لیکن انہوں نے اس بار اس کی کوئی اور توجیہ نہ کی۔ اس کا بیٹا نے اس بار اس کے لئے معاف کیجیے گا آپ کی تلاش بے سود ثابت ہوئی۔ میں آپ کا اکل نہیں ہوں۔“ — کیپٹن شکیل نے جواب دیتے دیکھے کہا اور عام بے اختیار ہنس پڑا۔

” آپ کے بھائی کا اتنا حق گریٹہ لینا میں ہی ہوا تھا ان۔“

عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

” بل! — وہ وہاں سفارت خانے میں ملٹری آفیسر تھے۔“

کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

” یہ دیکھیے یہ تصویر آپ کے بھائی صاحب کی ہے۔“ — عالم نے

جب سے بڑھ نکال کر اسے کھول کر اس کی سائڈ پر لگے ہوئے فوٹو کو کیٹین شیکل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور کیٹین شیکل وہ فوٹو دیکھ کر بے اختیار چرک پڑا۔ واقعی فوٹو اس کے بڑے بھائی عقیل احمد کا ہی تھا۔

”یہ تو واقعی بھائی صاحب کی ہی تصویر ہے۔ آپ کو کہاں سے ملی؟“ کیٹین شیکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عامر نے مسکراتے ہوئے اس تصویر کے نیچے سے دو اور تصویریں باہر کھینچیں اور کیٹین شیکل کے سامنے رکھ دیں۔

”یہ تصویر دیکھیں۔ یہ بھی آپ کے بھائی صاحب کی ہے۔ ویسے یہ بتا دوں کہ ان کے ساتھ موجود خاتون میری والدہ ہیں جہاں آ رہی تھیں۔“ عامر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ! واقعی یہ تصویر بھی بھائی صاحب کی ہے لیکن“ کیٹین شیکل کی آنکھوں میں اب الجھن کے ساتھ ساتھ انتہائی حیرت بھی موجود تھی۔

”آپ میرے حقیقی اہل ہیں۔ آپ میرے ساتھ میرے گھر آ کر رہیں۔“ عامر نے چلپیں تو وہاں میں آپ کو گرٹ لینڈ کی طرف سے سرکاری طور پر تصدیق شدہ والدہ اور والد کا نکاح نامہ بھی دکھاسکا ہوں۔“ گرٹ لینڈ کے قانون کے مطابق اس نکاح نامے پر والد اور والدہ کے تصدیق شدہ فوٹو بھی چسپاں ہیں اور شادی کے دوسرے فوٹو بھی موجود ہیں۔“ عامر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے۔ میں تو یہی بتا گیا تھا کہ انہوں نے کوئی شادی

نہیں کی۔ جب بھائی صاحب کی میت لینے میرے والد صاحب گرٹ لینڈ گئے تھے اس وقت آپ کی والدہ کہاں تھی اور یہ شادی کیسے چھپی رہ سکتی ہے۔“ کیٹین شیکل کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

”جب میرے والد صاحب کا انتقال ہوا تو میری عمر صرف چند ماہ تھی والدہ نے مجھے بتایا ہے کہ والد صاحب نے یہ شادی اپنے خاندان سے اس لئے مخفیہ رکھ کر کی تھی کہ انہیں اپنے والد کی طرف سے مخالفت کا خطرہ تھا کیونکہ بقول میرے والد صاحب دادا صاحب صرف اپنے خاندان میں شادی کرنے کے قابل تھے۔ والد صاحب کا انتقال ایک ایکٹسٹ میں ہوا تھا۔ والدہ کو انہوں نے ان کے والدین کے گھر ہی رکھا ہوا تھا اور انہوں نے اپنے دفتر میں بھی کسی کو اس شادی سے آگاہ نہ کیا تھا۔“ میری والدہ میرے نام کے ساتھ دارالحکومت سے دو سو کلومیٹر

دور ایک قصبے میں رہتی تھیں۔ میرے والد شکار کے شوقین تھے اور ہر ایک اینڈر پر شکار کے لئے جلتے تھے۔ ایک بار اس قصبے کے قریب جنگل میں وہ شکار کھیلتے ہوئے ایک گرٹھے میں گر کر شدید زخمی ہو گئے۔ میرے نام جو اس جنگل کے فارسٹ آفیسر تھے انہوں نے انہیں زخمی حالت میں بیہوش بڑے دیکھا تو انہیں اٹھوا کر اپنے گھر لے آئے ان کی فوری طور پر بریڈریج کرائی اور پھر ان کے ہوش آئے پر انہیں ہسپتال میں داخل کر دیا۔ جہاں وہ ایک ہفتے تک رہے۔ میری والدہ اور نانا انسانیت ہمدردی کی بنا پر ان کی تیمارداری کے لئے ہسپتال جلتے رہے۔ والد صاحب صحت یاب ہو کر واپس دارالحکومت چلے گئے لیکن ہر ایک اینڈر پر وہ میرے نام کے گھر آئے گئے۔ میری والدہ اکثر

رہی تھیں چنانچہ والد صاحب نے میرے نانا کو شادی کے لئے کہا اور اپنے حالات بھی بتا دیتے چنانچہ نانا جی نے باقاعدہ شادی کر دی اور اُسے باقاعدہ رزٹرو ڈکرایا۔ اس فیصلے کے سارے لوگ اس شادی میں شریک ہوئے۔ میرے والد کا کہنا تھا کہ وہ واپس پلکیا جا کر پہلے اپنے والد یعنی میرے دادا صاحب کو نہائیں گے پھر اس شادی کا اعلان کریں گے لیکن قدرت نے انہیں مہلت ہی نہ دی اور وہ شادی کے ڈیڑھ سال بعد وفات پا گئے۔ والدہ کو اطلاع تقریباً دو ہفتے بعد ہوئی جب تک ایک اینڈرپرو والد صاحب مسل گھر آئے تو انہوں نے سفارت خانے قون کا ہتھا تو وہاں سے پتہ چلا کہ وہ ایک سنڈلٹ میں وفات پا گئے ہیں اور ان کی میت ان کے والد آکر پلکیا لے گئے ہیں۔ والدہ رو پیٹ کر خاموش ہو گئیں ظاہر ہے پلکیا جانے کا کوئی ناگہ نہ تھا کیونکہ دادا صاحب انہیں قبول نہ کرتے۔ لیکن والدہ نے پھر شادی نہ کی اور میری پرورش کرتی رہیں۔ اس کے بعد نانا جی بھی وفات پا گئے تو والدہ مجھے لے کر پلکیا آ گئیں۔ میں نے بڑے ہو کر والد صاحب کی ذاتی ڈائری جو انہوں نے والدہ کے پاس ہی رکھی ہوئی تھی اور ایک اینڈرپرو آکر یہاں ہی لکھتے تھے، پڑھی تو اس میں انہوں نے اپنے والد کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ لپٹے پھوٹے بھائی کا بھی ذکر کیا لیکن کوئی تفصیلات وغیرہ نہ لکھی ہوئی تھیں اس لئے میں باوجود چاہنے کے آپ کو تلاش نہ کر سکا۔ اس کے بعد جب اچانک رزٹرو میں آپ کا نام اور ولدیت میں دادا جی کا نام دیکھا تو میں سمجھ گیا کہ آپ ہی میرے حقیقی اکل ہیں۔ — عامر نے تفصیل سے سارے حالات بتاتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔ تم نے جو کچھ بتایا ہے وہ کسی حد تک قابل قبول ہو سکتا ہے۔ لیکن اب تم کیا چاہتے ہو؟۔ کیپٹن شکیل نے سر جھپکے ہیں پر جیسا اس کے ذہن میں فوراً یہ خیال آیا تھا کہ یہ نوجوان ہو سکتا ہے کسی خاص غرض کے لئے اس کے گرد کوئی جال تیار کر رہا ہو۔ سواری اکل!۔ بس آپ سے ملاقات ہو گئی یہی کافی ہے۔ دینے آپ کے اس سرد مہرانہ بیچنے مجھے دلی تکلیف پہنچاتی ہے۔ یہ میرا کارڈ ہے۔ کبھی آپ کے دل میں اپنے بیچنے کی یاد آئے تو فون کر دیجئے میں چونکہ بچپن سے باپ کی محبت اور شفقت سے محروم رہا ہوں اس لئے میرے دل میں ایک بہت بڑا خلا ہے اور اس خلا کو پُر کرنے کے لئے میں آپ کو تلاش کرتا رہا۔ لیکن — بہر حال ٹھیک ہے۔ خدا حافظ! نوجوان نے قدرے گلوگیر لیجے میں کہا اور ایک کارڈ کیپٹن شکیل کے سامنے رکھ کر وہ کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن شکیل خاموش بیٹھا اُسے جلتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اس کے ہونٹ بیچنے ہوئے تھے۔ عامر کے جلنے کے بعد اس نے ایک ٹلوٹل سٹاں لیا اور پھر کارڈ اٹھا کر دیکھنے لگا۔ اس میں عامر کے دفتر کے پتے کے ساتھ ساتھ اس کے گھر کا پتہ بھی درج تھا۔

”میں پوری انکوائری کروں گا۔ میری مجبوری سے عامر“۔

کیپٹن شکیل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کارڈ جیب میں رکھ کر اس نے جیب سے ایک بڑا ٹلوٹل نکال کر ایش ٹرے کے نیچے رکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھا آ گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

کارڈ مخصوص گیراج میں بند کر کے جب وہ اپنے فیلٹ کی طرف بڑھنے

لگا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ اسی لمحے اس نے صفدر کی کار کو عمارت کے کپڑاؤں میں مڑتے ہوئے دیکھا۔ ظاہر ہے صفدر اس سے ملنے آ رہا تھا چنانچہ وہ رُک گیا۔

”کھانا کھا کر آ رہے ہو گے؟“ صفدر نے کار ایک سائیڈ پر پارک کر کے اس کی طرف بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”ہاں! — تم نے کھانا ہوتو دوبارہ چلے پھلتے ہیں“ — کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں — میں نے تو کافی دیر پہلے کھانا کھالیا تھا۔ البتہ چائے ضرور پیوں گا اور اسی لئے آیا ہوں“ — صفدر نے سنتے ہوئے کہا اور وہ دونوں سیڑھیاں چڑھ کر فلیٹ میں پہنچ گئے۔ کیپٹن شکیل چلتے خود بناتا تھا چنانچہ اس نے دوپ چلتے تیار کی اور ایک کپ صفدر کے سامنے رکھ کر وہ خود بھی دوسرا کپ لے کر بیٹھ گیا۔

”کیا بات ہے کیپٹن شکیل! — تم کچھ اچھے اچھے سے لگ رہے ہو“ — صفدر نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل مسکرا دیا۔

”ایک جھیتجا پیدا ہو گیا ہے اس لئے اچھ گیا ہوں“ — کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب! — جھیتجا پیدا ہو گیا ہے — میں سمجھا نہیں“ — صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں بھی نہیں سمجھا۔ اسی لئے تو ذہنی طور پر اچھ گیا ہوں — یہ دیکھو کارڈ — ان صاحب کا دعویٰ ہے کہ میرے حقیقی بھتیجے ہیں“ —

ذہل نے سبب سے وہی کارڈ جو اسے ہومل میں عامر سہیل نے لٹکانا کر صفدر کے سامنے رکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی نے ذہل میں کھانا کھانے، عامر سہیل کے اس کی مینز تک آنے اور تے ہونے والی تمام گفتگو دوہرا دی۔

ہامی تو قابل قبول ہے۔ اکثر ایسا ہو جاتا ہے — پھر اس کے ان نوٹوں بھی ہیں اور بقول اس کے دستاویزی ثبوت بھی ہے — ہاں، کیا اس کی شکل میں نہیں اپنے بھائی کی جھک دکھائی دی ہے؟

نہیں دیکھنے کی میں بھی خواہش رکھتا تھا۔ اگر مجھے بھائی صاحب مرحوم کی شکل کی جھک اس کے چہرے میں نظر آجاتی تو شاید میں وہیں ہومل میں ہی اسے گلے لگالیتا۔ لیکن ایسی کوئی بات نہ تھی“ — کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

”پہلی بات تو یہ سوچنے کی ہے کہ کیا اس کی تمہیں تلاش کرنے کا تہہ صرف بقول اس کے باپ کی محبت کا خلا پُر کرنا تھا — یا ان کے پیچھے کوئی اور سلسلہ ہے — کہیں جائیداد کا چکر نہ ہو“ — صفدر نے کہا۔

”نہیں — جائیداد کا کوئی سلسلہ نہیں ہو سکا۔ کیونکہ جائیداد نام کی کوئی چیز شروع سے ہی ہمارے پاس نہیں تھی اور نہ ہی والد مرحوم صاحب جائیداد پسند کرتے تھے۔ ان کے نظریے کے مطابق جائیداد دنیاوی اور دشمنیاں پیدا کرتی ہے اس لئے وہ صرف نقد رقم چلانے والے تھے۔ انہوں نے ہم دونوں بھائیوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی

اور خود ساری عمر کلتے کے مکان میں رہے۔ جب بڑے بھائی صاحب فوت ہوئے تو اس کے کچھ دنوں بعد والدہ بھی وفات پا گئیں اور پھر والدہ بھی — میں ان دنوں پڑھتا تھا اور ہوسٹل میں رہتا تھا اس لئے وہیں رہا۔ بہن کوئی نہیں تھی اور باقی رشتہ داروں سے ویسے بھیا والد صاحب کی نہ بنتی تھی۔ وہ اپنے نظریات کے شدت سے قائل تھے اس لئے مسئلہ ختم — میں وہیں ہوسٹل میں ہی رہا۔ تعلیم ختم کے بعد فرج جو ان کر لی اور وہاں سے یہاں سیکرٹ سروس — کیپٹن شکیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

ہو سکتے اس عامر سہیل کا خیال ہو کہ اس کے دادا کی کوئی ویسے جا پیدا ہوگی — صفدر نے کہا۔

تہیں — بڑے بھائی صاحب اس معاملے میں بالکل والد صاحب جیسا نظریہ رکھتے تھے اس لئے لازماً انہوں نے اگر واقعی شادی کی ہو تو اپنی بیوی اور اس کے والد کو سب کچھ کھل کر بتا دیا ہو گا وہ ایسے ہی آدنی تھے — اور یہ بات بھی درست ہے کہ ان کی یہ شادنی قطعی والد صاحب اور والدہ صاحبہ کو پسند نہ آئی اور اگر انہیں بھائی صاحب کی شادی کا علم ہو جاتا تو شاید وہ ساری عمر کے لئے اس کی شکل تک دیکھنے کے بھی روادار نہ ہوتے۔ وہ ایسے ہی کٹر خیالات کا لوگ تھے — کیپٹن شکیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور صفدر نے سر ہلادیا۔

میں معلوم کرتا ہوں۔ اس کارڈ میں رہائشی فون نمبر بھی درج ہے صفدر نے کہا اور اہم بڑھا کر ٹیلیفون کا ریسور اٹھایا اور کارڈ پر لکھے ہو

ذرا اہل کرنے شروع کر دیتے۔

ہیں — عامر سہیل بول رہا ہوں — رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نوجوان آواز سنائی دی۔

مبارک ہو عامر سہیل صاحب! — شکیل صاحب واقعی وسیع فائدہ بنا دیا اسکے مالک ہیں — آپ نے خوب بیوقوف بنایا ہے انہیں — لیکن ایک بات یادوں کو میرا حصہ دیتے بغیر آپ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکیں گے — صفدر نے آواز بدلتے ہوئے کہا۔

آپ کون صاحب بول رہے ہیں — ؟ دوسری طرف سے عامر سہیل کے بچھے میں حیرت تھی۔

مجھے فی الحال آپ خدائی فوجدار ہی سمجھ لیں — میں شکیل صاحب کو اچھی طرح جانتا ہوں اور اتفاق سے آپ کے ساتھ والی میز پر میں بھی کھانا کھا رہا تھا اس لئے میں نے آپ دونوں کے درمیان ہونے والی ساری گفتگو سن لی تھی اور پھر میں آپ کے بچھے آپ کے گھر تک بھی آیا۔ اب تو میرا تو دھندہ ہی یہی ہے — ویسے ایک بات ہے آپ نے بڑت بڑی محنت سے تیار کئے ہیں — صفدر نے کہا۔

آپ جو کوئی بھی ہیں آئندہ مجھے فون کرنے کی کوشش نہ کیجیے گا مجھے اکل کی جائیداد سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کیونکہ میرے پاس میری والدہ اور نانا کی وسیع جائیداد بھی موجود ہے اور میں خود بھی کماتا ہوں ہاں تک ثبوت کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں مجھی آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ یہ ثبوت جعلی نہیں ہیں — دوسری طرف سے اس بار انتہائی سخت بچھے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ریسور

رکھ دیا گیا۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے ریسور رکھ دیا۔

یہ تو واقعی تمہارا بھتیجا ہی ثابت ہو رہا ہے۔ بہر حال اگر واقعی وہ تمہارا بھتیجا ہے تو تمہیں کیا پریشانی ہے۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مجھے کیا پریشانی ہو سکتی ہے۔ ایک الجھن ہے۔ ٹھیک ہے۔ اسی تو آغاز ہے۔ دیکھو آئندہ کیا ہوتا ہے۔ اگر وہ اصل ہے تب بھی پتہ لگ جائے گا۔ اور اگر نقلی ہے تب بھی اس کا اصل مقصد سامنے آ ہی جائے گا۔ کیپٹن شکیل نے ایک ٹیول سانس لیتے ہوئے کہا۔

تم اگر اجازت دو تو میں اس سٹے میں مکمل انکوائری کروں۔

صفدر نے کہا۔ ٹھیک ہے ضرور کروں لیکن میری طرف سے نہیں۔ اپنی طرف سے۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کارڈ جیب میں رکھ لیا اور اس کے بعد وہ دوسری باتوں میں مصروف ہو گئے۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی آرام کرسی پر نیم دراز بڑی بڑی مینچھوں اور بارعب چہرے والے مضبوط جسم کے آدمی نے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھالیا۔

سردار احمد جان سپکنگ۔ بولنے والے کے لہجے میں بھی رعاب کا تاثر موجود تھا۔

عامر بول رہا ہوں جناب۔ دوسری طرف سے ایک موڈ بانڈ آواز سنائی دی۔

ہاں بولو۔ سردار احمد جان نے اسی طرح رعاب لہجے میں کہا۔ کیپٹن شکیل صاحب سے ہٹول میں ملاقات ہو گئی ہے اور میں اسے کارڈ نے دیا ہے۔ ویسے یہ انتہائی سرد مہر قسم کا آدمی ہے۔ اس نے کوئی جذباتیت ظاہر ہی نہیں کی۔ اس کے بعد میں گھر آیا۔ پھر ایک آدمی کا فون آیا اور اس نے مجھے اس پوائنٹ پر ٹیکہ لیا۔

نودا ہذا انداز میں بیٹھ گیا۔

سر سلطان والے کام کی کیا رپورٹ ہے؟ — سر دار احمد جان نے اپنے مخصوص رعب دار لہجے میں پوچھا۔

ہاں! — سر سلطان سے ملاقات ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ان کا کوئی تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نہ ہے۔ لیکن وہ آب کے پیمانہ کا احترام کرتے ہیں اس لئے وہ کوشش کریں گے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تک آپ کا مسئلہ پہنچ جائے۔ — ربانی نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

عمران کا پتہ چلا کہ وہ کہاں گیا ہوا ہے؟ — سر دار احمد جان نے اسی طرح رعب دار لہجے میں پوچھا۔

جناب! — اس کے باورچی کا کہنا ہے کہ وہ اپنی والدہ کے ساتھ ٹہرے باہر گئے ہوتے ہیں۔ یہ معلوم نہیں کہ ان کی واپسی کب ہوگی میں نے آپ کا خط اُسے دے دیا ہے اور باورچی نے وعدہ کیا ہے کہ جیسے ہی عمران آئے گا آپ کا خط اُسے فوراً دے دیا جائے گا۔ — ربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ہونہر — ٹھیک ہے جاؤ اور پوری طرح ہوشیار رہنا۔ اگر یہ ٹیپنگ مشین واقعی سیکرٹ سروس کا رکن ہے تو پھر کوئی بھی جوابی رد عمل اس کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ — بس تم نے فی الحال انہیں نظروں میں رکھنا ہے۔ — سر دار احمد جان کے کہا۔

یہیں کس؟ — ربانی نے کہا اور سر دار احمد جان نے سر ملتتے ہوئے اُسے جلنے کا اشارہ کیا تو ربانی کرسی سے اٹھا اور سلام کر کے کمرے سے

کرنے کی کوشش کی۔ — علم نے کہا۔

پہری تفصیل بتاؤ۔ — سر دار احمد جان نے اسی طرح رعب دار لہجے میں پوچھا اور جواب میں علم نے کپڑے کی شکل سے ہونے والی بات چیت کے ساتھ ساتھ فون کرنے والے کی تمام باتیں بھی بتادیں۔

فکر مت کرو۔ وہ بلیک میل یقیناً ٹیپنگ مشین کا کوئی ساتھی ہوگا۔ اس نے تمہیں چیک کرنے کے لئے یہ ساری بات چیت کی ہوگی۔ — مجھے رپورٹ مل چکی ہے کہ ٹیپنگ مشین کی رہائش گاہ پر ایک اور آدمی بھی موجود ہے؟ — سر دار احمد جان نے اسی طرح رعب دار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

یہیں سر۔ — دوسری طرف سے علم نے مودبانہ لہجے میں کہا اور سر دار احمد جان نے لیسپور واپس کر ڈیل پر رکھا اور سائڈ میز پر رکھی ہوئی ایک بیک بیل کا بیٹن دبا دیا۔

یہیں سر۔ — دروازہ کھول کر ایک مقامی نوجوان نے اندر آتے ہوئے کہا۔

ربانی کو بلاؤ۔ — سر دار احمد جان نے کہا اور نوجوان خاموشی سے واپس مڑ گیا۔

چند لمحوں بعد ایک بار پھر دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر خاصا قیمتی سوٹ تھا جسٹ کے لحاظ سے بھی وہ طاقتور اور فیملی کا آدمی لگ رہا تھا۔

یہیں کس؟ — آنے والے نے قریب آکر مودبانہ لہجے میں کہا۔
— بیٹھو ربانی۔ — سر دار احمد جان نے کہا اور وہ سامنے رکھی کرسی پر

نہا آدمی سے۔ ایم نے کہا۔

آپ نے فکر میں سر۔ میں اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں۔ سردار احمد جان نے جواب دیا اور دوسری طرف سے۔ ادرکے۔ کے الفاظ سن کر اس نے ریسپور رکھ دیا۔ لیکن ابھی اس نے ریسپور رکھ کر فائل کو کھولا ہی تھا کہ ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر ریسپور اٹھالیا۔

یس۔ اس بار اس نے صرف یس کہنے پر ہی اکتفا کیا۔ میں پی۔ اے ٹو سیکرٹری خارجہ بول رہا ہوں۔ سیکرٹری صاحب سردار احمد جان صاحب سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

یس۔ سردار احمد جان بول رہا ہوں۔ بات کر لیتے۔ سردار احمد جان نے باعرب لہجے میں کہا۔

سردار احمد جان صاحب! میں سلطان بول رہا ہوں سیکرٹری خارجہ۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بھی ایک باعرب سی آواز سنائی دی۔

میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے ہمارے مسئلے کو اہمیت دی۔ سردار احمد جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ ہمارے معزز دوست ہیں۔ میں نے آپ کا معاملہ صدر حکومت کے گوش گزار کر دیا ہے۔ چونکہ پاکستان سیکرٹری سرین کا تعلق براہ راست صدر حکومت سے ہے اس لئے یقیناً آپ کا معاملہ پاکستان سیکرٹری سرین تک پہنچ جائے گا۔ اس کے بعد سیکرٹری سرین

باہر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد سردار احمد جان نے میز پر رکھی ہوئی ایک فائل اٹھائی اور ابھی اُسے کھولنے ہی نکلتا کہ میز پر رکھے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسپور اٹھالیا۔

سردار احمد جان سیکرٹری۔ سردار احمد جان نے اسی طرح عربی لہجے میں کہا۔

ایم بول رہا ہوں۔ دوسری طرف سے ایک سردار اور بھاری سی آواز سنائی دی۔

اوه۔ یس ہاں۔ سردار احمد جان نہ صرف پلکھت چونک کر یہ ہو گا بلکہ اس کا لوجہ بھی قدر سے مودبانہ ہو گیا۔

کیا پروگرامس مے مشن کی۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

ہاں! کام جاری ہے۔ ابھی تک تو حالات اُمید افزا ہیں۔

عمران دار الحکومت میں موجود نہیں ہے۔ لیکن اسی دوران کیپٹن شکیل کا ایک ساتھی صفدر سامنے آچکا ہے اور مجھے یقین ہے کہ زیادہ سے زیادہ چھ روز میں باقی سیکرٹری بھی سامنے آجائے گی۔ احمد جان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

سیکرٹری سرین کے چیف کے بارے میں کوئی کلیو ملا۔ اصل سٹا تو اس کا ہے۔ ایم نے پوچھا۔

سر سلطان پر کام شروع کر دیا ہے۔ دیکھتے کیا زلت سامنے آتا ہے۔ بہر حال آپ نے فکر رہیں سردار احمد جان کبھی اپنے مشن میں ناکام نہیں ہوا۔

سردار احمد جان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ہاں! مجھے یقین ہے۔ اب اس عمران کا خیال رکھنا۔ وہ انتہائی

کے چیف نے مناسب سمجھا تو آپ سے رابطہ کرے گا۔ بہر حال میں ذاتی طور پر جو کچھ کر سکا تھا وہ میں نے کر دیا ہے۔ ایک بات اور ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا خصوصی نمائندہ ایک نوجوان علی عمران ہے اگر آپ کہیں تو میں ان سے بات کروں۔ سر سلطان نے کہا۔

”اوہ!۔ آپ کو تکلیف نہ ہوئی، معذرت خواہ ہوں۔ علی عمران صاحب کی تو ویسے ہی بڑی شہرت ہے، میں نے انہیں براہ راست خط لکھا ہے اور ملاقات چاہی ہے لیکن معلوم ہوا ہے کہ وہ شہر سے باہر گئے ہوتے ہیں۔ اگر آپ کے تعلقات ان سے ہوں تو ضرور ہماری سفارش کر دیجیے گا۔“ سردار احمد جان نے کہا۔

”بہتر ہے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ سردار احمد جان نے مسکراتے ہوئے ریسپورر رکھ دیا، اس کے چہرے پر طنز یہی مسکراہٹ ابھرتی تھی۔

عمران نے خط کھولا اور اُسے پڑھتے ہوئے اس کی پیشانی پر شکنیں بنی ابھرائیں وہ چار روز بعد دار الحکومت واپس آیا تھا۔ والدہ کے اصرار پر اُسے دار الحکومت سے بہت دُور کسی عزیز کی شادی میں جانا پڑا تھا۔ وہ رات کو بنی واپس آ گیا تھا لیکن رات کو والدہ نے نہ آنے دیا اس لئے وہ وہیں کو بیٹھی ہیں بنی سو گیا اور اب صبح وہ ناشتہ کر کے جیسے ہی فلیٹ میں آیا، سلیمان نے اسے پوچھا۔

”سردار احمد جان“ عمران نے خط کے آخر میں لکھا جو نام پڑھ کر بڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی نظر میں ایک بار پھر خط پر پھسنے لگیں۔ خط ایک مفیس اور انتہائی قیمتی کاغذ پر لکھا گیا تھا جس پر سردار احمد جان کے الفاظ ارنن تھے اور ساتھ ہی ایک مشہور قبیلے کا حوالہ بھی تھا جو پاکیشیا سے ملحقہ آزاد علاقہ میں رہتا تھا لیکن پاکیشیا سے اس کے تعلقات بے حد اچھے تھے خط میں والدہ ملاقات کی استدعا کی گئی تھی اور ساتھ ہی دار الحکومت کی ایک ایسی کالونی

کا پتہ دیا گیا تھا جہاں امر کی رائٹس تھی۔ عمران کے لئے یہ نام نیا تھا اس لئے وہ سوچ رہا تھا کہ یہ کون صاحب ہو سکتے ہیں اور وہ کیوں ذاتی ملاقات چاہتے ہیں؟

اسی لمحے سلیمان چلتے کے برتن اٹھاتے اندر داخل ہوا۔ اس نے چلا: کاکپ بنا کر عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

صاحب! — سلطان کا فون آیا تھا۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ جی جی آئیں انہیں فوری فون کریں — کوئی اہم معاملہ ہے — سلیمان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر باقی برتن اٹھاتے خاموشی سے کمرے باہر نکل گیا۔ عمران کا موڈ ایسا تھا کہ اسے سنجیدگی اختیار کرنا پڑی تھی۔

عمران نے خط میز پر رکھا اور پھر چلتے کاکپ اٹھا کر اس کی چسکیا لینے لگا۔ اس کا ذہن مسلسل اس سردار احمد جان کے متعلق سوچ رہا تھا لیکہ چلتے ختم ہونے کے باوجود جب اسے سردار احمد جان سے کبھی کسی ملاقات کے بارے میں یاد نہ آیا تو اس نے کپ میز پر رکھا اور ریسورڈ اٹھا کر سرسٹلا کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

یس۔ پی۔ اے ٹو سیکرٹری خارجہ — رابطہ قائم ہوتے ہی دور طرف سے آواز سنائی دی۔

عمران بول رہا ہوں — سلطان سے بات کراؤ — عمران انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

یس سر — دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد سلطان آواز ریسورڈ سے سنائی دی۔

چند عمران بیٹھے! — تم آگے شادی سے والپس — سلطان

ہاں ہوا تھا۔

ہاں ہاں! — لیکن خالی آیا ہوں۔ میں نے تو سنا تھا کہ شادی پر جاؤ تو وہاں میں ایک عدد حور ساتھ بھیج دی جاتی ہے لیکن وہاں تو بس دو چھوڑا ہے۔ انہیں میں آتے اور وہ بھی پہلے مشین گن کی گولیوں کی طرح سر سے نکلے۔ ہر نیپے گزے تو میں نے ثبوت کے طور پر اٹھاتے کہ کہیں والپسی میں ات بڑھاتے اور پولیس نے روک کر پوچھا کہ کہاں سے آ رہے ہو تو چھوڑا دیا۔ لگا کر بنان چھوڑا لوں گا — عمران نے منہ بنا تے ہوئے کہا اور دوسری

ات سے سلطان بے اختیار قبضہ مار کر ہنس پڑے۔
تمہیں سردار احمد جان کا خط مل گیا ہے — سلطان نے کہا
عمران بے اختیار چونک پڑا۔

ہاں! — ابھی سلیمان نے دیا ہے — ویسے سلطان! — ہم نے تو یہ آزاد علاقے والے زیادہ امر ہیں۔ ایسا نفیس اور قیمتی کاغذ ہے کہ مارے ہاں تو کرنسی نوٹ ایسے کاغذ پر بھی نہیں چھپتے اور وہ لوگ اسے خط لکھنے کے لئے استعمال کرتے ہیں — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اوہ — کیا مطلب! — کیا تم اس کاغذ کی وجہ سے کوئی اہم بات چن رہے ہو؟ — سلطان کا لہجہ چونکنے والا تھا۔

اہم بات کیا ہو سکتی ہے۔ میں تو سمجھتا تھا کہ یہ علاقے بجز اور دشوار گزار دھننے کی وجہ سے غریب ہوں گے۔ لیکن کاغذ دیکھ کر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کے لوگ بے شک غریب ہوں لیکن کم از کم سردار احمد جان غریب نہیں ہیں — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تہااری بات درست ہے۔ بہر حال سردار احمد جان جس قبیلے کا

واقعی خصوصاً قسم کا ہے۔ عام طور پر ایسا کاغذ دیکھنے میں نہ آتا تھا۔

مقوڑی دیر بعد اس نے کار کاغذ کی ایک بڑی دکان کے سامنے روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ دکان پر پہنچ گیا۔ دکان میں ہر طرف مختلف قسموں کے کاغذوں کے بڑے بڑے رول موجود تھے۔

جی فرمیتے۔ ایک سیلز مین نے مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

مجھے کسی ایسے آدمی سے ملنا ہے جو کاغذ کی کوالٹی اور دنیا بھر میں بنائے جانے والے خصوصی کاغذوں کے بارے میں مہارت کا درجہ رکھتا ہو۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

آپ میٹر صاحب سے بل لیں۔ دہی اس بارے میں کچھ بتا سکیں گے۔ سیلز مین نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک سائڈ پر بنے ہوئے دروازے کی طرف اشارہ کر دیا جس پر میٹر کی تختی لگی ہوئی تھی۔ عمران سر ہلاتا ہوا اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا دفتر نامہ تھا جس میں انتہائی قیمتی دفتری فرنیچر موجود تھا۔ ایک بڑی میز کے پیچھے ایک اڈھیر عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ عمران کو اند آتے دیکھ کر چونک پڑا۔

فرمیتے جناب۔ میٹرنے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا فرماتے ہیں۔ آفر آپ کو فرمائش کرنے کی اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اطمینان سے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

ہمارا تو کام ہی آپ جیسے معزز افراد کی خدمت کرنا ہے جناب۔ میٹرنے کہا۔ وہ واقعی انتہائی ہوشیار کاروباری آدمی تھا اور پھر عمران

نے یازن سے کہی ہوئی بات اس میٹر کے سامنے بھی دوہرا دی۔

مجھے پتہ نہیں لیں سال ہو گئے ہیں اس کاروبار سے منسک ہوئے ہیں اس کاروبار کے سلسلے میں پوری دنیا جی گھوم چکا ہوں۔ آپ نامیوں! آپ کا مسئلہ کیا ہے۔؟ میں کوشش کروں گا کہ آپ کو اپنی خدمت کر سکوں۔ میٹرنے اسی طرح کاروباری لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور عمران نے جیب سے سر وارا احمد جان کا خط نکالا اور اسے میٹر کے سامنے رکھ دیا۔

مجھے بتائیے کہ یہ کاغذ کس ملک کا بنا ہوا ہے اور کس کام آتا ہے؟ عمران نے اس پر سنجیدہ لہجے میں کہا۔

میٹرنے کاغذ نامیا اور اس کا کوئی انگیوں کے درمیان آہستگی سے لپکا اور پھر کاغذ کو ٹیبل لیپ کے بلب کے سامنے کر کے اسے غور سے دیکھتا نکلا۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ کاغذ کے درمیان بنے ہوئے ٹھنڈے واٹر مارک کی بات کر رہا ہے۔ لیکن وہ پہلے ہی چپک کر چکا تھا کہ اس کاغذ میں واٹر مارک موجود نہیں ہے بلکہ اس میں ہلکی ہلکی پائے صیسی لہریں نظر آتی ہیں۔ یہ کاغذ آپ کو کہاں سے ملا ہے جناب۔؟ میٹرنے ہونٹ پاتے ہوئے کہا۔

واٹر مارک پر پڑا ہوا تھا۔ عمران نے خشک لہجے میں جواب دیا تو عمران نے ایک لمحے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر اس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا اور پھر ہونٹ پیچھے لئے چند لمحوں بعد اس نے ایک دہلی سانس لیا۔

مجھے افسوس ہے جناب!۔ یہ کوئی خاص قسم کا کاغذ ہے۔ میں

نے ایسا کاغذ پہلے کبھی نہیں دیکھا۔۔۔ مینجر نے اس باز خشک لہجے کہا اور خط واپس عمران کی طرف بڑھا دیا۔

عمران نے خط لے کر اسے جیب میں ڈالا اور پھر جیب سے چند وزٹنگ کارڈ نکال کر اس نے ان میں سے ایک کارڈ مینجر کے سامنے رکھ دیا۔

آپ اپنے آپ کو حراست میں سمجھیں اور میرے ساتھ ہینڈ کوآرڈر چلیں۔
عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا اور باقی کارڈ جیب میں ڈالنے کے بعد اس نے اندرونی جیب سے ریولور نکال لیا۔ اس کے چہرے پر اس وقت بے پناہ سرد مہری تھی۔

لگ۔ لگ۔ کیا فرما رہے ہیں آپ۔۔۔ مینجر کا چہرہ پلکنڈہ بندی کی طرح زرد پڑ گیا۔ کارڈ پیر لکھے ہوئے عمران کے عہدے ڈپٹی ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس کے ساتھ ساتھ عمران کے ہاتھ میں پڑے ہوئے ہوا نے اس کی حالت واقعی سیکھتے انتہائی خراب کر دی تھی۔

میں درست کہہ رہا ہوں۔ اٹھیں، ورنہ آپ کو ہتھکڑی پہننا کر لے جایا جا سکتا ہے۔۔۔ عمران کا لہجہ اور زیادہ خشک ہو گیا۔

مم۔ مم۔ مگر جناب!۔۔۔ میرا قصور جناب!۔۔۔ مینجر کی جا قابلِ رحم حد تک خراب ہو گئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ابھی بہر جو کر کر پڑے گا۔

”قصور یہ ہے کہ آپ نے وہ معلومات جو حکومت کو چاہیے تھیں جان بوجھ کر چھپایا ہے اور یہ بہت سنگین جرم ہے۔۔۔ آپ چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ آپ اس کاغذ کے بارے میں معلوما

تے ہیں لیکن آپ نے جان بوجھ کر اس بات سے انکار کر دیا ہے۔
وہ ان نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

زوج۔ جناب!۔۔۔ میں معافی چاہتا ہوں۔ آپ نے پہلے اہم اعداد و شمار نہیں کرایا۔۔۔ میں کاروباری آدمی ہوں اس لئے میں اپنی الجھن میں نہیں پھنسا چاہتا تھا۔۔۔ لیکن اب اگر یہ سرکاری معاملہ ہے تو میں ہر ممکن تعاون کروں گا۔۔۔ اگر میری معلومات سے حکومت کو فائدہ پہنچ سکتا ہے تو مجھے بے حد مسرت ہوگی جناب۔
مینجر نے جلدی جلدی بولتے ہوئے کہا۔

ایسی صورت میں حکومت آپ کی مشکور ہوگی۔ لیکن یہ سوچ لیجئے کہ اگر آپ نے جھوٹ بولنے یا کچھ چھپانے کی کوشش کی تو پھر پانچ ماہ کے لیے آپ کو اور زیادہ سخت بناتے ہوئے کہا وہ ان کاروباری افراد کی نفسیات کو سمجھتا تھا اس لئے جان بوجھ کر ایسی باتیں کر رہا تھا۔

”نہیں جناب!۔۔۔ میں شریف اور محب وطن شہری ہوں۔۔۔ یہ کاغذ جو آپ نے مجھے دکھایا ہے دراصل یہ کاغذ روسیہ میں بننے والا ایک مخصوص کاغذ ہے اس کاغذ کے اندر آپ کو پاسے کی طرح جہازیں نظر آ رہی ہیں یہ ایک خاص قسم کی گیس ہے۔۔۔ یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے کہ اسے استعمال کیسے کیا جا سکتا ہے لیکن بہر حال اس گیس کی مدد سے کسی بھی ایسے آدمی کو جس کے پاس یہ کاغذ ہو آسانی سے طویل عرصے کے لئے بیہوش کیا جا سکتا ہے۔۔۔ یہ کاغذ روسیہ میں صرف کے جی۔ بی۔ بی۔ خاص خاص موقعوں پر استعمال کرتی ہے۔۔۔ آج سے چار سال قبل میں کاروبار کے سلسلے میں روسیہ گیا تھا

تو وہاں مجھے ایک ایسے کاخانے میں جلانے کا موقع ملا جو خفیہ طور پر یہ کاغذ تیار کرتا ہے اس کاخانے کا میگزین دوست بن گیا اور پھر اس نے مجھے وائٹنی کے طور پر یہ کاغذ دکھایا تھا اور اس کی خاصیت بتائی تھی۔ ظاہر ہے یہ چیز میرے لئے نئی تھی اس لئے میں سید حیران ہوا، اس نے مجھے ان لہروں کے بارے میں تفصیل بتائی اور آج چار سال بعد میں نے دوبارہ یہ کاغذ آپ کے اہم میں دکھایا ہے اور آپ سے میرا تعارف نہ تھا اس لئے ظاہر ہے کہ میں آپ کو کیسے یہ تفصیل بتا سکتا تھا؟ — نتیجہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات ابھرائے۔ اُسے اس کاغذ کی ساخت عجیب ضرور لگی تھی لیکن اس کی اس حیرت انچیز خاصیت کے بارے میں تو اس کے ذہن میں تصور تک نہ تھا۔

شکر یہ! — اب آپ کو یہ کہنا تو ضروری نہیں کہ یہ بات ایک آٹھ نہ ہو — عمران نے کہا۔

اوه — نہیں جناب — میں سمجھا ہوں جناب — نتیجہ نے جلدی سے جواب دیا اور عمران نے اس کے سامنے رکھا ہوا اپنا کارڈ اٹھا کر جیب میں ڈالا اور تیز تیز رقم اٹھا کر سر سے باہر نکل آیا۔ اس کے ذہن میں عجیب سا بھروسہ چھل آیا ہوا تھا۔ سردار احمد جان کی طرف سے اس قسم کے خاص کاغذ پر خط لکھ کر بھجوانے سے سلسلہ واقعی لہجہ گیا تھا۔ سردار احمد جان تو پاکشا کا حلیف تھا اور سیکرٹ سروس کے مددگار کے لئے آیا تھا پھر اس قسم کے کاغذ کا استعمال بہ حال اب اس کے ذہن پر بخیدگی کی گہری تہہ چھا گئی اور اس نے کار کاراج سردار کی لیبڈری کی طرف موڑ دیا اور اب فوری طور پر سردار کی مدد سے اس کاغذ کی مکمل چیکنگ کرنا چاہا۔ آتا تھا تاکہ اصل بات سامنے آجائے۔

ٹیلیفون کی گفتنی بکتے ہی سردار احمد جان نے چونک کر میز پر رکھے دو سے فون کو دیکھا اور پھر سیورام لیا۔

سردار احمد جان — سردار احمد جان نے اسی طرح بارعب بلجے تیار کیا۔

ربانی بول رہا ہوں باس! — عامر سہیل والی ترکیب بے حد کامیاب رہی ہے۔ اس کیپٹن شکیل اور اس کے بعد اس کے ساتھی صفدر کے حلیف میں ہیں۔ سہیل ڈگلا فون پہنچا دیتے گئے ہیں — صفدر نے نہ صرف اپنے طور پر عامر سہیل کے بارے میں انکار ہی کی ہے بلکہ اس سلسلے میں اس نے ۱۱ اشخاص نفعانی اور مددگاری کی بھی ڈیولپی لگائی تھی اور ابھی تھوڑی دیر پہلے اس صفدر کے حلیف میں یہ دونوں آدمی آئے اور انہوں نے اسے یہی پوسٹ دی کہ عامر سہیل صحیح آدمی ہے۔ انہوں نے اس کے محلے سے اس کے بارے میں تفصیلی رپورٹیں حاصل کر لی ہیں۔ وہاں باتوں کے دوران

تین دوسرے افراد کا بھی ذکر آیا ہے جن کے نام تنویر، چربان اور خادور
لکھے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ایک عورت جو لیا کا نام بھی آیا ہے اور سب
سے اہم بات یہ ہے کہ انہوں نے باتوں کے دوران چیت کا نام بھی لیا ہے
ربانی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

دیری گڈ — اس کا مطلب ہے کہ کپٹن شکیل کے پاکستان سیکرٹ
سروس کا نمبر ہونے کا اندازہ درست ثابت ہوا — تم نے ان نئے
آرمیوں کی نگرانی کرائی ہے — سردار احمد جان نے سترت بھرے
لیجے میں کہا۔

یہیں بہس — دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

چیت سے ان کا مطلب یقیناً اکیٹو ہوگا — ہمیں اصل تلاش
تو اسی کی ہے۔ بہر حال تم نے ہر لحاظ سے محتاط رہا ہے — ویسے
عامر سہیل نے جو کارڈ کپٹن شکیل کو دیا تھا وہ اس وقت کس کے پاس
ہے — سردار احمد جان نے پوچھا۔

وہ اسی صفدر کے پاس ہے — ربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
ٹھیک ہے — عمران کے بارے میں کوئی خبر — وہ واپس آ گیا
ہے یا نہیں — سردار احمد جان نے پوچھا۔

جی ہاں! — وہ واپس آ گیا ہے۔ لیکن واپس آنے کے تھوڑے ہی
بعد ہی وہ کارلے کروہا لے سے چلا اور پہلے وہ دارالحکومت کی پیرا کیریٹ
کی ایک دکان پر گیا اور اس کے بعد وہاں سے وہ دارالحکومت سے
شمال مشرق کی طرف ایک سیڈ پلانی کرنے والی فیکٹری میں چلا گیا —
آپ نے چونکہ اس کے فیلڈ میں ڈکٹا فون لگانے سے منع کر دیا تھا اس

اس کی بات چیت کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا البتہ ہم نے
اس کی کار کے عقبی بچہ میں زیر وزیرو لگا دیا ہے جس کی وجہ سے اس
کا آواز دھرت چیک ہوئی رہی ہے — ربانی نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے اس لئے اگر اسے ڈکٹا فون کا علم ہو گیا
تو پھر ہو سکتا ہے ہماری ساری پلاننگ ہی فیل ہو جائے اس لئے میں
نے منع کیا تھا — لیکن کانڈ کی دکان اور پھر سیڈ فیکٹری اس کے
جانے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے — بہر حال ٹھیک ہے تم نگرانی جاری
رکھو — سردار احمد جان نے کہا اور ریسور رکھ دیا۔ پھر سامنے میز پر بھی

دینی شراب کی بوتل اٹھا کر اس نے منسے لگالی اور دو لمبے گھونٹ
لے کر اس نے اُسے واپس میز پر رکھ دیا۔ اس کا سرخ و سفید چہرہ شراب
کی حدت کی وجہ سے اور زیادہ سرخ ہو گیا تھا۔ آنکھوں میں بھی سرخی ابھر
آئی تھی۔ اس نے کرسی کی نشست سے سرٹکایا اور آنکھیں بند کر لیں۔
اس کی پیشانی پر لیکرس سی اٹھج آئی تھیں۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ کسی
لہری سورج میں غرق ہو۔

چند لمحوں بعد اس نے اپنا کاس آنکھیں کھولیں اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا
اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے پھر اس نے ہاتھ بڑھایا اور ریسور
اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔

ربانی سپیکنگ — دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی ربانی
لی آواز سنائی دی۔

سردار احمد جان بول رہا ہوں — سردار احمد جان نے کہا۔

”یس ہاں! — دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ مودبانہ ہو گیا۔
 ”رابانی! — کیا ان لوگوں کی بات ہیئت میں ہیڈ کوارٹر کے بارے میں
 کسی قسم کا کوئی اشارہ نہیں ملا۔ یا تم نے بتایا نہیں؟ — سردار
 احمد جان نے سخت لہجے میں کہا۔

”نہیں ہاں! — کوئی بات ایسی نہیں ہوئی۔ میں نے خاص طور پر
 اس بات کو چیک کیا تھا۔ — رابانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”عجیب لوگ ہیں۔ — سیکرٹ سروس کے رکن ہیں لیکن نہ ہی
 ہیڈ کوارٹر جاتے ہیں اور نہ ہی اس کے بارے میں کوئی گفتگو کرتے ہیں۔
 سردار احمد جان نے کہا۔

”ہاں! — میرا خیال ہے کہ ان لوگوں کا سیٹ اپ بھی ایسا ہے کہ
 یہ لوگ صرف خاص ڈائریکٹرز یا فون پر ہی ہدایات لیتے ہونگے۔ — یا
 رپورٹیں دیتے ہوں گے۔ — ویسے اب تک ایسا کوئی فون بھی ان میں سے
 کسی نے وصول نہیں کیا۔ بس پہلی بار چیف کا نام لیا ہے انہوں نے۔
 رابانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر یہ سیٹ اپ ہے تو پھر ہمارا مشن کا ہیاب نہیں ہو سکتا۔ — ہمارا
 اصل ہڈرگٹ تو سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اگر اس کا ہی علم نہیں
 ہو گا تو پھر مشن کیسے مکمل ہو گا؟ — سردار احمد جان نے کہا۔
 ”اگر آپ حکم کریں تو کسی بھی ممبر کو اغوا کر کے اس پر تشدد کر کے اس
 سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ — رابانی نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

”احتمالاً باتیں مت کرو۔ — یہ لوگ سیکرٹ سروس کے ممبر ہیں کوئی عام
 مجرم نہیں ہیں۔ — یہ خاص طور پر تربیت یافتہ ہیں اس لئے آواز انہوں

نے پھوٹانا نہیں۔ — دوسری بات یہ کہ ہر مسلک کے کہ انہیں سرے
 ”ام جی نہ ہو۔ — اور تیسری اور اہم بات یہ ہے کہ اس طرح ایک آدمی
 نے اغوا سے ساری سیکرٹ سروسوں چونک پڑے گی اور ہماری ساری
 پروانگہ سی ختم ہو کر رہ جائے گی۔ — سردار احمد جان نے انتہائی
 ہنس لہجے میں کہا۔

”سوری ہاں! — دوسری طرف سے رابانی نے معذرت خواہانہ
 لہجے میں کہا۔

سنو! — اس بارے میں پوری طرح چوکنار ہمارا جیسے ہی ہیڈ کوارٹر
 کے بارے میں کوئی اشارہ ملے تم نے فوراً مجھے اس سے مطلع کرنا ہے۔
 سردار احمد جان نے کہا اور ریسورس رکھ دیا۔

مسئلہ پیدا ہو گیا۔ — مجھے ایم سے بات کرنی ہوگی۔ — سردار
 احمد جان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے
 ریسورس اٹھا لیا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

سردار احمد جان سپیکنگ — دوسری طرف سے ریسورس اٹھاتے
 جانے کی آواز سنتے ہی سردار احمد جان نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”ایم ایڈنگ یو۔ — بھاری آواز میں جواب دیا گیا۔

ہاں! — مسئلہ کچھ پیچیدہ ہو گیا ہے۔ — میں نے اس لئے فون
 کیا ہے تاکہ اس بارے میں کھل کر بات ہو جائے۔ — سردار احمد جان
 نے لہجے میں کہا۔

”مسئلہ ہے۔ — کھل کر بات کرو۔ — دوسری طرف سے ایم
 نے لہجے میں کہا۔

ایم نے کہا۔

میں نے اپنی طور پر جان بڑھانے کے لئے کہا اس کا جواب اس نے دیا کہ اس لئے دوپہر کے بعد چائے پینے کے بعد میرا مقصد یہ تھا کہ اب تک جو صورت حال سامنے آ رہی ہے اس کے مطابق سیکرٹ سروس کے ارکان کو تیزی سے نظروں میں آتے جا رہے ہیں لیکن اب تک نہ ہی ہینڈ کوارٹر کا پتہ چل رہا ہے اور اس پر اسرار اس کا۔۔۔ اس صورت حال میں اگر سیکرٹ سروس کو واقفیت حاصل کرنے کے لئے تیار ہو گئی تو پھر ہم اس کے ہینڈ کوارٹر کی تلاش کر لیں کریں گے۔ اور دوسری صورت میں بھی ہم زیادہ سے زیادہ سیکرٹ سروس کے ارکان کو ہی ختم کر سکیں گے۔ ہینڈ کوارٹر اور اس والا مسئلہ تو پھر بھی رہ جائے گا۔۔۔ سردار نے کہا۔

واقعی تمہاری بات درست ہے لیکن یہاں یا وہاں ہمیں بھی ہم چاہیں ان لوگوں پر تشدد کر کے ان سے ہینڈ کوارٹر کے پتے میں تفصیلات حاصل کر سکتے ہیں۔۔۔ آخر وہ سیکرٹ سروس کے ارکان ہیں انہیں یقیناً معلوم ہو گا۔ ایم نے کہا۔

یہ سکتا ہے انہیں معلوم ہی نہ ہو۔۔۔ مجھے تو یہ سارا سیٹ اپ سن کر ہی ہراساں کر رہا ہے۔۔۔ سردار احمد جان نے کہا۔
تو پھر تم کیا چاہتے ہو۔۔۔ اس بار ایم نے جھنجھلائے ہوئے جواب دیا کہ۔

میں نے ان لوگوں کو چھوڑا تو یقیناً سیکرٹ سروس چونکا کر پٹ پٹ کرے گا۔۔۔ لوگ اتنی تیزی سے کام کرنے میں مشغول ہیں۔ وہ ایسے

”باس!۔۔۔ سارا مشن یہی ہے ناں کہ پاکٹیا سیکرٹ سروس کا مع ان کے چیف کا خاتمہ کر دیا جائے اور پاکٹیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر سے خبر پڑنے والے فائل اٹاری جلتے۔“ سردار احمد جان نے ہونٹ چٹپٹا ہونے کا جواب دیا۔

”اس کے لئے ہم نے دو طرفہ پلاننگ کی ہے۔ ایک تو یہ کہ پاکٹیا سیکرٹ سروس کو ہینڈوں میں لے جایا جائے اور پھر وہاں انہیں ہلاک کر دیا جائے اور حکومت پاکٹیا کو اطلاع دی جائے کہ وہ مخالف قبیلے کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے ہیں اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ سیکرٹ سروس کا چیف کبھی ٹیم کے ساتھ نہیں جاتا۔ اس لئے سیکرٹ سروس کے جانے کے بعد وہ اکیلا رہ جائے گا اس طرح آسانی سے اس کے ہینڈ کوارٹر پر قبضہ بھی ہو سکتا ہے، اسے ختم ہی کیا جا سکتا ہے اور وہاں سے فائل بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور اگر پاکٹیا سیکرٹ سروس کا چیف ٹیم بھیجنے سے انکار کر دے تو پھر سیکرٹ سروس کو نظروں میں رکھا جائے۔ اس کے ہینڈ کوارٹر کا پتہ چلایا جائے اس کے بعد بیک وقت سیکرٹ سروس کے سپر ممبران کا خاتمہ کر کے ان کی لاشیں غائب کر دی جائیں۔ اس طرح ہی چیف اکیلا رہ جائے گا اور اُسے آسانی سے کوہ کیا جا سکتا ہے۔“ سردار احمد جان نے شن کی تفصیلات اس طرح دوہراتے ہوئے کہا۔ جیسے وہ ذہن میں لکھی ہوئی کوئی تحریر پڑھ رہا ہو۔

”تم کہا کیا چاہتے ہو۔۔۔ ظاہر ہے پلاننگ کے بارے میں تو مجھے معلوم ہے۔۔۔ اس لئے وہاں کا کیا فائدہ تھا۔۔۔ ایم نے ایک بار پھر ناخوشگوار

میرے ذہن میں صرف ایک ہی پوائنٹ آیا ہے کہ اگر کسی صورت بھی معلوم نہ ہو سکا تو پھر اس عمران پر ہی تشدد کرنا پڑے گا۔ سر سلطان نے اسے نمائندہ خصوصی کہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ دوسرے کو علم ہو یا نہ ہو، اسے لازماً علم ہوگا۔ سردار احمد جان نے کہا اور اس بار دوسری طرف سے ایم کے طنزیہ انداز میں ہنسنے کی آواز سنائی دی۔ تم نے شراب تو زیادہ مقدار میں نہیں پی لی سردار احمد جان۔ عمران کے بارے میں اچھی طرح جاننے کے باوجود تم ایسی بات کر رہے ہو۔ ایم نے کہا۔

مجھے معلوم ہے اس بارے میں اس کے سوا اور کیا چارہ کار ہو سکتا ہے۔ سردار احمد جان نے جواب دیا۔ اتنی جلدی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے پاس کافی دقت ہے۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے اس لئے آج سہ ماہی صورت حال واضح ہو جائے گی اور جب پوری طرح واضح ہوگی تو اس کا کوئی کامیاب حل بھی تلاش کر ہی لیا جائے گا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آخر تم اتنی جلدی کیوں پریشان ہو گئے ہو۔ ایم نے کہا۔

واقعی اس بارے میں ایسے ہی ذہن میں ایک بات آگئی تھی۔ بہر حال ٹھیک ہے ابھی تو ابتدا ہے۔ سردار احمد جان نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

بس تم ربانی کو بہر لحاظ سے جو شہادہ رہنے کا کہتے رہنا کیونکہ اگر سیکرٹ سروس کے کاؤں میں اصل مشن کی ذرا سی بھی جھنک پڑگئی تو پھر ہمیں کھنکھن کر سامنے آنا پڑے گا اور ہم کھنکھن کر سامنے نہیں آنا چاہتے۔ اسی لئے

تو اس بار تمہیں آگے کیا گیا ہے۔ ایم نے کہا۔ آپ نے فکر کر میں اس بارے میں ایک ذمہ داری کی کیفیت تھی، درندہ آپ جانتے ہیں کہ میں نے آج تک انکوائری کے بارے میں سوچا بھی نہیں اور ربانی تو ایسے معاملات کا ماہر ہے۔ سردار احمد جان نے کہا اور وہ سری طرف سے۔ اور کے۔ کہہ کر ریسپورڈر رکھ دیا گیا۔ سردار احمد جان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریسپورڈر رکھا ہی تھا کہ ٹیلیفون کی غلطی بزم اٹھی اور سردار احمد جان نے چونک کر دوبارہ ریسپورڈر اٹھایا۔

بس۔ اس نے اس بار جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ ربانی بول رہا ہوں اس بارے میں! عمران کی کار آپ کی کاؤں میں اصل جوڑی ہے۔ وہ یقیناً آپ سے ملنے آ رہا ہے۔ میں نے سوچا ہے کہ اس کو اطلاع کر دوں۔ ربانی نے کہا۔

تمہیں کس سے؟ سردار احمد جان نے کہا اور ریسپورڈر رکھ کر وہ اٹھا۔ سیکرٹری تم اٹھاؤ ڈیسک روم کی طرف بڑھ گیا۔ وہ ذرا ٹھیک ٹھاک کر کے عمران سے ملنا چاہتا تھا کیونکہ اس کے بارے میں اس نے اتنے تعریفیں سن رکھی تھیں اس لئے وہ پہلی ملاقات میں ہی اس پر ایسا تاثر چھوڑنا چاہتا تھا کہ عمران اس کے متعلق کسی قسم کے شبہ میں ذہنی نہ ہو سکے۔

ادہ واقعی۔۔۔ سچ پڑھیں تو مجھے بھی یقین نہ آ رہا تھا اس لئے
 میں آپ کے پاس آیا تھا۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 عمران بیٹے! یہ کاغذ نہیں ہے۔۔۔ یہ دراصل سینتالیس
 لاکھ روپے کی دولتیں ہیں جنہیں ایک روٹ کے ساتھ ملا کر تیار کیا
 گیا ہے اور ایک روٹ کے ملنے کی وجہ سے جو خلا پیدا ہو جاتا ہے اس
 میں استعمال گیس کے زیر و مال کیسوں بھرے ہوتے ہیں۔۔۔ بظاہر یہ
 کاغذ کی طرح ہی ہے، اس پر چھپائی بھی ہو سکتی ہے اور اس پر
 لکھا بھی جاسکتا ہے۔۔۔ اسے کاغذ کی طرح موڑا بھی جاسکتا ہے اور
 تیرا بھی کیا جاسکتا ہے۔ لیکن بہر حال یہ کاغذ نہیں ہے اور جب ایک
 نوٹس حصے میں سے ریڈیو لہروں کی توانائی کو پھیلا دیا جلتے تو ایک روٹ
 بن جاتا ہے اور الٹیاں گیس کے زیر و مال کیسوں آپس میں مل کر فوراً
 جواہر بن جلتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ ایک مخصوص ریج
 میں یہ توانائی ذہن کو وقتی طور پر ماؤف کر کے اُسے بیہوش کر دیتی
 ہے۔۔۔ سر داؤد نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی انہوں
 نے ایک بڑا سا کاغذ جس پر سائنسی تجزیے کی کمپیوٹر رپورٹ درج تھی
 عمران کی طرف بڑھا دیا۔

عمران کافی دیر تک اس رپورٹ کو بڑھا رہا۔

سر داؤد!۔۔۔ یہ کاغذ تو انتہائی مہنگا پڑتا ہوگا۔۔۔ میرے
 خیال میں اتنے ٹکڑے کی تیاری جس پر اس سرواہ نے خط لکھا ہے کم از کم
 پچاس لاکھ روپے تو خرچ آجاتے ہوں گے۔۔۔ عمران نے سر
 اٹھاتے ہوئے کہا۔

عمران نے سر داؤد کے دفتر میں بیٹھا ایک کتاب کے مطالعہ
 مصروف تھا۔ یہ کتاب اس نے سر داؤد کی میز پر رکھی ہوئی دیکھی تھی
 سر داؤد اس سر داؤد احمد جان کا خط لے کر اس کا سائنسی طور پر تجزیہ کر
 گئے ہوتے تھے اس لئے عمران اس دوران کتاب پڑھنے میں مصروف
 ہو گیا تھا اور پھر سمجھانے اُسے کتنا وقت لگا گیا کہ دروازہ کھلنے کی آو
 سن کر عمران چونک پڑا۔ سر داؤد اندر داخل ہو رہے تھے۔ عمران
 کتاب بند کر کے رکھ دی۔

کمال ہے عمران!۔۔۔ یہ واقعی انتہائی حیرت انگیز ایجاد ہے۔ و
 جب تم نے پہلے اس کے متعلق بتایا تھا تو مجھے کبھی یقین نہ آیا تھا کہ
 کاغذ میں ایسا سہم بھی موجود ہو سکتا ہے۔۔۔ لیکن اب تجزیے
 یہ بات ثابت ہو گئی ہے۔۔۔ سر داؤد نے اپنی مخصوص کرسی پر
 ہونے کہا۔

ایا فیصلہ کیا تم نے سردار احمد جان کے قبیلے کی مدد کے سلسلے میں؟
انہوں نے عمران سے پوچھا۔

کیا کسی طرح قبیلے کے سردار گل جان سے بات ہو سکتی ہے؟
انہوں نے ان کے سوال کا جواب دینے کی بجائے اس سوال کو دیا۔

سردار گل جان سے — کیوں؟ — سردار سلطان عمران کی بات
نہ کر بڑی طرح جھوٹک پڑے۔

میں چاہتا ہوں کہ سردار احمد جان سے بات چیت سے پہلے اصل
بات سے بات ہو جائے۔ سردار احمد جان نوجوان ہیں جبکہ سردار
گل جان بزرگ آدمی ہیں۔ ہو سکتا ہے سردار احمد جان جذباتی انداز میں
پو پڑھا چڑھا کر بات کر رہے ہوں۔ عمران نے جواب دیتے
نہ کہا۔

سردار گل جان تو طویل عرصے سے غلیل ہیں اس لئے قبیلے کی علمی
اد پر سردار ہی سردار احمد جان نے ہی سنبھال رکھی ہے۔ ویسے
ان سے بات ہو سکتی ہے پولیٹیکل ایجنٹ کی معرفت۔ سردار سلطان
نہ کہا۔

کیا ان کے پاس براہ راست فون نہیں ہے؟ — عمران نے پوچھا۔
مجھے معلوم نہیں۔ ویسے ہونا تو چاہیے۔ بہر حال میں پولیٹیکل ایجنٹ
بات کر کے معلوم کرتا ہوں۔ سردار سلطان نے کہا اور پھر انہوں
بیسویں اٹھا کر پی۔ اے کو آزاد علاقے کے پولیٹیکل ایجنٹ سے بات
نہ کرنے لگے کہا اور ریسورر رکھ دیا۔

اگر سردار گل جان سے براہ راست بات نہ ہو سکے تو آپ میری بات

”جہاں سے ہاں تو شاید اس سے بھی زیادہ خرچ آئیں لیکن روسیہ میر
اتنا خرچہ نہیں ہوگا کیونکہ وہاں یہ سب چیزیں وہ خود بڑی تعداد میں
تیار کرتے ہیں جب کہ ہمیں دوسروں سے اسے خریدنا پڑتا ہے۔“
سردار نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا
ٹھیک ہے۔ چلو ایک بات تو کلیئر ہو گئی۔ شکر یہ سردار
آپ کو میں نے ڈسٹرب کیا۔ عمران نے کاغذ کو بند کر کے جیب
میں ڈالتے ہوئے کہا۔

اگر تم مناسب سمجھو تو یہ کاغذ مجھے دے دو۔ میرے ذہن پر
اس کے تجربے کے دوران ایک نیا آئیڈیا آیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ
اس کاغذ کی مدد سے اس آئیڈیے پر مزید کام کر کے دیکھوں۔
سردار نے کہا۔

ٹھیک ہے آپ رکھ لیں۔ مجھے تو ویسے بھی خطہ لگا رہے گا
کہ کسی وقت اس کی وجہ سے بیہوش ہو جاؤں۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا اور سردار نے اختیار نہیں پڑے۔ عمران ان سے
اجازت نہ کر لیا۔ ٹری کے بریڈنی ٹیگٹ کی طرف چل پڑا۔ اب بہر حال یہ
بات طے ہو چکی تھی کہ یہ سردار احمد جان روسیہ کا کوئی خصوصی ایجنٹ
ہے اور کسی خاص مقصد کے لئے یہاں یہ سب ڈرامہ کھیلا جا رہا ہے
اب اس نے اس سردار احمد جان سے ملنے کا فیصلہ کر لیا تاکہ اب وہ
اس کے اصل مقصد کو تلاش کرنے پر کام کر سکے۔ لیکن پھر اچانک اس
کے ذہن میں ایک خیال آیا تو اس نے کار کا رنچ سردار سلطان کے دفتر کی
طرف موڑ دیا۔ مشورہ دیر بعد وہ سردار سلطان کے دفتر میں موجود تھا۔

اس پولیٹیکل ایجنٹ سے کراؤ کیجئے ایکٹو کے نمائندہ کی حیثیت سے
عمران نے کہا اور سر سلطان نے اثبات میں سر ہلادیا۔

مقوڑی دیر بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بجی اور سر سلطان نے ہاتھ بڑھا
ریسیور اٹھالیا۔

”سر۔ پولیٹیکل ایجنٹ اجمل خان صاحب سے بات کیجئے۔“
پی۔ اے نے کہا۔

”بات کراؤ۔“ سر سلطان نے کہا۔

”ہیلو سر۔ میں اجمل خان بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں بعد کہ
بیاری سی آواز سنائی دی لیکن لہجہ متوہمانہ تھا۔

”سلطان بول رہا ہوں۔“ اجمل خان صاحب! — بڑے چا
کے سردار گل جان سے فون پر بات چیت ہو سکتی ہے؟ میں نے ان
مذوری بات کرنی ہے۔“ سر سلطان نے کہا۔

”سردار گل جان سے — اوه نہیں سر! — وہ بے حد علیل ہیں
اور تقریباً نیم عشی کی حالت میں ہیں۔ اس کے علاوہ وہ بات کرنا تو اب
طرف ہنسی کو صحیح طور پر پہچانتے بھی نہیں۔“ دوسری طرف
کہا گیا تو سر سلطان نے ریسیور پر ہاتھ رکھ کر یہی بات سامنے بیٹھے ہو
عمران کو بتادی۔

”آپ میری بات کرائیں اس پولیٹیکل ایجنٹ سے — لیکن پہلے
اچھی طرح تعارف کراویں۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہیلو اجمل خان! — پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو بڑے چا
کے سردار احمد خان نے کسی معاملے میں مدد کی درخواست کی ہے ان

نات ان کے نمائندہ خصوصی جناب۔ یہ علی عمران صاحب آپ سے
تکرار چاہتے ہیں۔ آپ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف،
اختیارات سے تو اچھی طرح واقف ہوں گے اس لئے آپ برائے
ہو اب انہیں کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ دیں۔“ سر سلطان نے
اذا بان کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

میں سمجھتا ہوں جناب! — دوسری طرف سے اجمل خان نے
مذاہبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور سر سلطان نے ریسیور عمران
کی طرف بڑھا دیا۔

”ہیلو۔“ علی عمران بول رہا ہوں۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ
لہجے میں کہا۔

”میں سر۔“ میرا پولیٹیکل ایجنٹ اجمل خان بول رہا ہوں۔ فرطیہ!
دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ اور زیادہ متوہمانہ ہو گیا۔

اجمل خان! — سردار گل جان کب سے بیمار ہیں۔؟ عمران
نے پوچھا۔

”جی دو سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے۔“ اجمل خان نے
اب دیتے ہوئے کہا۔

”انہیں کیا بیماری ہے۔؟“ عمران نے پوچھا۔
وہی تو جناب! — بڑھاپا بڑا تو خود ایک، بیماری ہوتی ہے۔ لیکن

اب قبل سردار گل جان کی صحت، بے حد اچھی تھی۔ پھر اچانک انہیں
پیشہ کی بیماری لاحق ہوئی اور اجداد علاج کے معاملہ بڑھتا چلا گیا۔
تین تین ایک ماہ سے وہ لے حد بیمار ہیں۔ ڈاکٹر تو ملٹری پیشہ ہی تہاتے

اچانک جھڑ کر کے اسے ختم کر دے اور سارے علاقے پر قبضہ کر لے۔
عمران نے پوچھا۔

”اوہ نہیں جناب! — ایسا تو عملی طور پر بھی ناممکن ہے۔ ویسے قبیلہ تعداد کے لحاظ سے بھی اتنا کم ہے کہ وہ ایسا سوچ بھی نہیں سکتے۔ اجمل خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”اس دوسرے قبیلے کی جھڑ دیاں کس ملک کے ساتھ ہیں۔“
عمران نے پوچھا۔

”وہ بھی پاکستان کا ہی حلیف ہے جناب؟ —“ بلوٹھیل ایجنٹ نے جواب دیا۔
”اوہ کے — اب آپ سے یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں کہ یہ نام گفتگو کی طرح بھی ایک آؤٹ نہیں مونی چاہیے۔ اسے ٹاپ کا فیڈیشنل ہی رہنا چاہیے۔“ — عمران نے کہا۔

”میں اپنی ضروری بخوبی سمجھتا ہوں سر۔“ اجمل خان نے جواب دیا اور عمران نے خدا حافظ کہہ کر ریسور رکھ دیا۔

”تم نے تو اس پر ایسے جرح شروع کر دی جیسے تم اس سے کوئی خفا بات اگھوانا چاہتے تھے۔ بات کیا ہے۔ کیا یہ سردار احمد جان مشکوک ہے؟“ — سردار عمران نے کہا۔ عمران سے بات چیت کے دوران چونکہ انہوں نے لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا تھا اس لئے وہ ساری بات چیت باقاعدہ سنتے رہے تھے۔

”نہیں، ایسی تو کوئی بات نہیں۔“ دراصل ہمیں ہر پہلو کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ — اچھا اب مجھے اجازت دیجئے۔ اب میں سردار احمد کو

ت مل لوں۔ اس کے بعد اس بارے میں کوئی حتمی فیصلہ کروں گا۔
ان نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سلطان کو سلام کر کے وہ ان کے دفتر سے نکلا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار اس کالونی کی طرف بڑھی۔

ماہی جی جہاں سردار احمد جان کی رہائش تھی۔
تھوڑی دیر بعد اس نے کار کو مٹی کے بڑے پھاٹک پر ٹوکی اور کار سے نیچے اتر کر اس نے ستون پر لگی ہوئی کال میل کا بٹن پریس کر دیا۔
نہوں نے بعد ہی سائیڈ پھاٹک کھلا اور ایک قبائلی جس کے ہاتھ میں جدید ٹیٹن گن تھی باہر آگیا۔

سردار صاحب سے کہیں کہ علی عمران ملنے آیا ہے۔“ عمران نے کہا اور وہ قبائلی سر ہلٹا ہوا واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کھل گیا اور عمران کار اندر لے گیا۔ پورچ میں کار روک کر وہ جیسے ہی اتر کر ایک اور ادھیڑ عمر قبائلی تیزی سے چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔

تشریف لایے جناب! — میں سردار صاحب کا نائب الف خان ہوں۔ آنے والے نے موڈ بانہ بچھے میں کہا اور پھر وہ عمران کو برآمدے کی طرف لے کر آئے۔ عمران نے ہنسنے سے ڈراؤنگ روم میں لے آیا۔ چند لمحوں بعد عمران کے سامنے مشروب کا گلاس بھی پہنچ گیا اور وہی عمران نے مشروب ختم ہی کیا تھا کہ اندرونی دروازہ کھلا اور ایک اور تھوڑے عمر کا قبائلی اندر داخل ہوا اس کا ہاتھ مبارک تھا۔ بڑی بڑی مونچھیں تھیں۔ وہ واقعی کسی پہاڑی قبیلے کا سردار لگتا تھا جسم پر البتہ جدید لباس تھا۔

”مجھے سردار احمد جان کہتے ہیں۔“ آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"م۔م۔م۔ مجھے حقیر فقیر۔ پر تقدیر کو علیٰ غرآن کہتے ہیں۔ ویسے آپ صوفی علیٰ غرآن بھی کہہ سکتے ہیں"۔۔۔۔۔ غرآن کے چہرے پر چھائی بخیردگی کی چمکتی رائے غالب ہو گئی تھی جیسے وہ زندہ گی میں کبھی بخیردیا رہا ہی نہ ہو۔ اس وقت اس کے چہرے پر حقائق کا آبشار اپنی پوری روانی آئے بہہ رہا تھا۔

"الغالب اچھے ہیں۔ بہر حال تشریف رکھتے"۔۔۔۔۔ بارعب چہرے والے سردار احمد جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ رکھ لیجئے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"۔۔۔۔۔ غرآن نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور سردار احمد جان بے اختیار شش پڑے خوب۔۔۔۔۔ آپ تو واقعی بے درخشاں جواب ہیں"۔۔۔۔۔ سردار احمد جان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں، سردار صاحب!۔۔۔ میں تو بڑا پکا مسلمان ہوں"۔۔۔۔۔ غرآن نے کہا تو سردار احمد جان چونکا پڑے۔

"مسلمان۔۔۔۔۔ لیکن میں نے کب کہا ہے کہ آپ مسلمان نہیں ہیں"۔۔۔۔۔ سردار احمد جان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کہا تو یہی بنا ہے کہ مسلمان حساب میں کمزور ہوتے ہیں اور حاضر ہوا کہ تو یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ جس کے پاس ہر سوال کا جواب حاضر ہو۔ غرآن نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار سردار احمد جان بے اختیار تعجب مار مار کر ہنس پڑے۔

"بہت خوب۔۔۔۔۔ آپ نے آج مجھے تعجب مار کر ہنسنے پر مجبور کر دیا ہے۔ ورنہ میرے ہنسنے والے مجھے انتہائی بخیردہ آدمی سمجھتے ہیں۔ بہر حال

اب کا بے حد شکر ہوں کہ آپ میرا نظ ہنسنے پر ملاقات کے لئے آئیے لائے۔۔۔۔۔ دراصل ہم آجکل انتہائی خطرناک حالات سے دوچار ہیں اور آپ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ذریعے سے خاص آدمی ہیں اس لئے میں نے خصوصی طور پر آپ کو اطلاع دیا کہ آپ سے ملاقات کی خواہش کی تھی۔۔۔۔۔ ویسے میں اعلان کو سارا معاملہ گوش گزار کر چکا ہوں"۔۔۔۔۔ سردار احمد جان نے بخیردہ ہوتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔۔۔۔۔ میری سر سلطان سے ملاقات ہو چکی ہے لیکن اب آپ یہ بتائیں گے کہ آپ کو یہ رپورٹ کیسے ملی کہ آپ کے مخالف قیام نے ہماڑوں میں جدید اسلحے کے خرید سٹورز قائم کر رکھے ہیں؟ میں نے بھی چکھت بخیردہ ہوتے ہوئے کہا۔

"میرا اکثر رویہ آنا جانا رہتا ہے۔۔۔۔۔ وہاں میرے خاص دوست ہیں وہیں سے مجھے ایک حتمی رپورٹ ملی تھی۔۔۔۔۔ روسیہ دراصل اب قبیلے کی سرپرستی کر کے یہ سارا علاقہ قبضہ کیا چاہتا ہے"۔۔۔۔۔ سردار احمد جان نے جواب دیا۔

"پھر آپ نے پولیشیا کی ایجنٹ کو حسب ضابطہ رپورٹ دی"۔۔۔۔۔ ان نے پوچھا۔

"جی ہاں۔۔۔۔۔ اور انہوں نے اپنے طور پر انکوائری بھی کی لیکن اسے جہاں روسیہ جیسی سپر پاور ملوث ہو، وہاں پچارے پولیشیا کی انکوائری کیا حیثیت رکھتی ہے"۔۔۔۔۔ سردار احمد جان نے بددیتے ہوئے کہا۔

۱۰۔ احمد جان کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا اور سردار احمد جان عمران
 اہم بات سن کر بے اختیار چونکا پڑا۔
 خاص بات کیا ہو سکتی ہے۔ سب جانتے ہیں کہ مستونگ خان کا
 آباہا اور اٹھنا بیٹھنا روسیائیوں کے ساتھ کافی ہے۔ سردار
 احمد جان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ایسی بات تو آپ کے متعلق بھی کہی جاسکتی ہے۔ بہر حال آپ
 نے فکر میں۔ چیف سب کچھ سوچ سمجھ کر ہی فیصلہ کریں گے۔ ویسے
 بھی چیف کے اپنے بھی ایسے ذرائع ہیں جن سے وہ خود براہ راست
 انتہائی اہم معلومات حاصل کر لیتے ہیں اس لئے آپ کوئی فکر نہ کریں۔
 سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ہاں ایک بات اور مجھے یاد آگئی ہے۔
 سلطان تار بے عجب کہ حکومت پاکیشیا آزاد قبائلی سرداروں سے جلد ہی
 ایسا معاہدہ کرنے والی ہے جس کے بعد آزاد علاقہ باقاعدہ پاکیشیا کا حصہ
 بن جائے گا۔ اس صورت میں تو روسیاء کچھ بھی نہ کر سکے گا۔
 عمران نے کہا تو سردار احمد جان کے ہونٹ اور زیادہ سختی سے چمکنے لگے۔
 یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کوئی سردار بھی ایسا معاہدہ نہیں کر سکتا۔
 ہم صدیوں سے آزاد چلے آ رہے ہیں اور آزاد ہی رہیں گے۔ پھر
 ان سب سے بڑا قبیلہ تو ہمارا ہی ہے، جب ہم ہی اس بات کو نہیں
 مانیں گے تو یہ معاہدہ کیسے ہو سکتا ہے۔ سردار احمد جان کے لہجے
 میں بے پناہ سختی تھی۔

ہاں!۔ یہ بات تو ہے۔ اگر آپ ذاتی طور پر اس آئیڈیے کی
 فائدت کریں گے تو پھر نظر رہے ایسا نہ ہو سکے گا۔ عمران نے کہا۔

لیکن اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں جا کر یہ سٹورز تباہ بھی کر دیتی ہے
 تو اس سے کیا ہوگا۔ روسیاء انہیں دوبارہ اسلحہ دے دیگا۔
 عمران نے کہا تو سردار احمد جان کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لئے تیزی
 سے الجھن کے تاثرات اُبھرے لیکن جلد ہی دور ہو گئے۔

۱۱۔ اہم بات یہ ہے کہ دوسرے قبیلے کا سردار مستونگ خاں روسیاء سے درپردہ
 ملا ہوا ہے ورنہ قبیلے کے دوسرے افراد شاید ایسے نہ ہوں اس لئے اگر
 اسلحے کے سٹورز کے ساتھ ساتھ مستونگ خان کا بھی خاتمہ کر دیا جائے تو یہ
 مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو سکتا ہے۔ سردار احمد جان نے کہا۔

پولیشیائی ایجنٹ کی معرفت اگر اس مستونگ خان کو میاں پاکیشیا طلب
 کر کے پوری طرح چھان بین کر لی جائے تو کیا یہ زیادہ بہتر نہ ہوگا۔
 دراصل پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں جا کر کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہتی جس
 سے قبائلیوں میں پاکیشیا کے خلاف نفرت پھیلے۔ عمران نے ہونٹ
 چماتے ہوئے کہا۔

اول تو مستونگ خاں یہاں آئے گا ہی نہیں۔ اور اگر آجی جاتے
 تو ظاہر ہے اس نے یہ بات تسلیم تو نہیں کرنی کہ اس نے اسلحہ سٹور
 کر رکھا ہے۔ اس کے لئے تو آپ کو وہاں جا کر ہی تحقیقات کرنا ہوگی؟
 سردار احمد جان نے ہونٹ چماتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔ میں چیف کو یہ ساری باتیں بتا دوں گا۔ اس کے بعد
 چیف کیا فیصلہ کرتے ہیں اس بارے میں میں بھی آپ کو اطلاع مل جائے
 گی۔ ویسے ایک بات بتائیں آپ نے براہ راست روسیاء پر الزام لگا
 دیا ہے۔ کیا اس کے پس منظر میں کوئی خاص بات ہے۔ عمران نے

مندوس پارنگ کی طرف منے گیا لیکن ابھی وہ کار روک کر اترا ہی تھا
 انہوں نے بلیک زیرو کو برآمد سے نکل کر تیز قدم اٹھاتے کار کی
 طرف آتے دیکھا تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ یہ ایک غیر معمولی تباہی
 کیا بات ہے بلیک زیرو! — اگر تمہارے دل میں میرا اتنا ہی
 احترام پیدا ہو گیا ہے تو چنانچہ سے باہر اگر میرا استقبال کرنا تھا —
 وہ انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اب مجھے کیا معلوم تھا کہ آپ اپنے ساتھ سپیشل انڈیکس بھی لائے
 ہیں۔ بلیک زیرو نے قریب آتے ہوئے کہا اور تیزی سے کار کے
 عقبی حصے کی طرف بڑھ گیا۔

سپیشل انڈیکس — کیا مطلب؟ — عمران نے بری طرح چونکتے
 ہوئے کہا اور اسی لمحے بلیک زیرو نے کار کے عقبی حصے کی
 طرف ہاتھ بڑھا کر ایک چھوٹا سا ساہا رنگ کا بیٹن اتارا اور عمران کی
 طرف سڑ گیا۔

سپیشل سسٹم نے اسے پیک کر کے بے کار بھی کر دیا اور نشانی بھی
 کر دی۔ بلیک زیرو نے وہ بیٹن عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا
 اور عمران حیرت سے اس بیٹن کو دیکھنے لگا۔ وہ اسے الٹ پلٹ کر دیکھ
 لیا تاکہ کیلکولت وہ اور زیادہ چونک نہ پڑا۔

سپیشل انڈیکس — ویری بیٹن۔ اس کا مطلب ہے کہ صورت حال
 اتنی توقع سے کہیں زیادہ خراب ہے۔ عمران نے کہا تو اس بار
 بلیک زیرو حیران رہ گیا۔

صورت حال — کیسی صورت حال؟ — بلیک زیرو نے کہا۔

بالکل مخالفت کروں گا — میں ذاتی طور پر اپنے علاقے کو غلام
 نہیں بنا سکتا۔ چاہے یہ غلامی پاکیشیا کی ہی کیوں نہ ہو۔ — سردار
 احمد جان نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔ بہر حال یہ آپ لوگوں کا اپنا معاملہ ہے۔ ہمارا تو
 اس سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔ اب مجھے اجازت —
 عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور سردار احمد جان بھی اٹھ کھڑا جو اور عمران
 اس سے مصافحہ کر کے باہر آیا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے
 وائس منزل کی طرف بڑھی جاری تھی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی
 طاری تھی۔ اس کے ذہن میں سردار احمد جان کے متعلق بے شمار خیالات
 گڈڈ سے ہو رہے تھے۔ خاص طور پر یہ بات کہ پولیس کی ایجنٹ نے
 اُسے بتایا تھا کہ سردار احمد جان پاکیشیا کے ساتھ علاقے کو شامل کرنے کا
 حامی ہے لیکن اس کے سامنے سردار احمد جان نے جو موقف اختیار کیا
 تھا وہ اس بات کے سراسر اٹ تھا اور سردار احمد جان کا لہجہ تیار ہوا تھا
 کہ وہ واقعی اس معاملے میں انتہائی سخت موقف رکھتا ہے۔ اس
 لئے وہ وائس منزل جا کر اس بارے میں خصوصی طور پر نہ صرف سوچ بچار
 کرنا چاہتا تھا بلکہ وہ روسیہ میں موجود سیکرٹروس کے سپیشل نازار
 ایجنٹس کو بھی اس بارے میں مزید چیمان بین کرنے کی ہدایات دیتے
 کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ کیا واقعی روسیہ نے دوسرے قبیلے کو
 ہمساری مقدار میں اسلحہ دیا ہے یا نہیں۔

وائس منزل پہنچ کر عمران نے چھانک کھلایا اور کار اندر لے گیا۔
 اس کے عقب میں چونکہ چھانک خود بخود بند ہو گیا تھا اس لئے وہ کار

”آؤ۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھا آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا۔
 تم بیٹھو۔۔۔ میں اس کا تفصیلی تجزیہ کر لوں۔۔۔ مجھے یہ ایک نئی ساخت کا لگ رہا ہے۔۔۔ عمران نے آپریشن روم میں داخل ہو کر اپنے پیچھے آتے ہوئے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا اور با تیزی سے لیبارٹری کی طرف جانے والے راستے کی طرف بڑھ گیا۔
 لیبارٹری میں کافی دیر گزارنے کے بعد عمران جب واپس آپریشن میں آیا تو بلیک زیرو کو جن سے نکلا اور اس کے ہاتھ میں چائے کے کپ موجود تھے۔

”بہت خوب!۔۔۔ اب سب گھڑایا عورتوں سے مردوں میں منتقل کیا ہے۔۔۔ جیسے ایک مشہور شاعر نے کہا تھا کہ پردہ عورتوں سے منتا ہو کر مردوں کی عقل پر پڑ گیا ہے۔“ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا اور بلیک زیرو بھی ہنس پڑا۔ اس نے چائے کا ایک کپ عمران کے سامنے رکھا اور دوسرا کپ اٹھاتے وہ اپنی مخصوص کرسی طرف بڑھ گیا۔

”ہاں!۔۔۔ اب بتائیے کہ یہ کیا چکر ہے۔۔۔ آپ کی کار پر سپیشل انڈیکٹ کی موجودگی اور اس سے آپ کی لاعلمی۔۔۔ اور پھر آپ یہ کہنا کہ صورت حال آپ کی توقع سے زیادہ خراب ہے۔۔۔ ساری باتوں کا کیا مطلب ہے۔۔۔؟“ بلیک زیرو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو عمران ہنس پڑا۔

”ارے ارے۔۔۔ ایک چلے پلوا کر تم نے تو پورا انٹرویو لینا شروع

کر دیا ہے۔“ عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی ہنس پڑا۔ اصل میں مجھے اس بات پر بے چینی ہے کہ آپ کی کار سے اس انڈیکٹ کی دستیابی کا مطلب ہے کہ کوئی اہم کیس شروع ہو چکا ہے اور میں ابھی تک اس سے بے خبر ہوں۔“ بلیک زیرو نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔ اس نے جواب دینے کی بجائے ٹیلیفون کا لیڈر اٹھایا اور تیزی سے فزائل کرنے شروع کر دیئے۔

”صفدر بول رہا ہوں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی صفدر کی آواز سنائی دینا لگی۔

”بلیک۔۔۔ عمران نے مخصوص بلجے میں کہا۔

”اوہ! یس ہاس۔“ دوسری طرف سے صفدر کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”صفدر!۔۔۔ سپیشل سٹور سے ایس۔ ایف ڈاکٹا فون لے کر میزبان کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھانوے بلاک لے میں فٹ کر دو۔ اور پھر وہاں بونے والی ہر قسم کی بات چیت کا ٹیپ میڈیکو اور ٹریجوڈو۔ اس کے ساتھ ساتھ تم لے لو آنے والے کی بھی نگرانی کرنی ہے۔ اپنے ہاتھ دوسرے میزبھی لے لو۔“ عمران نے مخصوص بلجے میں اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔“ صفدر نے جواب دیا۔

”سنو!۔۔۔ اس کوٹھی میں آزاد علاقے کا ایک سردار احمد جان رہتا ہے۔ خاص طور پر اس کی ممکن نگرانی کرنی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”یس ہاس۔“ صفدر نے جواب دیا اور عمران نے ریسورڈ رکھ دیا۔ سردار احمد جان۔۔۔ آپ تو میرا سب سے اور بڑھاتے جا رہے ہیں۔“

اب صفدر کی رپورٹ ملنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔ ہو سکتا ہے کوئی خاص بات سامنے آجائے۔ اس انڈیکسٹر کی موجودگی سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ سردار احمد جان اکیلا نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ کوئی لڑوہ بھی ہے۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس انڈیکسٹر سے سردار احمد جان کا کوئی تعلق ہی نہ ہو اور یہ کوئی اور چکر ہو۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلادیا۔

بلیک زیرو نے چائے کی چُسکی لیتے ہوئے کہا۔
 "اصل بات یہ ہے کہ مجھے خود بھی معلوم نہیں کہ چکر کیا ہے۔ برعلا میں تمہیں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔" عمران نے بلیک زیرو کے چہرے پر موجود بے پناہ تجسس دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا اور پھر سلیمان سے خط ملنے سے لے کر سردار احمد جان سے ملاقات تک سب واقعات اس نے مختصر طور پر بتا دیے۔

"یہ کاغذ والی بات انتہائی حیرت انگیز ہے۔ اس کا تو مطلب ہے کہ یہ سردار احمد جان خود روسیہ ہی ایجنٹ ہے۔" بلیک زیرو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ انڈیکسٹر بھی روسیہ ہی ساخت کا ہے۔ میں نے لیبارٹری سے چیک کر لیا ہے اور اگر میں وائٹ منڈل نہ آتا تو مجھے معلوم ہی نہ ہوتا کہ یہ میری کار میں فٹ ہے۔ ویسے اس سے صرف اس بات کی نشاندہی ہو سکتی ہے کہ میری کار کہاں کہاں گئی ہے۔ اس میں کوئی فون سسٹم موجود نہیں ہے۔" عمران نے چلتے پھرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سارے چکر کا مقصد کیا ہو سکتا ہے؟ بلیک زیرو نے کہا۔

"بظاہر تو یہی مقصد نظر آتا ہے کہ روسیہ کسی پراسرار مقصد کے لیے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو آزاد قبائلی علاقے میں بھجوانا چاہتا ہے۔" عمران نے کہا اور بلیک زیرو ہونٹ پھینچ کر خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے عمران نے جب خود ہی پراسرار مقصد کے الفاظ کہہ دیتے تھے تو اب وہ اس بارے میں مزید سوالات بھی نہ کر سکتا تھا۔

۴۶

مہیت سیر نہ ہوتی تو اس سے دوسری بوتل الماری سے نکال لی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اسے کھولتا، سائینڈ ٹیبل پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ سردار احمد جان نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر بوتل میز پر رکھ کر اس نے ہاتھ بڑھایا اور ریسیور اٹھا لیا۔

سردار احمد جان سپیکنگ — سردار احمد جان نے سخت بلجے میں کہا۔

ربانی بول رہا ہوں باس! — دو انتہائی اہم خبریں ہیں آپ کے لئے۔ ایک تو یہ کہ عمران آپ سے ملنے کے بعد سیدھا ایک ایسی عمارت بنانے کا ارادہ کر چکا ہے جو قلعہ منابے اور اس کے ساتھ ہی عمران کی کار میں فٹیشن آفڈیکٹریج بھی بنے گا رہو گیگا ہے۔ اس نے کاسٹن دینا بند کر دیتے ہیں۔ اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ عمران کے اس عمارت میں

جانے کچھ کچھ دیر بعد ہی سیکرٹ سروس کے چیف نے صفدر کو فون کیا۔ اسے حکم دیا کہ وہ کسی سپیشل سٹور سے ایس۔ ایم ڈگلا فون لے کر اسے آپ کی کوٹھی میں پہنچا دے اور کوٹھی کے اندر ہونے والی ہر قسم کی انفیکشن فریب کر کے اسے چیک کروا کر پہنچائے۔ مزید ہدایت یہ دی گئی۔ یہ کہ وہ دوسرے ممبروں کے ساتھ کوٹھی کی مکمل نگہبانی کرے اور ہاتھ بھی خاص طور پر آپ کا نام لے کر یہ کہا گیا ہے کہ آپ کی خبر لو اور ان کو کوئی کرائی جلتے۔ ربانی نے تفصیلات سنا تے ہوئے کہا۔

ہونہر — اس کا مطلب ہے کہ یہ عمارت ہی پکیشیا سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اور یہ سخرہ عمران ہی واصل پکیشیا سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ سردار احمد جان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

۴۶

سردار احمد جان عمران کے جانے کے بعد کافی دیر تک اپنے خام کمرے میں بیٹھا سوچتا رہا۔ اس کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار نمایاں تھے۔ اس کی چھٹی جس بار بار کسی خطرے کی نشاندہی کر رہی تھی۔ اسے ذہنی طور پر عمران کی باتوں نے بڑی طرح الجھا دیا تھا۔ عمران کی یہ بات کہ اگر پکیشیا سیکرٹ سروس نے اسلحے کے سٹورز تباہ بھی کر دیتے تو کب روسیہ دوبارہ اسلحہ نہ دے گا۔ اس کی ساری پلاننگ کو بے معنی کر کے رکھ دیا تھا۔ یہ پلانٹ تو اس کے ذہن میں بھی نہ آیا تھا اور اب وہ بیٹھ ہی سوچ رہا تھا کہ کیا وہ اس الجھن کا ذکر ایم سے کرے یا اسے گواہ کر جائے۔ کیونکہ پہلے ہی ایم سے پریشانی کی بات کر کے وہ خاصا شرم ہوا تھا۔ وہ کرسی سے اٹھا اور اس نے الماری کھول کر شراب کی بوتل نکالی اور دوبارہ کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ اس نے شراب پینا شروع کر دی۔ ذہنی طور پر کوئی فیصلہ نہ کر پا رہا تھا۔ ایک بوتل کے بعد جب اس

”جی ہاں! — اس کے ۱۲ عمارت میں جانے کے بعد ان کا صفدر کو دیتے جانے سے تو یہی نظاں ہو گیا ہے۔ اور خاص پر جب عمران آپ سے ایسی مل کر گیا ہے۔“ ربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تھیک ہے۔ میں ہوشیار رہوں گا۔ صفدر کے مزید ساتھ کا پتہ چلا۔“ سردار احمد جان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ صرف اس عورت کے فلیٹ کا پتہ چل گیا ہے جس کا نام جولیا۔ باقی ابھی تک وہی لوگ سلسلے میں جن کے بارے میں پہلے سے علم ربانی نے جواب دیا۔

”تم نے کہا تھا کہ عامر سہیل نے جو کارڈ کیٹین شکل کو دیا تھا وہ صفدر کے پاس ہے۔ کیا وہ ابھی تک صفدر کے پاس ہی ہے۔“ سردار احمد جان نے چند لمبے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”جی ہاں! — لیکن وہ فلیٹ میں ہے۔ صفدر نے کوٹ تبدیل کرنا تھا۔ البتہ ایک بات اور میں نے آپ سے کرنی تھی۔ جو خط آپ نے عمران کے فلیٹ میں پہنچایا تھا وہ خط عمران کے ساتھ ساتھ رہا۔ لیکن جب وہ سیٹھ فیضی گیا تو اس کے بعد اس خط کے ساتھ رابطہ اچانک ٹوٹ گیا اور اس کے بعد اب تک یہ رابطہ بحال نہیں ہو سکا۔“ ربانی نے کہا۔

”ٹوٹ گیا کا کیا مطلب۔“ سردار احمد جان بری طرح چونک پڑا۔ یوں لگتا ہے جیسے اس کا غم کو ضائع کر دیا گیا ہو۔“ ربانی نے کہا تو سردار احمد جان کے بچھنے ہوئے ہونٹ اور زیادہ سختی سے بچھنے لگا۔

”تھیک ہے۔“ سردار احمد جان نے بچھنے بچھنے ہونٹوں سے کہا۔ پورے کچھ روزہ کرسی سے اٹھا اور تیزی سے کمرے سے نکل کر ایک بی بی میں سے گذرنا ہوا ایک اور چھوٹے کمرے میں آیا اور اس نے کمرے کی دیوار کی جڑ میں مخصوص انداز میں بوٹ کی ٹو ماری تو فرسٹ کا ایک بی بی کی طرح اوپر کو اٹھا چلا گیا۔ کھٹے ہونٹوں سے اس نے بی بی میں بچھتی دکھائی دے رہی تھیں۔ سردار احمد جان بی بی میں اترتا ہوا آیا۔ بی بی میں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا اس کے دروازہ کھولا اور اس کے کمرے میں داخل ہو گیا۔ دروازہ بند کر کے اس نے سائیڈ ٹیبل کے سامنے سوچے پہیل پر ایک بی بی کو پریس کر دیا۔ دوسرے لمبے سر کی آواز کے ساتھ ہی دروازے پر سیاہ رنگ کی فولادی چادر چڑھ گئی۔ سردار احمد جان تیزی سے کمرے کی دیوار سے نصب ایک تداوم مشین عزت بڑھ گیا۔ اس نے مشین پر چڑھے ہوئے سرخ رنگ کے کور کو ہٹایا۔ پھر مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ مشین پر لگے ہوئے مختلف رنگوں کے چھوٹے بڑے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے تو وہ مشین کے سلسلے میں کھٹ کر ایک سائیڈ پر موجود بڑی سی میز کی طرف بڑھ گیا جس کے پیچھے دو بچے نشست کی کرسی بھی لگی ہوئی تھی۔ سردار احمد جان کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے میز کی ایک دروازہ کھول کر اس میں سے ایک بی بی ساخت کا ٹرانسپیرنٹ نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس پر ایک مخصوص ڈیٹھی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

”سیٹھ۔ سیٹھ۔“ ایکس وی تقری کا لنگ چیٹ۔ اور۔“ سردار احمد جان نے بار بار یہ فقرہ روایا ہی زبان میں دوہرا شروع کر دیا۔ اس

کا لہجہ بھی خالصاً روسیائی تھا۔

لیس۔ چین۔ انڈیا۔ اور۔۔۔ چند خطوں بعد ایک بھاری سخت آواز سنائی دی۔

چیف۔ میں پاکیشیا کے دار الحکومت سے کال کر رہا ہوں۔ مشن ایس۔ ایس کی موجودہ صورت حال آپ سے دیکس کرنی ہے اور۔۔۔ سردار احمد جان نے موڈا بنا لہجے میں کہا۔

ایم سے بات نہیں ہوتی۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے ہلے لہجے میں کہا گیا۔

ایم سے بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں چیف!۔۔۔ کیونکہ موجودہ پلاننگ ایم کی ہی ہے اور مجھے موجودہ پلاننگ کی نیل موتی نظر آ رہی ہے اور آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایم اپنی پلاننگ پر کوئی تنقید برداشت ہی نہیں کر سکتے۔ اور۔۔۔ سردار احمد جان نے سپاٹ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ تفصیل بتاؤ۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور سردار احمد جان نے ساری پلاننگ دہرانے کے شروع سے لے کر اب تک کی ساری صورت حال پوری تفصیل سے بتا دی۔ "تمہارا اختلاف کن پوائنٹس پر ہے۔ اور۔۔۔" دوسری طرف پوچھا گیا۔

چیف۔ جہاں تک میں سمجھا ہوں۔ لیٹر پیپر کا کہیں سائنسی توجہ کیا گیا ہے کیونکہ اس کے بغیر اس کا رابطہ ٹیکنیشن سے ختم نہیں ہو سکتا۔ اور یقیناً انہیں اس لیٹر پیپر کی اصل حقیقت کا علم ہو گیا ہوگا اور توجہ

کرانے کا قاعدہ یہی ہو سکتا ہے کہ انہیں اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلوم ہوگا۔ دوسری بات یہ کہ عامر سہیل کا کردار اس لئے ڈالا گیا تھا اور عامر سہیل اس کیپٹن شکیل کا بھتیجہ بن کر بذاتی طور پر اس کے بعد آیا۔ اور جانتے گا اور عامر سہیل کی مدد سے آسانی سے سیکرٹ سروس کا پورا پورا ایکٹویشن کر کے ذریعے سامنے لایا جاسکے گا۔ لیکن کیپٹن شکیل نے اس کے بارے میں انتہائی سرگرمی کا مظاہرہ کیا ہے بلکہ عامر سہیل کے دوران اس کے ساتھیوں نے باقاعدہ انکوائری بھی شروع کر دی ہے اور ظاہر ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کے ٹرکن ہیں۔ کہیں نہ کہیں انہیں کوئی ٹیکو پل

پہنچا جائے گا۔ اس طرح یہ عجیب و غریب پلاننگ بھی ہمارے خلاف چلی جاتی ہے۔ اور تیسری بات یہ کہ اس علی عمران کی باتوں سے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کی ٹیم آزاد علاقے میں نہیں بھیجے گا کیونکہ انہیں طور پر اس کی یہ بات درست ہے کہ اگر ایک بار اس کے ٹورز ختم کر دیتے گئے تو روسیہ دوبارہ ایسا مزید کھلم کھلا کر سکتا ہے اس لئے ٹیم

بجائے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور یقیناً پاکیشیا اور آزاد علاقے کے درمیان کے درمیان باہمی معاہدے کی بات چیت کسی نہ کسی سطح پر جاری ہوگی جس سے ہم لاعلم ہیں۔ اور آخری بات یہ کہ اس دوران کے مجھ سے مل کر جانے کے بعد میری گفتگو اور لکرائی کے احکامات

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چینے کی طرف سے دیتے جانے کا مطلب ہے کہ عمران خود ہی چیف ہے اور اسے مجھ پر بھی یقیناً کوئی شک نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ایم کی موجودہ پلاننگ کا کیا حشر ہو سکتا ہے اس بارے میں آپ بہتر سوچ سکتے ہیں۔ اور۔۔۔ سردار احمد جان

نے پوری وضاحت سے بات کرتے ہوئے کہا۔

۱۔ بات سروں نہیں تلاش ہی نہ کر کے۔ ربانی اور اس کا گرد پ
ساتھ سے ہی نہیں ہے۔ سامنے تو صرف میں اور عامر سہیل ہی ہیں
۲۔ سامنے سے ہٹ جانے کی وجہ سے وہ لوگ ہمارے خلاف کچھ بھی
نہیں کریں گے۔ اور۔۔۔ سردار احمد جان نے کہا۔

۳۔ تمہاری باتیں درست ہیں ایسے۔ وی تفری۔۔۔ عمران کو جب شک
پڑا ہے تو وہ اب ہمت کی طرح تمہارے پیچھے پڑ جائے گا۔ وہ ان
۴۔ حالات میں انتہائی شاطر آدمی ہے۔ اصل میں ایم سے دو بنیادی
تعمیرات ہوتی ہیں۔ اسے عمران کے سامنے لیٹر پیڈ نہ لانا چاہیے تھا اور دوسری
بات یہ کہ تمہیں بھی صرف بات کہنے والے چلا جانا چاہیے تھا۔ اگر
۵۔ بات سروں کی ٹیم کے وہاں جانا ہوتا تو خود بخود پہنچ جاتی۔ اور۔۔۔
نہیں لے کہا۔

۶۔ ایم کا خیال تھا کہ اگر وہ اپنے طور پر وہاں گئے تو بنجانے کس روپ میں
ہائیں اور ہم سے ٹریس نہ ہو سکیں۔ اس طرح اگر وہ میرے ساتھ جاتیں
۷۔ تو ہمارے سامنے رہیں گے اور ہم آسانی سے کسی بھی لمحے ان کا عمل
منفی کر سکتے ہیں۔ لیٹر پیڈ بھی اسی لئے بھجوا تھا کہ عمران جیسے شاطر
۸۔ آدمی کا شاید ویسے تخم کیا جانا ممکن نہ ہو تو اس لیٹر پیڈ کے ذریعے
۹۔ انہیں اس کے فیڈ میں ہی رہنے کا اُسے کسی بھی وقت پہنچا سکتے ہیں
۱۰۔ یا اس کے بعد اس کا خاتمہ انتہائی آسان ہو جائے گا۔ اور۔۔۔
۱۱۔ سردار احمد جان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

۱۲۔ پلاننگ تو ایم کی اچھی سے لیکن جو کچھ تم نے بتایا ہے
۱۳۔ واقعی رسک موجود ہے۔ اور۔۔۔ تم ایسا کر کہو تو فوراً

۱۴۔ لیکن اس صورت میں پلاننگ کے دوسرے حصے پر فوری عمل
۱۵۔ ہو سکتا ہے۔ ہیڈ کوارٹر کا مٹیس علم ہو گیا ہے۔ اگر عمران چھپ
۱۶۔ ہے تو وہ بھی تمہارے سامنے ہے۔ سیکرٹ سروں کے بیشتر ممبر
۱۷۔ بھی سامنے ہیں تو ان سب کا خاتمہ آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔ ا
۱۸۔ پہلا حصہ نامکام ہو جائے تو دوسرے حصے پر عمل درآمد میں تو کوئی رکاو
۱۹۔ نہیں ہے۔ اور۔۔۔ چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

۲۰۔ ”آپ کی بات درست ہے۔ لیکن اس کا ابھی سے فیصلہ ہو جانا چاہیے
۲۱۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ جب تک ہی گزریں کچھ نہیں سب ہم فیصلہ کریں کہ دوسرے
۲۲۔ حصے پر عمل کرنا چاہیے۔ اور اس کے ساتھ یہ رسک بھی بہر حال موجود
۲۳۔ رہے گا کہ جیسے ہی حملہ شروع ہو گا سیکرٹ سروں جو ابھی صرف
۲۴۔ شک و شبہ میں پھنسی ہوئی ہے فوری طور پر اور بھر پور انداز میں حرکت پ
۲۵۔ آجاتے گی۔ اور۔۔۔ سردار احمد جان نے کہا۔

۲۶۔ تو تم کیا چاہتے ہو۔ کھل کر بات کرو۔ فیڈ درک تو تم نے ہی کرنا ہے
۲۷۔ ایم کے ذمہ تو صرف پلاننگ بنانا اور اس پر ہونے والے عمل درآمد کو سپروائ
۲۸۔ کرنے کا کام چھوڑا گیا تھا۔ اور۔۔۔ چیف نے کہا۔

۲۹۔ ”باس!۔۔۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں دوسرے حصے پر فوری طور پر عملدر
۳۰۔ کر دینا چاہیے۔ مقصد تو سروس ہی ہے یعنی موجودہ سیکرٹ سروں
۳۱۔ لیکن خاتمہ۔ اس کے امکانات موجود ہیں مگر اس کے لئے ہمیں دو کام
۳۲۔ کرنے ہوں گے۔ ایک تو اس عامر سہیل کو فوری طور پر سامنے سے ہٹانا اور
۳۳۔ دوسرے مجھے عین فوری طور پر سکرین سے ہٹانا ہو گا تاکہ اگر کوئی کمی رہ جائے

ہے۔ عامر سہیل کو فوراً سکرین آف ہونے کا حکم لے دو — میں بھی سردار احمد جان یہاں سے باقاعدہ جا رہا ہوں۔ اس کے بعد واپس تہارے ہیڈ کوارٹر میں سپیشل ایک آپ میں پہنچ جاؤں گا — میری واپسی تک تم نے مزید ہفتے بھی سیکرٹ سروس کے ممبران ٹریس ہو سکتے ہو کہ میں اور اس ہیڈ کوارٹر عمارت میں چیکنگ مشین پہنچانی ہے تاکہ اندر موجود حفاظتی سسٹم کے بارے میں جہیں تفصیلی معلومات حاصل ہو سکیں — میں واپس آ کر فل ایجنٹ کروں گا کیونکہ اب ایس ایس مشن کو یہیں دارالحکومت میں ہی مکمل کرنے کے احکامات چیف نے لے دیتے ہیں — سردار احمد جان نے کہا۔

ٹھیک ہے ہاں! — مشن جب یہاں آسانی سے مکمل ہو سکتا ہے تو پھر مزید ڈھیل دینے کی کیا ضرورت ہے — رابانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اب اس مشن کی لائیو یا نا لائیو کا انحصار صرف تمہاری اور تمہارے گروپ کی کارکردگی پر ہے — اور تم یہ بات تو اچھی طرح جانتے ہی ہو گے کہ لائیو یا نا لائیو کا مطلب ایس۔ وی میں کیا ہوتا ہے — سردار احمد جان نے کہا۔ میں سمجھتا ہوں ہاں! — آپ بے فکر رہیں — دوسری طرف سے رابانی نے کہا۔

سنو! — میری واپسی تک تم نے سرف نگارنی کرنی ہے۔ کوئی مداخلت کسی طرح میں نہ کرنا جس سے سیکرٹ سروس کو معمولی سا شک بھی پڑے۔ انتہائی احتیاط سے کام کرنا — اور سنو! — تقویٰ دے! بعد تم نے مجھے خون کر کے بابا جان کی طبیعت زیادہ خراب ہونے کی

الان دینی ہے۔ سمجھ گئے ہو — سردار احمد جان نے کہا۔

جان ہاں! — سمجھ گیا ہوں! — رابانی نے جواب دیا اور سردار احمد جان نے — اوکے — کہہ کر ریسیور رکھا اور پھر ٹرانسمیٹر کو اٹھا کر دروازے کے بعد وہ اٹھا اور مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مشین کو اٹھایا اور واپس اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جس پر سیاہ فولادی چادر چھٹی جوتی تھی۔ اس نے سوئچ پینل کا مشن دبا یا تو سیاہ فولادی چادر واپس چھت میں غائب ہو گئی۔ اب دروازہ نظر آنے لگ گیا تھا۔ سردار احمد جان نے دروازہ کھولا اور بیٹھیاں چڑھتا ہوا اوپر کٹے حصے سے نکل کر کمرے میں پہنچ گیا۔ دیوار کی جڑ میں پیرما کر اس نے فرش کا کھٹا حصہ برابر لہا اور پھر تیز قدم اٹھاتا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جدھر سے اٹھا کر وہ اسی آیا تھا۔ ابھی اس کمرے میں پہنچے اسے چند ہی لمحے ہوئے تھے کہ دروازہ بند رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور سردار احمد جان نے لہجہ ڈھل کر ریسیور اٹھایا۔

سردار احمد جان بول رہا ہوں — سردار احمد جان نے انتہائی سبب لہجے میں کہا۔

شیرخان بول رہا ہوں سردار — بڑے سردار صاحب کی طبیعت ہاں سے حد خراب ہو گئی ہے۔ آپ فوراً پہنچیں — دوسری طرف — یہ گھبرائی جوتی آواز سنائی دی۔

اوہ! — اچھا اچھا — میں آ رہا ہوں۔ زیادہ خراب تو نہیں ہے — سردار احمد جان نے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

اس سردار — آپ فوراً پہنچنے کی کریں باقی اللہ کو جو منظور ہوگا —

دوسری طرف سے کہا گیا اور سردار احمد جان نے ریسور رکھا اور پھر جلدی سے میز پر رکھی ہوئی ایکٹاک بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

”جی سردار۔“ کرے کا دروازہ کھلنے کے بعد ایک نوجوان نے انا داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”بابر کو کہو کہ جلدی جیب تیار کرے۔ بابا جان کی طبیعت اچانک بگڑ گئی ہے اور ہمیں سارے کام چھوڑ کر فوراً جانا ہے۔ اور سونا رستم کو میرا پاس بھیج دو۔“ جلدی۔“ سردار احمد جان نے کرسی سے اٹھتے ہوئے تیز تیز لیچ میں کہا۔

”جی سردار۔“ نوجوان نے کہا اور جلدی سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر پہلے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک اٹھیلے عمر آدمی اندر داخل ہوا۔

”جی سردار۔“ اٹھیلے عمر آدمی نے اوب سے سر جھکاتے ہوئے کہا۔ ”رستم خان!۔“ شرف خان کا اچھی فون آیا ہے کہ بابا جی کی طبیعت اچانک بگڑ گئی ہے بس اتنے جین فوراً واپس جانا ہے۔ تم کو بھیجنا کا خیال رکھنا اگر وہ عمران صاحب دوبارہ آئیں یا ان کا فون آتے یا کسی اور کا آتے انہیں بتا دینا کہ ہمیں کیوں فوراً واپس جانا پڑ گیا ہے۔ جیسے ہی بابا جان کی طبیعت ٹھیک ہوگی ہم واپس آجائیں گے۔“ سردار احمد جان۔

ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”جی سردار۔“ حکم کی تعمیل ہوگی۔“ رستم خان نے موڈ بانٹ لیا۔

”جی اور جیسے ہی جیب تیار ہو مجھے اطلاع دو۔“ میں اس دور پاس بدل لوں۔“ سردار احمد جان نے کہا اور تیزی سے ڈرائنگ کی طرف بڑھ گیا۔

صفتدار اپنے فلیٹ میں بیٹھا ٹیلی ویژن پر ایک دستاویزی فلم دیکھ رہا تھا۔ اس فلم میں مسروف تھا اسے دستاویزی فلمیں لے کر اپنے ہتھیں اس لئے لے کر پاکستان پوری دنیا میں جی ہوتی و ڈیو دستاویزی فلموں کا خاصا دستاویزی موجود تھا اور وہ جب بھی فارم ہوتا تو یا تو کوئی نئی خریدی ہوئی فلم لے کر جی لے کر آتا یا اپنی ڈیو لائبریری سے کوئی فلم نکال لیتا تھا۔ اس فلم میں ایک دستاویزی فلم تھی جس کا نام ”دستاویزی“ تھا۔ اس فلم میں ایسے شواہد اکٹھے کئے گئے تھے جس سے یہ بات ثابت ہوتی تھی کہ دنیا میں کہیں نہ کہیں برناتی انسان کا وجود بہرحال ہے۔ گویا آج تک کوئی برناتی انسان مکمل وجود کی صورت میں نہ آیا تھا لیکن برف میں اس کے پیروں کے نشانات اور اس کی میوہ کی بنا پر یہ فلم برناتی لگتی تھی۔ فلم چونکہ خاصی دلچسپ اور عجیب ہے اس لئے صفتدار آرام کرسی پر بیٹھا اسے دیکھنے میں پوری طرح مگن

تھا کہ اچانک کال میل کی آواز سنائی دی اور صفدر بے اختیار چونک پڑا۔ دوسرے لمحے وہ اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
 "کون ہے؟" ہ صفدر نے دروازے کی چٹخنی کھولنے سے پہلے جب عادت پرچھا۔

"سس سس — صدر صاحب کا فلیٹ یہی ہے۔"
 دوسری طرف سے عمران کی بڑی سہمی ہوتی سی آواز سنائی دی اور صفدر بے اختیار مسکرایا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر چٹخنی کھولی اور پچھ دروازہ کھول دیا۔

"اگر صدر جیسے بڑے عہدیدار ایسے ہی فلیٹوں میں رہنے لگ جا تو ملک کی قسمت نہ بدل جاتے۔" صفدر نے ایک طرف ہنسنے سے مسکرا کر کہا۔

"ملک کی قسمت صرف رہنے سے نہیں بدل سکتی — محنت کا ہم سے بدلتی ہے۔ اگر تمہاری بجائے صدر مملکت بھی فلیٹ میں کر بی۔ وی دیکھتے رہیں تو قسمت نے واقعی بدل جا جائے لیکن یہ تب تو مال کی طرف ہی ہوگی — ترقی کی طرف نہیں ہو سکتی۔" عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ سامنے ڈرائنگ روم کے کونے میں چلتا ہوا بی۔ وی یہاں سے دکھائی دے رہا تھا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"صدر کے پاس تو ظاہر ہے کام ہوگا — ہم تو آجکل مکمل طور پر ہیں۔" صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔
 ارے — برزانی انسان والی فہم دیکھ رہے ہو۔ واہ! الگ کے

ارزانی برزانی نظارہ ہی اچھا لگتا ہے — ٹھنڈک نہ سہی ٹھنڈک کا مال ہی سہی — عمران نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے اٹنے کہا۔

"آگ کا انسان — کیا مطلب! — انسان تو مٹی سے بنا ہوا ہے سات تو شیطان بنا ہے۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہلو اگر تم نے غلطی درست کر ہی لی ہے تو ایسے ہی سہی — میں تو نے کہہ رہا تھا کہ یہاں پاکیشیا میں جس قدر گرمی پڑتی ہے یہاں کے نہالے کو آگ کا انسان بھی کہا جا سکتا ہے۔ بہر حال اپنے دن تم بہتر جان سکتے ہو۔" عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔
 "بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔ کیونکہ عمران نے بڑے خوبصورت لباس کے اپنے فقرے کے مطابق اسے شیطان بنا دیا تھا۔ بہر حال نے بی۔ وی بند کر دیا۔ ظاہر ہے عمران کی موجودگی میں کسی دوسری بات لطف لینے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

"آئی اوھر کیسے بھول پڑے آپ؟" صفدر نے کرسی پر بیٹھتے سے مسکرا کر کہا۔

"برنگا دے کے لئے جارہا تھا۔ میں نے سوچا کہ چلو شہ بالا کو بھی لے لیا جائے۔" عمران نے ٹپے معصوم سے لہجے میں کہا۔
 "برنگا دے کے لئے — اوہ سمجھ گیا۔ مطلب ہے کہ آپ جو لیا اس پر جارہے تھے۔" صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ابن بیٹی تمہاری سمجھ جانے والی خصوصیت ایسی ہے کہ تم سکے بند لے شہ بالا بن سکتے ہو۔" عمران نے کہا اور صفدر ایک بار پھر

تو سکوپ ختم۔ نامحرم کا مطلب ہوتا ہے جس سے شادی ہو سکتی ہو۔
 اور حرم وہ ہوتا ہے جس سے شادی ہو ہی نہ سکتی ہو۔ جیسے ماں
 بہن، بیٹی وغیرہ۔ اب مجھے یہ تو معلوم نہ تھا کہ تم اس قدر عالم فاضل
 آدمی ہو گے اس لئے میں نے تو "نا" کا سیدھا سادہ مطلب لیا تھا کہ
 "شوہر مثال ہے کہ وہ سیاست دان ہی نہیں جو "ہاں" نہ کہے اور وہ
 عورت ہی نہیں جو "نا" نہ کہے۔ اور ظاہر ہے جو لیا عورت ہے
 اس لئے میں سمجھا کہ "نا" ہٹا دینے کا مطلب ہے کہ جو لیا کو فلیٹ
 سے ہٹا دیا جائے۔ عمران نے اس طرح وضاحت کرتے ہوئے
 کہا جیسے استاد بچوں کو سبق پڑھاتے ہیں اور صفدر کے چہرے پر گہری
 ندامت کے آثار پھیلتے چلے گئے۔

ویری سوری عمران صاحب!۔ میں نے آج تک ان الفاظ کے
 اصل معنوں پر کبھی غور ہی نہ کیا تھا۔ میں تو سمجھا تھا کہ "نا" مٹنے
 کا مطلب ہے کہ آپ جو لیا سے شادی کر لیں۔ اب مجھے کیا معلوم تھا
 کہ حرم کا مطلب دوسرا ہوتا ہے۔ صفدر نے شرمندہ سے بولے
 تین کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ بس کی آنکھوں میں بے اختیار
 ہنس اُبھر آئی تھی۔

واہ! کیا خوبصورت لفظ بولا ہے تم نے "شادی"۔ جی چاہتا
 ہے تمہارا منہ چوم لوں، لیکن تمہارے منہ پر موجود مونچھوں کا برش ذرا پارڈ قسم
 لائے اس لئے مجبوری ہے۔ میں تو تمہارے مشورے پر عملدرآمد کے
 لئے تیار ہوں۔ بزرگ کہتے ہیں نیک مشورے پر فردی عملدرآمد کرنا چاہیے
 لیکن اب کیا کروں یکطرفہ ٹریفک والا مسئلہ ہے۔ عمران نے مسکراتے

ہنس پڑا۔

لیکن عمران صاحب!۔ جو لیا کے فلیٹ میں جاتے ہوئے آس
 میرا سہارا لینے کی کیا ضرورت پیش آگئی تھی۔" صفدر نے جلال
 کربات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں تو معلوم ہے کہ پاکستان میں اب اسلامی قانون نافذ ہو
 اور جو لیا بہر حال نامحرم ہے۔ اس لئے اکیلے اس کے فلیٹ میں
 قانون کی نگاہ میں مشکوک بھی ہو سکتا ہے۔" عمران نے کہا
 بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"تو آپ یہ "نا" ہٹا کیوں نہیں دیتے"۔ صفدر نے
 طرح لطف لیتے ہوئے کہا۔

تمہارا مطلب ہے کہ اس فلیٹ سے جو لیا کو ہٹا کر پھر وہاں
 عمران نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

"ارے۔ کمال ہے۔ آپ جیسا آدمی بھی میری بات نہیں
 آپ نے کہا ہے کہ جو لیا نامحرم ہے اس لئے آپ وہاں اکیلے تنہا
 چلتے۔ اس لئے میں نے کہا ہے کہ آپ "نا" ہٹاؤ
 جو لیا کو محرم بنا لیں۔ پھر تو کوئی پابندی نہ ہوگی"۔ صفدر
 اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

یعنی تمہارا مطلب ہے کہ ذرا سی جو امید باقی رہ گئی ہے اس
 بھی خاتمہ بالخیر ہو جائے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"امید کا خاتمہ بالخیر کیا مطلب"۔ اس بار صفدر چونکا
 ظاہر ہے "نا" کی وجہ سے ہی تو سارا سکوپ تھا۔ "نا"

ہوتے کہا اور صفدر ایک بار پھر منس پڑا۔
 آپ کم از کم میرے سامنے تو یہ بات نہ کیا کریں۔ آپ بھی لپٹا
 متعلق جس جو یا کے جذبات اچھی طرح جانتے ہیں اس کے باوجود —
 اب میں کیا کہوں۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تم سب کچھ کہہ سکتے ہو۔۔۔ شب بالا کو حق ہو تب سے ہر بات کہنے کا۔
 لیکن ایک مسئلہ اور بھی ہے کہ شب بالا عام طور پر شادی شدہ ہوتا ہے۔
 کا مطلب ہے کہ پہلے تمہارا نمبر آئے گا پھر ہی تم شب بالا بن سکو گے۔
 مندرجہ ذیل چیف لے تمہارا نمبر لگنے دینا ہے اور نہ تم نے شب بالا بند
 ہے۔۔۔ عمران نے بڑے یاس سے لہجے میں کہا اور صفدر بے اذیت
 منس پڑا۔
 "ملنے کے لئے آپ واقعی انتہائی خوبصورت جواز پیداکر ہی لیتے
 ہیں۔۔۔ ہر حال آپ بیٹھیں۔ میں آپ کے لئے چلتے بناتا ہوں۔"
 صفدر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران کے سر ملنے پر وہ تیز
 سے سائیڈ میں موجود کچن کی طرف بڑھ گیا۔

عمران نے میز پر رکھا ہوا ایک رسالہ اٹھایا اور اسے دیکھنے لگا لیکن
 پھر اسے رکھ کر وہ اٹھا اور ایک سائیڈ میں موجود کتابوں کے ریک کے
 طرف بڑھ گیا۔ وہ چونکہ ذہنی طور پر ناراض تھا اس لئے اس نے سوچا
 شاید صفدر کی ذاتی لائبریری سے کوئی اچھی سی کتاب مل جائے
 وہ اُسے پڑھنے کے لئے ساتھ لے جائے گا۔ پھر اس نے ایک کتاب اپنے
 کی اور اسے پھینک کر وہ واپس کرسی کی طرف مڑا ہی تھا کہ بیکھرت چونک کر
 دوسرے لمبے وہ تیزی سے ریک کی طرف گھبرا اور عجز سے اس خالی گ

یہ تو بگ رہن ہے۔ میں سمجھا نجانے کیا چرنبے؟ — عمران نے
 بڑبڑاتے ہوئے کہا کیونکہ پہلی کتاب نکالنے وقت اسے نرج رنگ کے
 بن کے سر سے کی جھلک ساتھ والی کتاب سے نکلی ہوئی دکھائی دی تھی۔
 اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی ڈائنامیٹ کا فیلڈ ہو۔ اس لئے عمران
 ہنکا تھا۔ لیکن اب ساتھ والی کتاب نکالنے سے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ جسے
 وہ ڈائنامیٹ کا فیلڈ سمجھا تھا وہ دراصل کتاب کے اندر نشانی رکھنے کے
 لئے لگاتے جانے والا رہن ہے جو کتاب سے نکل کر ریک کے تختے پر گر گیا
 تھا اور اس کے اوپر کتاب آگئی۔ اس کا دوسرا سرا تختے کی درمیانی جھری
 میں ڈھلکا ہوا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر وہ رہن اٹھایا تاکہ اسے کتاب
 کے اندر رکھ دے لیکن جیسے ہی وہ رہن کو اٹھانے لگا اس کا دوسرا سرا
 ریک کی پشت اور تختے کی درمیانی جھری میں چھنس گیا۔

کیا مطلب؟ — عمران نے حیرت بھرے انداز میں سوچا اور پھر
 اس نے جھک کر تختے کے نیچے سے اس کے دوسرے سرے کو دیکھا ہی
 تھا کہ بے اختیار اچھل پڑا۔ دوسرے لمبے اس نے رہن کو چھوڑ کر تختے کے
 پٹ حصے میں ہاتھ ڈالا اور پھر جیسے ہی اس کا ہاتھ باہر آیا اس کی آنکھیں
 بہت سے پھیلتی چلی گئیں کیونکہ رہن کے دوسرے سرے پر ایک انتہائی جدید
 ڈائنامیٹ بن بندھا ہوا تھا۔ عمران اسے غور سے دیکھا تا رہا۔ ویسے اس
 آنکھوں میں اب بھی شدید ترین حیرت موجود تھی۔ دوسرے لمبے اس نے

جلدی سے اُسے دو بار بالکل پہلے کی طرح رکھ دیا اور پھر کتابوں کو واپس رکھ کر وہ کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔

اسی لمحے صفدر چائے کے دو کپ اٹھائے ڈرائیگ روم میں داخل ہوا کیا ہوا۔ آپ کچھ پریشان سے دکھائی دے رہے ہیں۔ صفدر نے عمران کے چہرے پر چھاپی ہوتی سنجیدگی اور سوچ کو مارک کرتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

بس اچانک خیال آ گیا ہے کہ تمہیں شہ بالا بنانے کے چکر میں کہیں میں ساری عمر کنوارا ہی نہ رہ جاؤں اس لئے سوچ رہا تھا کہ کسے شہ بالا بنایا جائے۔ لیکن سوائے سو پر فیاض کے اور کوئی ایسا آدمی ہی نہیں جو شادی شدہ ہو۔ اور سو پر فیاض کو تم جانتے ہو۔ وہ شہ بالا بننے کی بجائے خود دوہلا بننے کے لئے تیار ہو جائے گا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

آپ نے جو بھی کوشش نہیں کی۔ چلیے سیکرٹ سروس کے ممبران مسئلہ توجیف کی اجازت پر منحصر ہے مگر ٹائیگر تو سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہے۔ اسی طرح سیمان ہے۔ جو زندہ ہے۔ جو انا ہے۔ کسی ایک کی شادی کر دیکھئے۔ بس شہ بالا تیار۔ صفدر کے کرسی پر بیٹھ کر چلنے کی چٹکی لیتے ہوئے کہا۔

اصل میں میری قسمت میں کوئی گڑبڑ ہے۔ مجھے جو بھی ملتا ہے عورت بیزار ہی ملتا ہے۔ ٹائیگر صاحب کو بلڈ ریز مشن کے دوران ایک مختصر سا گوری نے پسند کر لیا تھا لیکن ٹائیگر صاحب خالص خود مختار قسم کے ٹائیگر ثابت ہوئے۔ جو عورت کو عورت کا تصور کرتے ہی کانپنے لگے۔

لسٹ۔ اسے فوراً ہی شیکاگو کی جھیل کے کنارے پرنا چنے والی وہ عورتیں آجاتی ہیں جو مردوں کا خون چوستی ہیں۔ اور جہاں تک جو مانا کا تعلق ہے اسے شادی کرنے سے زیادہ عورتوں کی گردنیں توڑنے میں لگاتار آتا ہے۔ اور رہ گیا سیمان۔ تو وہ واقعی تیار ہے لیکن یہاں پہلی منسی آرٹے آجاتی ہے۔ اس کی سابقہ تنخواہیں اور بلوں کی ادائیگی ہو لو اس کا کام بنے۔ اب منت میں تو شادی ہونے سے رہی۔ ان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صفدر ایک بار پھر کھل کھلا کر ہنس پڑا۔ پھر تو واقعی آپ کو طویل انتظار کرنا پڑے گا۔ صفدر نے پختے ہوئے کہا۔

اے نہیں۔ اتنا یا کوس ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ بس کوئی ایسی محترمہ مل جائے دو جو تمہارے چیف کو کنٹرول کر سکے۔ بس ہر دیکھنا باجماعت شادیاں ہوں گی۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا وہ اظہار کھڑا ہو گیا۔

کیا ہوا۔ کہاں چل بیٹے آپ۔ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

خوب بندہ یا بندہ۔ یعنی جو تلاش کرتا ہے اسی کو ملتا ہے اس لمحہ توجیف کی ہونے والی بیگم کو تلاش کرنے جا رہا ہوں۔ دعا کرنا، ہلنے بھی اور میرے لئے بھی۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فدی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور صفدر ہنسنا ہوا اٹھا اور اس نے عمران کے جانے کے بعد دروازہ لاک کیا اور واپس ڈرائیگ روم آ گیا اگر اس نے ٹی۔ وی دوبارہ آن کر دیا اور کرسی پر بیٹھ کر ایک بار پھر

فلم دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ کافی دیر بعد فلم ختم ہوئی تو اس نے اٹھ کر کے ساتھ ساتھ بیٹی، وی جی آفٹ کیا، جی تھا کہ میز پر پڑے نوٹن کی کھنٹی بزم اٹھی تیزی سے مڑا اور اس نے اچھے بڑھا کر ریسور اٹھا لیا۔

صفدر سیلنگ! — صفدر نے کہا۔

جولیا بول رہی ہوں صفدر — چیف نے ایمر جنسی آرڈر دیا ہے۔ دوسری طرف سے جولیا کی سپاٹ آواز سنائی دی۔

ایمر جنسی آرڈر! — صفدر نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

ہاں — چیف کے دوسرے آرڈر تک ایمر جنسی آرڈر جاری ہے گا — اترتے

مخاطب رہنا۔ جولیا نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی

ختم ہو گیا۔ صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ریسور رکھ دیا۔ اس کے چہرے

گہری سنجیدگی طاری تھی۔ ایمر جنسی آرڈر ایک خاص کوڈ تھا اور صفدر اس کا

کے معنی اچھی طرح جانتا تھا۔ ایمر جنسی آرڈر کا مطلب تھا کہ فلٹ چھوڑ کر متبنا

رہاؤں گاہ پر شفٹنگ۔ ہم بھی تبدیل اور میک آپ بھی کرنا ہو گا۔ اس کے

انتہائی احتیاط کا مطلب تھا کہ نگرانی سے ہوشیار رہا جائے۔ لیکن وہ یہ

تھا کہ آخر اچانک ایمر جنسی آرڈر نافذ ہونے کا مقصد کیا ہے۔ بہر حال وہ

سے ڈریگ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ لباس بدلنے کے ساتھ ساتھ میک

بھی کر لے اور پھر فلٹ کے خفیہ دروازے سے نکل کر نگرانی کا خیال نہ

ہوئے متبادل رہاؤں گاہ پر پہنچ جائے۔

سسیا ہ رنگ کی کار تیزی سے مڑ کر ایک شاندار کوچی کے گیٹ پر رُک گئی اور ڈرائیور نے جو ایک مقامی آدمی تھا نیچے اتر کر ستون پر لگی ہوئی کال پیل ناؤن دیا۔ دوسرے لمے سائڈ پھاٹک کھلا اور ایک مقامی نوجوان باہر آ گیا۔

ایس۔ وی بھری — مقامی آدمی نے آہستہ سے آنے والے سے کہا تو

وہ تیزی سے مڑا اور دوبارہ سائڈ پھاٹک سے اندر داخل ہو گیا جبکہ وہ مقامی

آدمی واپس ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمے بڑا پھاٹک کھلا اور کار

تیزی سے چلتی ہوئی اندر داخل ہو گئی۔ پورچ میں دو کاریں پہلے سے موجود

تھیں۔ سیاہ رنگ کی کار بھی ان کے عقب میں جا کر رُک گئی۔ برآمد سے میں

وہ آدمی بڑے چوکنا انداز میں کھڑے تھے۔

ایس۔ وی بھری — کار سے اترنے والے نے اونچی آواز میں کہا۔

نہاں دونوں نے بے اختیار بوکھلاہٹ بھرے انداز میں اُسے سلام کیا

تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔

ربانی کہاں ہے۔ —؟ آنے والے نے سخت لہجے میں پوچھا۔

باس! آپریشن روم میں ہیں۔ — ان میں سے ایک نے انتہائی موزوں لہجے میں کہا اور آنے والا سر ہلانا ہوا آگے بڑھ گیا۔ ڈیٹائی راپڈ لانا سے گذر کر وہ آخر میں موجود سیڑھیاں اترتا ہوا ایک بند دروازے پر پہنچا جس پر سٹرخ رنگ کا بسیدہ لٹا رہا تھا۔

ربانی! — دروازہ کھولو۔ میں سردار احمد جان ہوں۔ — آنے والے نے سائید پر لگے ہونے ایک بین کو پرسیں کرتے ہوئے سخت ادا محکمہ لہجے میں کہا تو دوسرے لمحے دروازے کے اوپر جلتا ہوا سٹرخ لہجہ بچھ گیا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ آٹومٹیک انداز میں کھلتا چلا گیا۔ سردار احمد جان جو مقامی ایک آپ میں تھا آگے بڑھا۔ یہ ایک بڑا بال کتا تھا جس میں دیواروں کے ساتھ مختلف قسم کی مشینیں نصب تھیں اور ہر مشین کے سامنے ایک آدمی موجود تھا ایک سائید پریشے کا بنا ہوا ایک کین تھی اس لیے کین کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان باہر آ گیا۔

آپ آگے باس۔ — نوجوان نے جو ربانی تھا سپاٹ سے لہجے میں کہا۔ — سچ کیا بات ہے تمہارے چہرے پر بارہ کیوں بچ رہے ہیں سردار احمد جان نے چونک کر کہا۔

باس! — کل دوپہر سے سیکرٹ سروس کے وہ تمام ممبران جو جوارہ نظروں میں تھے اچانک اپنے فلیٹس سے چلے گئے ہیں اور ابھی تک ان کی واپسی نہیں ہوئی۔ — اور باہر نگرانی پر موجود افراد کو بھی ان کے چلنے علم نہیں ہوا۔ — وہ خفیہ راستوں سے گئے ہیں کیونکہ چارہ آدمی سامنے موجود تھے۔ — ربانی نے سردار احمد جان کے ساتھ کین میں داخل ہوا

لے ہوئے کہا۔

کہا! طلب! — کہاں چلے گئے ہیں وہ۔ — سردار احمد جان نے وہ ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ باس! — پہلے اس عورت جو لایا کو فون کال آئی۔ ایک ٹور نے اس بات کی تھی۔ اس نے اس سے کہا کہ سب نمبر ڈکرا اطلاع دے دو مہم ثانی ایرجنسی آڈر جاری رہے گا۔ — وہ سب انتہائی محتاط ہیں۔ — اس جو لایا نے پوچھا کہ یہ آڈر اس کے لئے بھی ہے تو اس ہونے لیں۔ — کہا اور رابطہ ختم ہو گیا۔ — جو لایا نے باری باری سب کال کیا اور یہی آڈر ان تک پہنچا دیا۔ اس نے سات کالیں کیں۔ — یہاں صرف چار کا علم ہو سکا تھا۔ — بہر حال وہ چاروں یہ فون مٹانے کے بعد اچانک غائب ہو گئے۔ — وہ جو لایا بھی غائب ہے۔ — ابھی تک ان کی واپسی کا افسار نہ کر رہے ہیں لیکن فلیٹس کے دروازے سے بند ہیں اور اندر مکمل خاموشی ہے۔ — ربانی نے کرسی پر بٹھ کر پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

وہ ڈکنا فون کام کر رہے ہیں۔ — سردار احمد جان نے ہونٹ لے ہوئے پوچھا۔

ہیں باس! — وہ فلیٹس میں موجود بھی ہیں اور کام بھی کر رہے ہیں۔ — ربانی نے جواب دیا۔

ان سید کو رٹرو والی عمارت کو چیک کیا تھا تم نے۔ — سردار جان نے پوچھا۔

ہیں باس! — چیکنگ مشین نے اندر پہنچنے کے بعد کام ہی نہیں کیا۔

یوں لگتا ہے جیسے اندر کوئی ایسا خصوصی انتظام ہے کہ جو مشین بھی
کے اندر پہنچتی ہے پیلخنت کام کرنا چھوڑ دیتی ہے۔ پہلے بھی
کی کار جیسے ہی اس عمارت کے اندر گئی اس کے مپر کے نیچے لگے
پیشین انڈیکٹر نے کام چھوڑ دیا اور اب بھی ایسا ہی ہوا ہے۔
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران تو نظروں میں ہے یا وہ بھی غائب ہو چکا ہے۔
سرور احمد جان نے ہونٹ بیچھنتے ہوئے کہا۔

”وہ بھی غائب ہے۔ وہ صفدر کے فلیٹ پر گیا۔ وہاں پہلے
گپیں ہانکتے رہے اس کے بعد وہ فلیٹ سے گیا۔ ہمارے آدمی اس
ننگرائی کو دیکھتے تھے لیکن ایک سرک کا موڑ مرنے کے بعد اس کا
اچانک غائب ہو گئی۔ یوں لگتا ہے جیسے کار کو آسمان کھا گیا ہو۔
نکل گئی۔ اس ساری سرک کی چیکنگ کر لی گئی ہے لیکن کوئی
نہیں چل سکا اور نہ ہی وہ فلیٹ میں واپس آیا ہے۔ اب میں
کے فلیٹ کی ننگرائی گزارا ہوں۔“ ربانی نے جواب دیتے ہوئے۔
”ان سب لوگوں کا اس طرح اچانک غائب ہو جانے کا مطلب
یہی ہو سکتا ہے کہ انہیں یہ معلوم ہو گیا ہے کہ سیکرٹ سروس
ممبروں اور ان کی رٹائننگ گاڑیوں کی ننگرائی ہو رہی ہے اور ہوا
کہ کسی فلیٹ میں موجود ڈکٹا فون ان کی نظروں میں آ گیا ہو۔“
سرور احمد جان نے ہونٹ بیچھنتے ہوئے کہا۔

”اگر ایسی بات ہوتی باس!۔ تو پھر کم از کم وہ ڈکٹا فون تو ضرور
کر دیا جاتا۔ جب کہ سارے ڈکٹا فون باقاعدہ کام بھی کر رہے ہیں۔“

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اے ساہو۔ ویری بیڈ۔ ویری بیڈ۔ ربابی! فوراً ان
ڈکٹا فون کو ریپرنٹ کر دو۔ ورنہ دیوڑ ڈیکٹر کی مدد سے وہ ان ڈکٹا فونز
یہ ٹیگ سنٹر ملاش کر کے یہاں ہمارے سروں پر اکھڑے ہو گئے۔“
”امد جان نے بولھلائے ہوئے امدان میں کہا اور ساتھ ہی ایک جھٹکے
ہوا ٹیگٹرا ہوا۔

”اے واقعی باس!۔ لیکن اس طرح اگر وہ دوبارہ فلیٹس میں آگے
ہیں بلوم ہی نہ ہو سکے گا۔“ ربانی نے کہا۔

”نہ ایک ایک آدمی ان کے فلیٹس کے سامنے رکھ لو۔ فوری
اپرینٹیشن ٹیک بند کر دو۔ جلدی کر دو۔“ سرور احمد جان نے
نورانی تیزی سے کہیں میں موجود ایک طوریل و عریض مشین کی طرف
دکھایا اور اُسے اپریٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پلٹا
ماننے موجود مشین مکمل طور پر آت ہو چکی تھی۔ حالانکہ پہلے اس پر
نئے پوٹے کئی بلب مسلسل جل بجھ رہے تھے۔

عامر سیل کا کیا ہوا۔ سرور احمد جان نے پوچھا۔

”ہینڈ کوآرڈر میں موجود ہے۔ میک اپ ختم کر دیا گیا ہے اور اس
مادہ جی اس کا نام سیٹ آپ بھی۔“ ربانی نے جواب دیا۔

”ان کا مطلب ہے کہ ان لوگوں کے اچانک غائب ہوجانے کی وجہ
بہ ذہنی طور پر روشنی سے اندھیرے میں داخل ہو گئے ہیں۔ لیکن
انہیں ان کے خلیوں اور ان کی رٹائننگ گاڑیوں کا علم ہو چکا ہے
ان کے ہینڈ کوآرڈر کا بھی۔ اور اب میں سب سے زیادہ اس

دہے کی تنظیم سے متعلق ہوں۔ — ربانی نے جواب دیا۔

تمہیں اصل حالات کا علم نہیں ہے۔ اصل مسئلہ اور ہے۔ —
 ان پلاننگ یہ بھی کہ سیکرٹ سروس کو ایک مشن دے کہ پہاڑی علاقوں میں
 لے جایا جائے اور پھر اس کا خاکہ کر دیا جائے۔ اس کے بعد اس کے
 ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کیا جائے اور اسے تباہ و برباد کرنے کے ساتھ ساتھ
 وہاں سے فائل بھی حاصل کر لی جائے۔ اس طرح روسیہ کے تین
 مشن بیک وقت مکمل ہو سکتے تھے۔ ایک تو موجودہ سیکرٹ سروس کا
 ملل خاتمہ۔ دوسرا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر سے فائل کا حصول۔
 اور تیسرا اور آخری مشن یہ کہ اس کے بعد روسیہ ان آزاد پہاڑی علاقوں
 میں اپنا مخصوص جاسوسی سنٹر قائم کر سکے گا۔ تمہیں معلوم تو ہے
 کہ اس کے لئے ہمارے قبیلے کے ایک سو سے زائد نوجوانوں کو روسیہ میں
 خفیہ طور پر باقاعدہ تربیت بھی دی جا رہی ہے۔ یہ سنٹر پہاڑوں کے اندر
 فیڈر بگا اور وہاں روسیہ ایسے جدید ترین سائنسی آلات نصب کرے گا
 جس سے نہ صرف پاکیشیا، بہادرستان، بلکہ ناگالینڈ، شوگران کے خاص خاص
 اڈے نظروں میں رہیں گے بلکہ اس سنٹر سے وہ فضا میں موجود ایکریٹیا
 کے چیلنگ خلائی سیاروں کو بھی آسانی سے جام کر سکے گا۔ بہر حال
 یہ بہت بڑا منصوبہ ہے اور اس منصوبے کو ہمیشہ کے لئے محفوظ رکھنے
 کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کیا جانا ضروری ہے۔ — ہمیں
 اس نئے استعمال کیا گیا ہے کہ ہم کبھی پاکیشیا سیکرٹ سروس یا ایکریٹیا
 نے سامنے نہیں آتے۔ اور خاموش رہ کر کام کرنے کا مقصد بھی یہی
 تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ختم بھی ہو جائے اور کسی کو یہ علم ہی نہ ہو سکے کہ

ہیڈ کوارٹر پر توجہ کرنی چاہیے۔ — اگر ہم کسی طرح اس ہیڈ کوار
 کوڑ کر لیں تو پھر یہ سارے ممبرز خود بخود ہماری گرفت میں آجائیں گے
 چیلنگ مشین کے فیئل ہو جانے کا مطلب ہے کہ اندر انتہائی جدید
 سائنسی اٹھانات موجود ہیں۔ — سردار احمد جان نے ایسے
 میں بات کرتے ہوئے کہا جیسے سامنے بیٹھے ہوئے ربانی کو کچھ
 بجاتے اپنے آپ سے بائیں کر رہا ہو۔

”ہاں! — اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں ایک بات کہوں
 چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ربانی نے قدرے ہنچکھاتے ہوئے
 سردار احمد جان بے اختیار چوک کر اسے دیکھنے لگا۔

”بات — کونسی بات — کیا کہنا چاہتے ہو تم؟ —
 احمد جان نے ایسے لمحے میں کہا جیسے اس کے تصور میں بھی یہ بار
 آسکتی ہو کہ ربانی بھی کوئی بات کہہ سکتا ہے۔

”ہاں! — ہماری پلاننگ بنیادی طور پر غلط ہے۔
 پلاننگ کے ساتھ ہم ایس۔ ایس مشن میں کسی صورت میں بھی کام
 نہیں ہو سکتے۔ — ربانی نے کہا۔

”پلاننگ بنیادی طور پر غلط ہے۔ کیا مطلب — کھل
 کرو۔ — سردار احمد جان نے ہونٹ بھیچتے ہوئے کہا۔

”ہاں! — ہمیں اس طرح چھپ کر کام کرنے کی بجائے
 کام کرنا چاہیے۔ اگر ہم کھل کر کام کرتے تو اب تک کم از کم سیکرٹ
 کے چار ممبرز تو ہلاک ہو چکے ہوتے۔ — لیکن ہم اس طرح چھپ
 کام کر رہے ہیں جیسے ہم سیکرٹ سروس کے مقابلے میں کوئی انتہا

وہاں نے پورے حالات کا تفصیلی تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔
 میں تو اب بھی یہی کہتا ہوں باس! — کہ ہمیں اب کھل کر سامنے
 آنا ہی ہے۔ — ہیڈ کوارٹر پر ہم انتہائی طاقت ور بموں کی بارش کر دیں
 اعلان وہاں موجود سائنسی نظام بھی خود بخود تہس نہس ہو کر رہ جائے
 — رابانی لے کہا۔

آئی تو دم — زیادہ بوش نقصان کا باعث بنتا ہے۔ ہیڈ کوارٹر
 میں سے وہ ریڈ فائل بھی ختم ہو جائے گی جسے حاصل کرنا روسیہ کے
 انتہائی مفید رہی ہے۔ — ہمیں اسے اندر سے فتح کرنا ہوگا تب ہی
 میں — ہو سکتے ہیں — سردار احمد جان نے غصیلے لہجے میں کہا۔
 اوہ — یس ہاس — رابانی نے قد سے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔
 تم اپنی تمام تر توجہ سیکرٹ سروس کے ممبران کی طرف رکھو — میں نے
 اسے اپنے سیکشن کے دس آدمی کال کر لئے ہیں وہ آج ہی ایک نمٹوں
 پر پہنچنے والے ہیں — میں ان کے ساتھ ہیڈ کوارٹر پر کام کروں گا —
 اور یہاں اب صرف سپیشل ٹرانسپیرٹ کے ذریعے ہوگا — سمجھے —
 راجد جان نے کہا۔

نوں اڈہ باس — ؟ رابانی نے حیرت بھر کے لہجے میں کہا۔
 یہ نیا اڈہ ہے۔ — ہمیں اس کا علم نہیں ہے اور نہ ہی ہونا چاہئے تاکہ
 وہی پتھر کی سیکشن اور رابانی سیکشن کے درمیان کوئی تعلق کسی طرح بھی
 نہ ہو سکے — تم صرف سپیشل ٹرانسپیرٹ پر مجھے رہو نہیں دو گے
 یہی ہدایات لے کر ان پر عمل کرو گے۔ — بہر حال سیکرٹ سروس
 ان کا خاتمہ تمہارے سیکشن کی ڈیوٹی ہے — سردار احمد جان نے

اُسے کس نے ختم کیا ہے۔ — روسیہ نے۔ — ایجر میا نے۔ کافرنا
 نے۔ یا کس نے۔ — لیکن پھر میں اس نتیجے پر پہنچا کہ پاکیشیا سیکر
 سروس پہاڑوں میں جانے کے لئے تیار نہیں۔ اس لئے میں نے چیف
 سے بات کی اور اس طرح ایم کو ہٹا لیا گیا اور میں بھی بظاہر چھپے مرٹ گ
 اور اب ہم لے یہاں رہ کر ان کا خاتمہ کرنا ہے۔ — پلاننگ یہی
 کہ جب تک ان کا سارا سیٹ اپ سامنے نہ آجائے، ہم لوگ آپشن
 نہ آئیں۔ — آج تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک ممبر بھی کسی کے سا
 نہ آیا تھا لیکن چھان بین کے بعد اس کیپٹن شیگل کے متعلق معلوم ہو
 اُسے ملٹری انٹیلی جنس سے پاکیشیا سیکرٹ سروس میں ٹرانسفر کیا گیا
 اس پر مزید کام کیا گیا تو وہ سامنے آ گیا لیکن وہ بالکل اکیلا رہتا تھا
 انتہائی کم گو اور کم ملنے بولنے والا آدمی ہے۔ — چنانچہ عامر سہیل
 بطور اس کا جھجھو سامنے لایا گیا تاکہ عامر سہیل اس کے قریب رہ کر اس
 سے ملنے والوں میں سے سیکرٹ سروس کے ممبرز کو چیک کرے گا نیک
 ہمارا منصوبہ بھی فیل ہوگا۔ — اس کیپٹن شیگل نے کوئی جذباتی رد عمل
 ہی ظاہر نہ کیا البتہ اس سے یہ فائدہ ہو گیا کہ اس نے سپیشل کارڈ صفدر کو
 دے دیا۔ اس طرح ہمیں یہ علم ہو گیا کہ صفدر بھی سیکرٹ سروس کا ممبر
 ہے اور اس کی وجہ سے دوسروں کا بھی علم ہو گیا۔ — عمران کے بارے
 میں ہم پہلے ہی جانتے تھے۔ بہر حال عمران کی وجہ سے ہمیں ہیڈ کوارٹر
 بھی علم ہو گیا۔ — لیکن ان سب کے اس طرح غائب ہو جانے کا
 بعد واقعی ہمیں نئے سرے سے پلاننگ کرنا ہوگی۔ — ایسی پلاننگ
 جس کی مدد سے ہمارے تمام مقاصد تیزی سے مکمل ہو سکیں — سردار

ہی آندھیاں چلتی ہوں گی۔ لیکن آنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب تک ہم واقعی مکمل اندھیرے میں تھے اور شکر کرنا تمہاری ٹیم پر چل گئی ہے۔ نجانے انہوں نے کیا سوچ کر فاضل ایکٹ نہیں کیا ورنہ مجھے خطرہ تھا کہ اس باریکٹ سروس کو دفنانا ہی پڑتا عمران نے کہا اور بلیک زبرد نے سر ہلا دیا۔

میرزا خیاں ہے اس بار رو سیاہ کی کوئی خصوصی تنظیم ہمارے خلاف کر رہی ہے؟ اچانک بلیک زبرد نے کہا تو عمران چونک پڑا۔ رو سیاہ کی تنظیم۔ یہ نتیجہ تم نے کیسے نکال لیا۔ کیا اس سردار احمد جان کی وجہ سے؟ عمران نے چونک کر کہا۔

ہاں! اس کی یہاں آمد کے بعد ہی یہ پراسرار سلسلہ شروع ہے۔ اور گو اس بات کی تصدیق ہو گئی ہے کہ وہ اصل سردار ہے اور بڑے قبیلے کے سردار گل جان کی طبیعت بھی واقعی انتہا غراب ہو گئی تھی اور سردار احمد جان بھی وہیں موجود ہے اور یہ کوئی سردار احمد جان کے لئے مخصوص ہے لیکن ان سب باتوں کے باوجود میرزا دل کہہ رہا ہے کہ وہ اس چکر میں لازماً ملوث ہے۔ وہ رو سیاہ کا ایکٹ ہے۔ بلیک زبرد نے کہا۔

عمران نے جواب میں کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ موجود پیش ٹرانسمیٹر سے کال آئی شروع ہو گئی۔ عمران سمجھ گیا کہ کال کی طرف سے بھی ہو گی کیونکہ سپیشل ٹرانسمیٹر ہے ان کی ذاتی فریکوئنسی پر۔ اس نے ہاتھ بٹھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

ہیلو۔ ہیلو۔ ٹائیگر کا لنگ ہاں۔ اور۔۔۔ ٹرانسمیٹر

تھی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

ہاں۔ عمران اٹھنگ یو۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

ہاں! میں نے اہل عام سہیل کا کھوج نکال لیا ہے۔ وہ اہل کے ایک پرعاش روڈنی کی ذاتی قید میں ہے۔ اور۔۔۔ دوسری لائن سے ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

اہل عام سہیل کا کیا مطلب! میں سمجھا نہیں۔ یہ اہل اور اہل کا سلسلہ کہاں سے پیدا ہو گیا۔ اور۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

ہاں! انجوائری سے تو یہی پتہ چلا تھا کہ محکمہ جبریشن کا آفیسر عام سہیل محکمے سے طویل اور بغیر تقاضا کے رخصت لے کر کہیں چلا گیا اس کا گھر بھی بند ہے اور کسی کو بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں چلا گیا۔ لیکن ابھی مختصری دیر پہلے میں ڈیرگن سپیشل کلب میں موجود تھا۔ یہ کلب روڈنی کی ملکیت ہے کہ باتوں باتوں میں اس کے اسٹاٹ نے عام سہیل کا ذکر کیا تو میں چونک پڑا۔ میں نے ان سے گھٹا کر پوچھا تو اتنا معلوم ہو گیا ہے کہ کوئی سگاری ملازم یا عام سہیل ہے روڈنی کی ذاتی قید میں ہے اور کافی عرصہ سے۔ میں نے اس کا حلیہ بھی معلوم کر لیا ہے۔ وہ بالکل عادی جیسا ہی ہے۔ اب اگر آپ کہیں تو میں روڈنی سے دریافت حاصل کروں۔ اور۔۔۔ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

” روڈنی کی ذاتی قید میں ہے — کیا مطلب! — اس لئے اُسے کیوں قید کیا جوا ہے۔ اور —؟ عمران نے حیرت لہجے میں کہا۔

”باس! — یہ کافی طویل عرصے سے قید ہے۔ — کیپٹن ٹیکل صاحب کو عامر سہیل کے ملنے سے بھی پہلے کا — اسی لئے تو میں نے اسل عامر سہیل کے الفاظ کہے تھے۔ اور — دوسری طرف سے ٹائیگر کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ — تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں خود آ رہا ہوں۔ انتہائی اہم معاملہ ہے۔ یہ روڈنی کہاں ہوگا۔ اور — عمران پُرچرٹس لہجے میں پوچھا۔

” ڈیگرن سپیشل کلب میں موجود ہے۔ میں نے معلوم کر لیا۔ اور — ٹائیگر نے جواب دیا۔

” اور کے — تم زیرو میک آپ میں آنا — میں بھی اسی میک آپ میں ہونگا۔ اور اینڈ آل — عمران نے کہا اور ڈیگرن سیریز کر کے کرسمس سے اٹھ کھڑا ہوا۔

” یہ اہم کلیون ثابت ہو سکتا ہے بلکہ زیرو — اس لئے میں خود رہا ہوں — ویسے تم پوری طرح ہوشیار رہنا۔ جو سکتا ہے کہ وہ چیکنگ مشین سے بھی زیادہ جدید کوئی اور حربہ استعمال کریں — نے بیک زیرو سے کہا اور تیزی سے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ عام سے میک آپ میں داخل منزل کی خصوصی کال لے کر اس کے خفیہ راستے سے نکل کر شرک پر پہنچ گیا تھا۔ جب سے یہ

ما پاپر چلا تھا اس نے اپنی کاروائی منزل میں ہی بند کر دی تھی اور داخل منزل کی خصوصی کال پر خفیہ راستے سے آ جا رہا تھا تاکہ اگر کسی بھی طریقے سے داخل منزل کی یا اس کی اپنی چیکنگ ہو رہی ہو تو اسے ثابت نہ کیا جاسکے۔

پندرہ منٹ کی تیز ڈرائیونگ کے بعد وہ ڈیگرن سپیشل کلب تک پہنچ گیا۔ یہ ایک جدید انداز کی جہی ہوئی عمارت تھی جس کا بیڑنی رننگ بائبل اسی پورے کے انداز میں بنایا گیا تھا۔ بظاہر تو یہ غیر ملکی کھانوں کی ٹورنٹ تھا لیکن اس کے نیچے بنے ہوئے تہہ خانوں میں نہ صرف ہر قسم کی مشینیں تھیں بلکہ وہاں اونچے پانی پر جو ابھی کھیلنا جاتا تھا — یہ معلومات اُسے کس کلب کے بارے میں پہلے سے معلوم تھیں لیکن جو کچھ وہ ایسے معاملات پر توجہ نہ دیا تھا اس لئے اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ اس کے نام کا نام روڈنی ہے۔ کار ایک سائیڈ پر روک کر وہ نیچے اُترا اور پھر تیزی سے کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا، لیکن وہاں اُسے ٹائیگر آفر نہ آیا۔ زیرو میک آپ ایک مخصوص میک آپ تھا اس لئے عمران نے اُسے زیرو میک آپ کا کہا تھا تاکہ وہ اُسے آسانی سے پہچان سکے اور ٹائیگر یہاں باہر ہی ہونا چاہیے تھا۔

”جو سکتا ہے وہ اندر جو — عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کلب کے بال میں داخل ہو گیا، لیکن دماغ داخل ہوتے ہی اُسے حیرت ہوئی اور بال میں موجود افراد جو غیر ملکی کھانے کھانے میں مصروف تھے انتہائی اطمینان سے اُفرو تھے۔ بال کا ماحول بھی شرفانہ اور سنجیدہ تھا جب کہ وہاں یہاں تھا کہ یہاں جرائم پیشہ افراد کی کثرت ہو گی لیکن اب یہاں کا

ابن ابی روثی آپ کے آنے سے پہلے کلب سے نکل گیا تھا۔ اس لئے جب ان کے پیچھے جا اچھا — وہ اس وقت امپریل کالونی کی ایک عرصی تیز تیز قدم اٹھانا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

عمران نے تیز تیز قدم اٹھانا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

مجھے روڈنی سے ملنا ہے۔ اس نے کاؤنٹر پر کھڑی رہ کر سے مخاطب ہو کر کہا۔

ابن ابی روثی نے اسے اٹھ کر کہیں گئے ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ کہاں ہیں اور کب واپس آئیں گے۔ لڑکی نے انتہائی مہذبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے ساری بات ہی کہہ دی۔

ان کی رہائش گاہ کہاں ہے — میں نے ان سے فوری اور ملا ملنا ہے۔

پام دیو کالونی میں ان کی رہائش ہے۔ کوٹھی نمبر بارہ۔ اے ہلاک لیکن وہ رہائش پر کسی سے ملنا پسند نہیں کرتے۔ لڑکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوس کے — تھیکا۔ تھیکا۔ عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ ابی روثی نے دروازے کے قریب ہی پہنچا تھا کہ اس کی کھائی پر بصر میں گنتی شروع ہو گئی۔ اس کا مطلب تھا کہ واپج ڈائریکٹر پر کال آنی شروع ہو گئی تیز تیز قدم اٹھانا دروازے سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھا گیا۔

ہیلو۔ ہیلو۔ ٹائٹلنگ کوننگ۔ اور۔ کار میں بیٹھ کر اس نے جیسے ہی واپج ڈائریکٹر کے کمان سے نکلیا، مائیکرو کی آواز سنائی دی۔

ابن ابی روثی آپ کے آنے سے پہلے کلب سے نکل گیا تھا۔ اس لئے جب ان کے پیچھے جا اچھا — وہ اس وقت امپریل کالونی کی ایک عرصی تیز تیز قدم اٹھانا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

عمران نے تیز تیز قدم اٹھانا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

مجھے روڈنی سے ملنا ہے۔ اس نے کاؤنٹر پر کھڑی رہ کر سے مخاطب ہو کر کہا۔

ابن ابی روثی نے اسے اٹھ کر کہیں گئے ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ کہاں ہیں اور کب واپس آئیں گے۔ لڑکی نے انتہائی مہذبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے ساری بات ہی کہہ دی۔

ان کی رہائش گاہ کہاں ہے — میں نے ان سے فوری اور ملا ملنا ہے۔

پام دیو کالونی میں ان کی رہائش ہے۔ کوٹھی نمبر بارہ۔ اے ہلاک لیکن وہ رہائش پر کسی سے ملنا پسند نہیں کرتے۔ لڑکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوس کے — تھیکا۔ تھیکا۔ عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ ابی روثی نے دروازے کے قریب ہی پہنچا تھا کہ اس کی کھائی پر بصر میں گنتی شروع ہو گئی۔ اس کا مطلب تھا کہ واپج ڈائریکٹر پر کال آنی شروع ہو گئی تیز تیز قدم اٹھانا دروازے سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھا گیا۔

ہیلو۔ ہیلو۔ ٹائٹلنگ کوننگ۔ اور۔ کار میں بیٹھ کر اس نے جیسے ہی واپج ڈائریکٹر کے کمان سے نکلیا، مائیکرو کی آواز سنائی دی۔

ابن ابی روثی نے اسے اٹھ کر کہیں گئے ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ کہاں ہیں اور کب واپس آئیں گے۔ لڑکی نے انتہائی مہذبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے ساری بات ہی کہہ دی۔

ان کی رہائش گاہ کہاں ہے — میں نے ان سے فوری اور ملا ملنا ہے۔

پام دیو کالونی میں ان کی رہائش ہے۔ کوٹھی نمبر بارہ۔ اے ہلاک لیکن وہ رہائش پر کسی سے ملنا پسند نہیں کرتے۔ لڑکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوس کے — تھیکا۔ تھیکا۔ عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ ابی روثی نے دروازے کے قریب ہی پہنچا تھا کہ اس کی کھائی پر بصر میں گنتی شروع ہو گئی۔ اس کا مطلب تھا کہ واپج ڈائریکٹر پر کال آنی شروع ہو گئی تیز تیز قدم اٹھانا دروازے سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھا گیا۔

ہیلو۔ ہیلو۔ ٹائٹلنگ کوننگ۔ اور۔ کار میں بیٹھ کر اس نے جیسے ہی واپج ڈائریکٹر کے کمان سے نکلیا، مائیکرو کی آواز سنائی دی۔

ابن ابی روثی نے اسے اٹھ کر کہیں گئے ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ کہاں ہیں اور کب واپس آئیں گے۔ لڑکی نے انتہائی مہذبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے ساری بات ہی کہہ دی۔

ان کی رہائش گاہ کہاں ہے — میں نے ان سے فوری اور ملا ملنا ہے۔

پام دیو کالونی میں ان کی رہائش ہے۔ کوٹھی نمبر بارہ۔ اے ہلاک لیکن وہ رہائش پر کسی سے ملنا پسند نہیں کرتے۔ لڑکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوس کے — تھیکا۔ تھیکا۔ عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ ابی روثی نے دروازے کے قریب ہی پہنچا تھا کہ اس کی کھائی پر بصر میں گنتی شروع ہو گئی۔ اس کا مطلب تھا کہ واپج ڈائریکٹر پر کال آنی شروع ہو گئی تیز تیز قدم اٹھانا دروازے سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھا گیا۔

ہیلو۔ ہیلو۔ ٹائٹلنگ کوننگ۔ اور۔ کار میں بیٹھ کر اس نے جیسے ہی واپج ڈائریکٹر کے کمان سے نکلیا، مائیکرو کی آواز سنائی دی۔

ابن ابی روثی نے اسے اٹھ کر کہیں گئے ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ کہاں ہیں اور کب واپس آئیں گے۔ لڑکی نے انتہائی مہذبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے ساری بات ہی کہہ دی۔

ان کی رہائش گاہ کہاں ہے — میں نے ان سے فوری اور ملا ملنا ہے۔

پام دیو کالونی میں ان کی رہائش ہے۔ کوٹھی نمبر بارہ۔ اے ہلاک لیکن وہ رہائش پر کسی سے ملنا پسند نہیں کرتے۔ لڑکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوس کے — تھیکا۔ تھیکا۔ عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ ابی روثی نے دروازے کے قریب ہی پہنچا تھا کہ اس کی کھائی پر بصر میں گنتی شروع ہو گئی۔ اس کا مطلب تھا کہ واپج ڈائریکٹر پر کال آنی شروع ہو گئی تیز تیز قدم اٹھانا دروازے سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھا گیا۔

ہیلو۔ ہیلو۔ ٹائٹلنگ کوننگ۔ اور۔ کار میں بیٹھ کر اس نے جیسے ہی واپج ڈائریکٹر کے کمان سے نکلیا، مائیکرو کی آواز سنائی دی۔

”بہی روڈنی ہے باس“ — ٹائیگر نے کہا اور عمران نے سر ہلا وہ دونوں اس طرح کار کے قریب کھڑے تھے جیسے راہ جاتے اچانک مل گئے ہوں۔ روڈنی نے بھی سرسری سی نظر ان کی طرف ڈالی لیکہ پھر کار آگے بڑھ گئی۔

”تمہاری کار کہاں ہے“ — عمران نے پوچھا۔

”وہ تیسری لگی میں کھڑی ہے“ — ٹائیگر نے کہا۔

تم جاؤ اس کے پیچھے۔ میں اس کو سٹی کو چیک کروں گا۔
 عمران نے کہا اور ٹائیگر سر ہلانا ہوا آگے بڑھ گیا جہاں اس کی کار موجود تھی۔ عمران نے کار کی فرنٹ سیٹ کو اوپر اٹھایا اور اس کے نیچے بٹے ہوئے باکس میں سے اس نے ایک عجیب سی ساخت کا پستول نکال کر ہاتھ میں لیا اور اس کے ساتھ ہی اندر موجود ایک ڈبے کو کھول کر اس میں سے اس نے ایک چھوٹا سا ڈگٹا فون کیسپول نکال کر نئے چارج کیا اور پھر اسے پستول کے میگزین میں ڈال کر اس نے ادھر اُدھر دیکھا۔ جب کسی کو خصوصی طور پر اپنی طرف متوجہ نہ پایا تو اس نے پستول کی نال کا نرخ ڈاکٹر لطف اللہ کی کوٹھی کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ سٹک کی تیز آواز کے ساتھ ہی پستول کی نال سے وہ کیسپول نکل کر ہوا میں اڑتا ہوا کوٹھی کے پورچ کی چھت پر جاگرا اور عمران تیزی سے مڑا اور اس نے پستول کو سیٹ اٹھا کر واپس باکس میں ڈالا اور اس کے اندر سے ایک چھوٹا سا ریسیونگ سیٹ نکال کر اس نے سیٹ بند کی اور پھر ڈیڑھ گھنٹہ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے ریسیونگ سیٹ کو ڈیلیشن بورڈ کے اوپر رکھا اور کار چلا کر اسے آگے بڑھانے لگا۔ ایک لمبا چکر کاٹ کر

۱۱۱ کوٹھی کے قریب موجود درختوں کے ایک جھنڈ میں پہنچ کر گاڑی اس نے ڈیش بورڈ سے ریسیونگ سیٹ اٹھا کر اس نے ایک لمبا چکر دیا۔ دوسرے لمحے اس کے کانوں میں ٹیلیفون کی گھنٹی بجی، لمبی آواز سنائی دی۔ یہ آواز اس ریسیونگ سیٹ سے نکلی تھی۔

”لطف اللہ خان بول رہا ہوں“ — ایک لمبی سی آواز سنائی دی اور خاموشی طاری رہی۔ کیونکہ ریسیور سے نکلنے والی آواز کو ڈگٹا فون کی کچھ ذرا دیر لگتی تھی۔

”کیسک ہے۔ مجھے ابھی ابھی آپ کا پیغام ملا ہے۔ روڈنی صاحب اب ہاؤس سے گئے ہیں اور تم بھی سے گئے ہیں۔ میں کوشش کر ڈنگا ہوں تاکہ جلد سے جلد مکمل کر سکوں“ — دوبارہ وہی لمبی سی آواز نکلی اور چند لمحوں کے بعد پھر خاموشی طاری رہی۔

”جناب! — گاڑی سے کام ہو جائے گا۔ آپ نے فکر میں زیادہ سے زیادہ دوروز میں کام کر دوں گا“ — لطف اللہ خان نے کہا اور اس کے بعد نمبر ڈائل کئے جانے کی آواز سنائی دی۔

”لطف اللہ خان بول رہا ہوں۔ اسمخان ریکارڈ کپیر سے بات کراؤ۔ انہوں نے بعد لطف اللہ خان کی آواز دوبارہ سنائی دی اور خاموشی طاری ہو گئی۔ میرے ذاتی ریکارڈ سے سنٹرل زون کا ماسٹر پلان اور سنٹرل زون کے پورچ پلان نکال کر ان کی کاپیاں کراؤ اور یہ کاپیاں فوری طور پر کوٹھی پر پہنچا دو۔ گیسٹ پر رسول بخشش کو دے دینا“ — لطف اللہ خان نے حکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔

انما آدمی باہر آیا۔ وہ اس ادھیڑ عمر آدمی سے باتیں کرتا رہا اور پھر ملازمی دوباؤ جیب کی طرف مڑا اور اس نے جیب میں سے بڑے تہ بندہ کاغذ جو لقمے ہی لگتے تھے اٹھا کر اس ملازم کو دے دیتے۔ ملازم واپس اندر چلا گیا جب کہ وہ ادھیڑ عمر آدمی دوبارہ جیب میں اور جیب جدھر سے آئی تھی اُدھر واپس چلی گئی۔ عمران خاموشی گار میں بیٹھا رہا۔

نائب ا۔ اہم حسین یہ کاغذ دے گیا ہے۔ دروازہ کھلنے کی آواز کے ساتھ ہی اس رسول بخش کی آواز سنائی دی۔

ٹھیک ہے۔ میز پر رکھ دو اور سنو! اب مجھے کسی طرح بھی اڑا کر لایا جاتے۔ جو بھی آئے اسے ٹال دینا۔ لطف اللہ خان کی آواز سنائی دی۔

بستر سر۔ رسول بخش نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ عمران سمجھ گیا کہ یہ لطف اللہ خان یا تو غیر شادی شدہ ہے اور ان کو بھی میں اکیلا اس ملازم کے ساتھ رہنا ہے یا پھر اس کی فیملی لہیں بھی ہوتی ہے۔ ورنہ اس کی بیوی یا بچوں میں کسی کی آواز تو سنائی دیتی۔ اس نے لیسویگ سیٹ آن کیا اور پھر کار سے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھا آگٹ کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اب اس لطف اللہ خان سے مل کر اس راہی کے دیتے ہوئے مشن کی وضاحت کرنا چاہتا تھا جس کے لئے اسے رقم دینی تھی۔ اس کا قیاس تو یہی تھا کہ یہ کوئی غیر متعلقہ مسئلہ ہے لیکن اب وہ بال پوری طرح مطمئن ہونا چاہتا تھا۔

ٹھیک پر رُک کر عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد

گولف گاہ پر ساری بات چیت غیر متعلقہ تھی۔ ٹائیگر نے اُسے بتا دیا کہ یہ لطف اللہ خان ڈیولپمنٹ اتھارٹی کا چیف انجینئر ہے اور انجینئر نے ظاہر ہے ایسے ہی کاغذات منگوانے سے لیکن روڈ کی شخص کی طرف سے کسی چیف انجینئر کو کام دینا اور خاص طور پر حوالہ۔ یہ سب باتیں اس کے ذہن میں کسی خاص بات کے ہونے کا اشارہ کر رہی تھیں۔ اس لئے اس نے سوچا کہ وہ اتنا کرے۔ جب وہ اہم حسین یہ کاغذات دے جاتے تو اس کے بعد اس لطف اللہ خان سے پوچھ گچھ کرے۔ چنانچہ وہ انتظار کرنے میں تھوڑی دیر بعد واپس ٹرانسپیرٹ پر ٹائیگر کی کال آگئی اور عمران جلدی سے اس کا نمبر بٹن کھینچ کر مخصوص انمان میں پریس کر دیا۔

ٹائیگر کا ٹنگ۔ اور۔۔۔ ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

ہیں۔ عمران بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے۔ اور۔۔۔ عمران نے بچیدہ لہجے میں پوچھا۔

روڈ کی واپس اپنے کلب میں آیا ہے اور دفتر میں موجود ہے دوسری طرف سے ٹائیگر نے اطلاع دیتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔ ٹیگرانی جاری رکھو۔ میں بعد میں تمہیں کال گا۔ اور رینڈ آ۔۔۔ عمران نے کہا اور نمبر بٹن مزید اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

اسی لمحے ڈیولپمنٹ اتھارٹی کی ڈیپارٹمنٹ والی ایک جیب کو کھینچ کر اس کے سامنے رکھی اور اس میں سے ایک ادھیڑ عمر آدمی نے اتر کر کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد سائینڈ پھاٹک کھلا اور

سایڈ پچھا تک کھلا اور وہی ملازم نما آدمی باہر آگیا۔

جی فرطیے۔ "ملازم نما آدمی نے حیرت بھرے انداز میں عمرا دیکھتے ہوئے کہا اور عمران آواز سے ہی پہچان گیا کہ یہی رسول بخش فرماتے ہیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسرے اس نے ہاتھ بڑھا کر اس رسول بخش کو گردن سے پکڑا اور اُسے دھکا جو اسایڈ پچھا تک سے اندر لے گیا۔

کیا۔ کیا کر رہے ہیں؟" رسول بخش نے بری طرح بوکھا ہوتے لیجے میں احتجاج کرتے ہوئے کہا لیکن اندر داخل ہو کر عمران اس کی گردن چھوڑی اور جیب سے ریوا لوز نکال لیا جس پر ساٹما لگا ہوا تھا۔

"آواز نکالی تو ابھی ڈھیہ کر دوں گا۔" عمران نے انتہائی سر لیجے میں "مم۔ مم۔ میں تو نوکر ہوں۔" رسول بخش نے خوف کا پتہ نہ دیتے ہوئے لیجے میں کہا۔

"اسی لئے تو زوزہ ہو۔" ورنہ ایک لمحے میں کھوڑی کے ٹکڑے جلتے۔ چلو چیف انجینئر کے پاس لے چلو مجھے۔ اور سنو۔ نے کوئی غلط حرکت کی تو میں ذمہ دار نہ ہوں گا۔" عمران نے اسی سرد لیجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ میں تو غریب نوکر ہوں۔" رسوا کی حالت واقعی قابل رحم ہو گئی تھی۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ میں اپنی بات دوہرانے کا عادی ہوں۔" عمران نے عزتاتے ہوئے کہا۔

نیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ چیف انجینئر صاحب اپنے خاص کمرے میں آئے۔ آدھیں تہیں وہاں لے چلا ہوں۔ لیکن مجھے نہ مارو۔ اس نے زب آدمی ہوں۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔" ہال بخش نے بری طرح خوفزدہ لیجے میں کہا۔

انڈر تم نے تعاون کیا تو زوزہ رہو گے ورنہ۔ عمران کا لہجہ اس طرح سخت تھا اور پھر وہ رسول بخش کے پیچھے چلا ہوا کوسٹی کے اندر آئی جسے میں آگیا۔

اس کمرے میں ہیں چیف صاحب۔ رسول بخش نے ایک اور وزے کے سامنے بیٹھ کر کہا اور دوسرے لمحے وہ بری طرح چینیٹا ہوا پٹھہ فرش پر جاگرا۔ عمران نے ریوا لوز کا دستہ پوری قوت سے اس کے سر پر مار دیا تھا۔ رسول بخش کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا دوسرے لمحے مالت ہو گیا۔

اسی لمحے دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا۔ دروازے پر ایک بھاری بدن چھوڑ کر آدمی کھڑا ہوا تھا۔ وہ فرش پر پڑے رسول بخش اور سامنے کھڑے عمران کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اُسے اپنی آنکھوں پر یاقین نہ آ رہا ہو۔ نیلا اندر۔ عمران نے سیکھت ہاتھ بڑھا کر ریوا لوز کے سینے پر رکھا اور اسے دھکیلا ہوا کمرے کے اندر لے گیا۔

گگ۔ گگ۔ کون ہو تم۔" اس ادھیڑ عمر آدمی نے خوف سے گلگلیاتے ہوئے کہا۔

بہ ایک دفتر نما کمرہ تھا جس کی ایک سایڈ پر میز تھی جس پر ٹیبل لیپ بل رہا تھا اور اس کے نیچے دو بڑے بڑے نقشے پھیلے ہوئے پڑے تھے

یہ یقیناً لطف اللہ خان چیت انجینئر تھا جو ان نقوشوں پر بیٹھا کام کر رہا تھا کہ باہر سے رسول بخش کے چپنیے کی آواز سن کر پر آیا تھا۔ عمران نے لات مار کر عقب میں دروازہ بند کر دیا اس کے میں موجود رہیو اور کارخ ظاہر ہے اب لطف اللہ خان کی طرف تھا کہ چہرے پر شدید خوف تھا۔

”روڈنی نے تمہیں کون سا مشن دیا ہے“ — عمران نے فرما دیا۔

”روڈنی نے — کون روڈنی“ لطف اللہ خان نے بری چونکتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ چنیا ہوا اچیل کر پہلو کے بل پر جاگرا۔ عمران کا زور دار تھپڑ پوری قوت سے اس کے چہرے پر پڑا تھا۔

”بتاؤ — عمران کی لات گھومی اور لطف اللہ خان کی چیخ — ایک بار پھر کرہ گونج اٹھا۔ عمران کی لات اس کی پسلیوں پر پڑی تھی۔

”بب — بب — بتا ہوں — مت مارو مجھے بتا ہوں“

لطف اللہ خان نے بری طرح پھڑکتے ہوئے اور کراتے ہوئے کہا۔

”اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ — اور سٹو! — اب اگر تم نے انکار کیا تو لمحے میں گردن توڑ دوں گا“ — عمران نے استہائی سر دہلچے میں کہا۔

لطف اللہ خان پہلو پر ہاتھ رکھے بری طرح لڑکھڑا ہوا اٹھ کر کھڑا ہوا اس کے حلق سے کراہیں نکل رہی تھیں۔ چہرہ تکلیف کی شدت سے صرف مسخ ہو گیا تھا بلکہ پورا چہرہ پسینے میں ڈوب گیا تھا۔

”بولو“ — عمران نے غزرتے ہوئے کہا۔

اس نے مجھے کہا تھا کہ ایک خاص عمارت کے نیچے موجود سرکاری

ایمان کو نیک کر کے اس کا نقشہ بنا کر دوں اور چونکہ سید ریچ کسٹم کار میکارڈ کی تواری میں تھا اس لئے میں نے وعدہ کر لیا۔ لطف اللہ خان نے لہجہ بڑے کہا۔

”لاسنی عمارت ہے“ — عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

اس نے مجھے پتہ لکھ کر دیا تھا اس کی مدد سے چیک کر رہا تھا — میں ایل مار پراس عمارت کو نہیں جانتا۔ لطف اللہ خان نے جواب لہجہ بڑے کہا۔

”چنوا دھر میز کی طرف — اور مجھے دکھاؤ کونسی عمارت ہے“ — عمران نے کہا اور لطف اللہ خان تیزی سے سڑک میز کی طرف بڑھ گیا۔

ایمان ریو اور لئے اس کے پیچھے تھا۔

یہ ہے وہ عمارت — میں نے اس کے گرد سرخ دائرہ ڈال دیا۔

لطف اللہ خان نے ماسٹر پلان میں ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

ایمان جگہ سرخ دائرہ پڑا ہوا تھا۔

عمران غور سے ماسٹر پلان کو دیکھتا رہا اور دوسرے لمحے وہ اس بری طرح اچھلا جیسے اس کے پیروں تلے اچانک ایٹم بم پھٹ پڑا ہو کیونکہ یہ حالت دانش منزل تھی۔ سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر۔

”لتنی رقم دی تھی تمہیں اس نے اس کام کے لئے“ — عمران نے ہنہ آپ کو سنبھالتے ہوئے پوچھا۔

ایک لاکھ روپے — لطف اللہ خان نے جواب دیا۔

روڈنی کے جانے کے بعد فون کس کا آیا تھا جسے تم نے کہا تھا کہ دو اہل میں کام مکمل ہو جائے گا۔ عمران نے غور سے اسے دیکھتے ہوئے

کہا اور لطف اللہ خان ایک بار پھر پورنک پڑا۔

تت — تمہیں کیسے معلوم ہوا — لطف اللہ خان نے ا
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

جو میں پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ — ورنہ ایک لمحے میں گولہ
چھلنی کر دوں گا — عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

روڈنی نے مجھے آکر کہا تھا کہ ایک بہت بڑے نواب کو یہ
چاہتیں — روڈنی میرا پہلے سے واقف تھا کیونکہ میں اس

کلب میں آتا جا رہا ہوں۔ چونکہ کام ناجائز تھا اس لئے جب را
مجھے ایک لاکھ روپیہ دیا تو میں نے خوشی سے حامی بھری —

کے جانے کے بعد اس نواب کا فون آیا۔ وہ کنفرم کر رہا تھا کہ روڈنی
مجھے کام دیکھے یا نہیں — اور کام کب ہو جائے گا۔ اس نے

ہم صحت نواب بتایا تھا۔ لیکن اب چیکنگ سے معلوم ہوا ہے کہ اس
کے نیچے سیوریج لائن ہے ہی نہیں — اس عمارت کا اپنا سیوریج

ہوگا — اب میں سیوریج رہا تھا کہ میں کیا کروں — کیا اُسے رقم وا
کردوں یا فرضی نقشہ بنا کر دے دوں کہ یا ہرے رسول بخش کے چٹے

آواز سنائی دی اور میں نے دروازہ کھولا تو تم سامنے آ گئے — لطف
خان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

ہوں — روڈنی کو فون کرو اور اُسے یہاں بلاؤ — جو بہانہ
آنے کرو یا۔ لیکن یہ سوچ لو کہ اگر وہ سنٹ کے اندر اندر روڈنی یہاں

پہنچا اور تم نے اُسے کوئی اشارہ کرنے کی کوشش کی تو گولیوں سے
کر دوں گا — ہاں! اگر روڈنی یہاں پہنچ گیا تو تمہاری جان بچ سکتی

— عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

م — ہاں، بلاؤ ہوں — وہ آجائے گا — لطف اللہ خان
کی طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر مینز پر پڑے ہوئے فون کا

اٹھا یا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ عمران ریلو اور
ن کے بالکل قریب موجود تھا۔

یعنی پیش کلب — رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔
روڈنی سے بات کرائیں — میں لطف اللہ خان بول رہا ہوں —

لطف اللہ خان نے تیز تیز لہجے میں کہا۔
دو آواز سن کر میں — دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک

تیسری آواز سیوریج پر سنائی دی۔
روڈنی بول رہا ہوں — کیا بات ہے جناب! — آپ نے کیسے

ہاں ہے — ؟ روڈنی کے لہجے میں حیرت تھی۔
میں نے نقشے منگوائے ہیں اور انہیں چیک کرنے

تاریخ دیکھ کر مجھے بے حد الجھن ہوئی ہے کہ جو عمل شروع آپ نے بتایا
وہاں دو بڑی بڑی عمارتیں ہیں — اب میں نے آپ سے پوچھنا ہے

آپ کو کس عمارت کے سیوریج سسٹم کے بارے میں معلومات مہیا کرنی
ہیں — آپ یہاں آکر میری الجھن حل کر دیں تاکہ میں کام کو آگے بڑھا

سکوں — لطف اللہ خان نے کہا۔
اور ان کے بارے میں معلومات دے دیں — نواب صاحب کی

جو معلومات عمارت ہو گی وہ خود مجھ جائیں گے۔ مجھے تو انہوں نے جو
معلومات بتایا تھا وہ میں نے آپ کو بتا دیا۔ اس سے زیادہ مجھے معلوم

بل کر اے نال سے پکڑا اور پھر اس سے پہلے کہ لطف اللہ خان دیوار
پہنچا، دیوار اور کادوستہ پوری قوت سے اس کی کھوپڑی پر پڑا اور وہ
پہنچتا ہوا سانسے دیوار سے جا ٹکرایا اور ٹکرا کر نیچے گر ہی رہا تھا
ان کی لات گھومی اور لطف اللہ کی کپڑی پر پوری قوت سے پڑی
اللہ خان کے حلق سے ایک اور زرد دار حیرت انگیز نعلی اور اس کا جسم ایک
لمبے تھے پھیلا اور پھر ساکت ہو گیا۔ وہ بہوش ہو چکا تھا۔

عمران تیزی سے مڑا اور اس نے ٹیڈیفون کا ریسیور اٹھایا اور پھر تیزی
انہوں نے انکو اتاری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

لیں۔ انکو آری پلیئر۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے
ہر کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

ہیف آف ملٹری اٹیلی جنس۔ عمران نے بلجے کو انتہائی کڑھت
تہ ہوتے کہا۔

اوہ۔ ایس سر۔ ایس سر۔ آپ ریٹرنے بری طرح گھبراتے ہوئے
ہیں کہا۔

ایک نمبر بتا رہا ہوں۔ تم بتاؤ گے کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے۔
انتہائی حد تک درست پتہ بتانا۔ کیونکہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ عمران

لہذا ہی طرح انتہائی سخت بلجے میں کہا۔
ایس سر۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے روڈنی کا بتایا

کا نمبر دہرایا۔
ایس سر۔ میں چیک کرتا ہوں۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور

لڑان ہونٹ بھیجنے خاموش کھڑا رہا۔

نہیں ہے۔ دوسری طرف سے روڈنی نے جواب دیا اور
نے جلدی سے مارتھتہ ہیں پر ہاتھ رکھ دیا۔

اسے کہو کہ نواب صاحب کا نمبر بتاؤ تاکہ اس سے پوچھا
عمران نے سرگوشیا نہ بلجے میں کہا اور مارتھتہ پس سے ہاتھ اٹھایا۔

اگر ایسی بات ہے تو پھر نواب صاحب کا نمبر بتا دیکھتے
ان سے تفصیل پوچھ لیتا ہوں۔ آپ کے جانے کے بعد نواب

کافون آیا تھا وہ جلدی کر رہے تھے اس لئے میں نے فوری نقشہ چلا
منگوا لئے تھے۔ لطف اللہ خان واقعی انتہائی ذہانت بھی

انفارمیشن بات کر رہا تھا۔
متفیک ہے۔ تم خود ان سے تفصیل پوچھ لو۔ میں نمبر بتا

ہوں۔ دوسری طرف سے روڈنی نے کہا اور اس کے ساتھ
اس نے نمبر بتا دیا۔

مشکر یہ۔ لطف اللہ خان نے کہا اور اسی لمحے عمران نے
بڑھا کر کرڈیل دیا اور لطف اللہ خان کے ہاتھ سے ریسیور لے کر کہا

پرنو وہی رکھ دیا۔
ایک طرف ہٹ کر دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔

کرد۔ عمران نے غرات ہوتے کہا۔
”مگر۔“ لطف اللہ خان نے کچھ کہا چاہی تھا کہ عمران

سائنسنگل ہوتی مال اس کی گردن سے لگادی۔
”اچھا اچھا۔“ لطف اللہ خان نے گھبراتے ہوئے بلجے میں کہا اور

سے سامنے والی دیوار کی طرف بڑھا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے با

”ہیلو سر۔“ چند لمحوں بعد آپریٹر کی آواز سنائی دی۔
 ”یس۔“ عمران نے کہا۔

”پتہ نوٹ کر لیں جناب!۔“ ایک دیو کالونی، کوٹھی نمبر ۱۸ شمارہ
 لے بلاک۔ فون نواب ارشد حسین خان کے نام پر لگا ہوا ہے جناب
 دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا۔

”اچھی طرح چیک کیا ہے۔“ ایک بار پھر چیک کر لو۔ کوئی غلطی ہو
 ہوئی چاہیے۔ ورنہ تم سر دفتر میں بھی اتارے جا سکتے ہو۔“ عمرا
 نے انتہائی کڑخت لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔“ میں دوبارہ چیک کر لیا ہوں جناب!۔ ویسے
 نے پہلے بھی بہت احتیاط سے چیک کیا ہے۔“ دوسری طرف
 آپریٹر نے کہا اور چند لمحوں بعد اس کی آواز دوبارہ سنائی دی اور اس
 دہری نام اور پتہ دوبارہ دہرا دیا۔

”اب یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں کہ اسٹاٹ اپ سیکرٹ۔“ عمرا
 نے کڑخت لہجے میں کہا۔

”اوہ نہیں سر۔“ میں سمجھا ہوں سر۔“ آپریٹر نے جواب دیا
 عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دیا اور پھر اس نے تیزی سے ایکسٹرنل
 نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ایکسٹرنل رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زירו،
 مخصوص آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں۔“ ایک پتہ نوٹ کرو۔“ عمران نے اصل بار
 میں کہا اور ساتھ ہی آپریٹر کا بتایا ہوا پتہ دہرا دیا۔

”یس سر۔ نوٹ کر لیا ہے۔“ بلیک زירו نے موڈ بانہ لہجے میں
 ہ دیتے ہوئے کہا۔

اسفند اور تنویر کو وہاں بھیج دو اور انہیں کہو کہ وہ پیش کرنے والے
 کیپسول اپنے ساتھ لے جائیں۔ ہو سکتا ہے اس کو مہی کی نگہبانی
 رہی ہو۔ اس لئے انہیں پوری طرح ہوشیار رہنا چاہیے۔ اس

فی میں کوئی نواب ارشد حسین رہتا ہے اسے اغوا کر کے دانش منزل
 ہاؤس لیکن اسپتال دے سے۔ سانس سے نہیں سمجھ
 دو۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور بلیک زירו کے ہاں کہنے پر

اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دیا اور پھر تیزی سے روڈ فنی کے بتاتے ہوئے
 نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔“ دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ لہجہ
 نہایت تھا لیکن بولنے والا مقامی تھا۔

میں چیف انجینئر لطف اللہ خان بول رہا ہوں۔ نواب صاحب
 سے بات کرنی ہے۔ مجھے یہ نمبر ڈیجٹل اسپتال کلب کے روڈ فنی نے دیا

ہے۔“ عمران نے اس بار لطف اللہ خان کے لہجے میں بات کرتے
 ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ واقعی کسی بہت بڑے نواب سے
 بات کر رہا ہو۔

”ہالڈ کرو۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر کافی دیر تک خاموشی
 جاری رہی اس کے بعد ایک اور آواز سنائی دی۔

”ہیلو۔ نواب بول رہا ہوں۔“ بولنے والے کا لہجہ بے حد ثقافتانہ
 تھا۔ لہجہ سارے مہتمم کا بولنے والا واقعی کوئی نواب ہی ہے۔

جناب تو اب صاحب! — میں چیف انجینئر لطف اللہ خان بول رہا ہوں — روڈ ٹی نے مجھے جو پتہ دیا تھا اور آپ نے بھی فون پر جلدی کرنے کے لئے کہا تھا اس لئے میں نے فوری طور پر کام شروع دیا۔ لیکن جناب! — اس پتے کے مطابق تو نقشے میں دو عمارتیں ہیں — اب میں انجینئر ہوں کہ آپ کی کس عمارت کے سیوریج کسٹ بائیس میں معلوم کرنا چاہتے ہیں — میں نے روڈ ٹی سے بات کی لیکن روڈ ٹی کو خود معلوم نہیں تھا اس لئے اس نے آپ کا نمبر دیا تو میں آپ سے بات کی — عمران نے جواب دیا۔

ہم نے روڈ ٹی سے کسٹم کر لیا ہے کہ تم نے اس سے بات کی۔ تم دونوں عمارتوں پر کام مکمل کر کے روڈ ٹی تک پہنچا دو۔ ہم تمہارا ڈبل ٹے دیں گے لیکن کام ہر لحاظ سے مکمل ہونا چاہیے۔ خاص طور پر سیوریج کے وہ پائپٹ جو ان عمارتوں کے اندر کھلتے ہیں ان کی پوری تشریح ہو چاہیے۔ سمجھ گئے ہو؟ — دوسری طرف سے اسی بلچے میں کہا گیا کہ نیس سر — ٹھیک ہے جناب! — میں دونوں پر کام کر دینا ہوں

آپ واقعی انصاف پسند ہیں — عمران نے کہا اور دوسری طرف سیوریج رکھ دیا گیا تو عمران نے بھی سیوریج رکھ دیا۔ پھر وہ میز کی طرف بڑھا اس نے وہاں بڑے ہوتے دونوں نقشے اٹھائے چونکہ یہ اصل نقشے تھے بلکہ ان کی نقیوں تھیں اس لئے اس نے میز پر بڑے سگریٹ پیگ کے اوپر موجود لائٹس اٹھا لیا اور ملحقہ دروازے کی طرف بڑھ گیا جس کی ساختہ باہر ہی تھی کہ وہ ہاتھ روم کا دروازہ ہے پھر اس نے اندر جا کر لائٹس کی سے دونوں نقشے جلا کر ان کی راکھ کو ڈھیل میں مہادی اور ہاتھ روم سے باہر

اب سب سے پہلے اس لطف اللہ خان اور اس کے ملازم رسول بخش کا۔ لطف اللہ خان نے رشوت لے کر سرکاری کاغذات کی نقول فراہم کرنے کی شہنشاہی کی تھی اس لئے وہ مجرم تھا لیکن رسول بخش کا کوئی قصور نہ اور اگر وہ لطف اللہ خان کو ہلاک کر دیتا تو ظاہر ہے الزام اس بیچارے بخش پر بھی آسکتا تھا اور اگر وہ لطف اللہ خان کو قاتل کے حوالے کر دیتا تو لازماً یہ بات بھی سامنے آجاتی کہ وہ کس چیز کے بدلے میں معلومات مہیا کر رہا تھا اس لئے دائیں منزل بھی پولیس یا انٹیلی جنس کی نظر میں آسکتی تھی۔ چنانچہ اس نے جبکہ کر لطف اللہ خان کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد لطف اللہ خان کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہوئے تو عمران پیچھے ہٹ گیا اور پھر لطف اللہ خان لے کر راستے ہوئے آنکھیں کھولیں اس کے چہرے پر اس کی بے پناہ تکلیف کے آثار نمایاں تھے اور آنکھوں میں گہری سرنی اتر آتی تھی۔

آنکھ کر بھیڑ جاتی؟ — عمران نے ایک بار پھر رول اوور جیب سے نکالنے ہوئے سنت لیجے میں کہا اور لطف اللہ خان جلدی سے نہرت اٹھ کر بیٹھ گیا بلکہ تیزی سے کھڑا ہو گیا۔

تم نے ایک لاکھ روپے کے بدلے سرکاری راز غیر متعلق آدمی کو ذلت کرنے کی کوشش کی ہے — تمہیں معلوم ہے کہ یہ کتنا بڑا جرم ہے؟ — عمران نے انتہائی سروس لیجے میں کہا۔

سس — سرکاری راز — مم — مم — لطف اللہ خان نے بری طرح گھبراتے ہوئے کہا۔

”ہاں! — یہ مارٹر پلان اور سیوریج پلان سرکاری راز نہیں
عمران نے ہونٹ بیچتے ہوئے کہا۔

”نہن — نہیں۔ یہ تو بنگ ریکارڈ ہے۔ کوئی بھی آدم
سرکاری فیس ادا کر کے اس کی نقل لے سکتا ہے۔ یہ تو اس سیوری
پلان کی سالانہ چیکنگ ہوتی ہے اس لئے میں نے یہ پلان اپنی تو
میں لے لئے تھے۔ یہ سرکاری راز نہیں ہیں“ — لطف
خان نے کانپتے ہوئے بچے میں کہا۔

”اگر یہ سرکاری راز نہیں ہیں تو پھر اس لارڈ نے تمہیں ایک بچہ
کی معرفت ایک لاکھ روپے کیوں دیئے ہیں — وہ دفتر سے

کی نقلیں نہ لے سکتے تھے“ — عمران نے ہونٹ بیچتے ہوئے کہا
”سالانہ چیکنگ کی وجہ سے قانونی طور پر ایک ماہ کے لئے

نقشوں کی نقلیں جاری نہیں کی جاتیں۔ روڈنی نے پہلے دف
سے نقلیں حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن چونکہ ایک ماہ تک

پر پابندی تھی اور روڈنی کو جلدی بھی تھی اور وہ میرا دوست بھی
اس لئے وہ میرے پاس آیا اور ایک لاکھ روپے کی تو اس نے خوا

مجھے آفر کی تھی۔ ورنہ میں اسے ویسے بھی ان کی نقلیں جاری کرنے
کی خصوصی اجازت دے دیتا۔ لطف اللہ خان نے کہا۔

”تم نے بہ حال ضابطہ کے خلاف کام کیا ہے اور اس کے لئے باقاعدہ
رقم بھی لی ہے اس لئے میرے نزدیک یہ بدویانتی ہے۔

میں بدویانت آدمی کو برواشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے کیا یہ بہ
نہیں کر تم جیسے بدویانت آدمی کو گولی مار دی جائے“ — عمران

انہی گرفت بچے میں کہا۔ اس کے چہرے پر کھینٹ سفاکی کے آثار
نور ہو گئے تھے۔

”نہن — تم — معاف کر دو — میرے بچے ابھی چھوٹے ہیں —
معاف کر دو — میں رقم روڈنی کو واپس کر دوں گا — میں آئندہ

میں کوئی کام خلاف ضابطہ نہ کروں گا — تم — مجھے مت مارو۔
لطف اللہ خان نے گھگھکیاتے ہوئے بچے ہونٹے کہا۔

سنو! — رقم روڈنی کو واپس کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ
ایک لاکھ روپے اور اپنی طرف سے ایک لاکھ روپے ملا کر تم نے

آئی بی اسے کوڑھیوں کے علاج کے لئے بنائے گئے ہسپتال کو
ڈانٹ کرنے ہیں — آج ہی — کل میں ہسپتال سے کنفرم کر لوں گا۔

اگر تم نے وہاں دو لاکھ روپے جمع نہ کر لے تو کل تمہارے جسم میں کم از کم
۱۱ لاکھ گولیاں گھس چکی ہوں گی — سمجھ گئے ہو“ — عمران نے

انتہائی گرفت بچے میں کہا۔
”نہن — تم — میں آج ہی جمع کر دوں گا — میں وعدہ کرتا ہوں“

لطف اللہ خان نے فوراً ہی وعدہ کرتے ہوئے کہا۔
اور سنو! — اگر تم نے کسی کو بھی میری یہاں آمد اور ان تمام باتوں

لے متعلق کچھ بتایا تو تب بھی تمہارا یہی حشر ہوگا — عمران نے اسی
نیت بچے میں کہا۔

”نہن — میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا — میں وعدہ کرتا ہوں“ —
لطف اللہ خان نے ایک بار پھر وعدہ کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی

وہاں تا بازو بجلی کی سی تیزی سے ایک بار پھر گھوما اور اس کی انگلی کا

مٹا ہوا ہیک پوری قوت سے لطف اللہ خان کی کپٹی پر ایک
 پڑا اور وہ مہری طرح چنچا ہوا ایک بار پھر زمین پر گر کر چند لمحوں
 لئے تڑپا اور پھر بہوش ہو گیا۔
 ”یہ تمہاری بے ضابطگی کی معمولی سی سزا ہے“ — عمران
 بڑبڑاتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی سردار احمد جان نے جو مقامی میک اپ
 ہیں تمنا ہاتھ بڑھا کر رسیورا اٹھالیا۔
 ”نیں — اس نے سرو بلجے میں کہا۔
 کے۔ دن بول رہا ہوں — آپ کے لئے میرے پاس اہم خبریں
 ہیں — دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔
 کیسی خبریں —“ سردار احمد جان نے بری طرح چونکتے ہوئے
 پوچھا۔

ڈیرجمنٹیشن کلب کے مالک روڈنی کو اس کے دفتر میں گولی مار کر
 مار کر دیا گیا ہے اور فائل کا کوئی پتہ نہیں چلا — روڈنی کی لاش
 سے معلوم ہوا ہے کہ پہلے اس پر کافی تشدد کیا گیا ہے — اس کے
 ماتھے کی دوسری اطلاع بھی ہے کہ نواب ارشد حسین جو ہمارا ماں
 فاجی کوٹھی سے غائب ہو چکا ہے، اس کے تمام ملازم کوٹھی میں بہوش

بڑے ہوتے پائے گئے ہیں۔ ان کے مطابق وہ اچانک بیہوش
جب کہ کوٹھی کے اندر کوئی آیا بھی نہ تھا۔ دوسری طرف
کہا گیا۔

”اوہ — ویری بیڈ — کس نے ایسا کیا ہوگا — اور کیوں
سردار احمد جان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے نواب ارشد حسین کے ذمے آپ والا مشن یعنی
سروس کے ہیڈ کوارٹر کے نیچے موجود سیوریج لائن کا لفٹ اور لٹھ
حاصل کرنے کا کام لگایا ہوا تھا اور نواب ارشد حسین نے کہا تھا کہ وہ
آسانی سے کرا سکتا ہے کیونکہ اس کا یہاں کے مکھن میں خاصا
سورج ہے۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ روڈ ٹی بھی اسی کا ہی
ہے۔ اصل عامر سہیل کو بھی روڈ ٹی کی ہی تحویل میں رکھا گیا
عامر سہیل والا سارا کام ہی نواب ارشد حسین کے ذریعے ہی کرایا گیا
وہ انتہائی بار سورج اور با اثر آدمی ہے اس لئے آج تک اس پر
کو شک نہیں ہو سکا تھا کہ وہ یہاں جمارا مین ایجنٹ ہے۔ لیکن
اُسے اچانک اغوا کر لیا گیا ہے اور روڈ ٹی کو بھی ہلاک کر دیا گیا۔
کے دن نے کہا۔

”نواب ارشد حسین ایس۔ ون کے بارے میں کتنا کچھ جانتا ہے۔
سردار احمد جان نے ہنٹ چلاتے ہوئے کہا۔

”ایس۔ ون کے بارے میں وہ کچھ بھی نہیں جانتا۔ وہ تو
ایجنٹ تھا اور براہ راست میں اُسے ٹیل کرنا تھا۔ عامر سہیل دا
بھی میں نے ہی اسے دیا تھا اور وہ کام اس نے انتہائی ذمہ داری۔

اور ویسے بھی وہ آج تک پہلے کبھی ٹریس نہیں ہو سکا۔ پہلی بار
ہے اور مجھے یقین ہے کہ ایسا مقامی سیکرٹ سروس نے ہی کیا
— کے دن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ان کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو روڈ ٹی اور اس نواب
بن کے بارے میں کوئی ٹی ویل گیا ہے اور وہ فوری طور پر حرکت
اگتی۔ یہ تو اچھا ہوا کہ وہ زیادہ سے زیادہ نواب ارشد حسین سے
معلوم کر سکیں گے کہ وہ کہ جی۔ بی کے لئے کام کر رہے۔ ایس۔ ون
میں انہیں معلوم نہ ہو سکے گا۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ آئی۔ ایم
کے۔ دن! — کی ایس۔ ون کی وجہ سے تمہارا اہم آدمی ٹریس ہو گیا
نہ جان کے ہونٹ پھینکتے ہوئے کہا۔

نوٹی بات نہیں۔ مجھے ایسے تمام ایجنٹوں کی کبھی پرواہ نہیں رہی۔
نارم کے بدلے ایسے اور کئی ایجنٹ پیدا کئے جاسکتے ہیں۔ میں نے
اپنے کال کیلے کہ آپ خود سیکرٹ سروس سے پتہ کر رہیں۔ اسے اگر
کا معمولی سا کلید بھی مل گیا تو یہ قیامت بن کر آپ پر ٹوٹ پڑے گی۔
ان کے کہا اور سردار احمد جان نے شکریہ کہہ کر ریسورٹ ٹیل پر
دیا۔

پیشن تو میرے لئے مصیبت بن کر رہ گیا ہے۔ کسی طرح مل ہی
نے میں نہیں آ رہا۔ ریسورٹ رکھ کر سردار احمد جان نے غصیلے لہجے
اور بڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی پیشانی پر اس طرح شکنیں اُبھرتی تھیں
ہاں کی پیشانی کسی گراموفون ریکارڈ کا ایک حصہ ہو۔ آنکھوں سے
ایجنٹ کے قدم اُٹریاں تھیں۔

وہ کرسی سے اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا۔ کافی دیر تک وہ طرح ٹہلتا رہا۔ پھر تیزی سے دوبارہ میز کی طرف بڑھا۔ اس کا ہاتھ ہاتھ کر وہ کسی خاص نتیجے پر پہنچ گیا ہے۔ اس نے جلدیۓ اٹھایا اور پھر تیزی سے منبر خاں کے لئے شروع کر دیتے۔

’ایس۔ وی ہیڈ کوارٹر‘ رالپہ قائم ہونے سے ہی ایک سنائی دی۔

’ایس۔ وی تھری پولی ربا ہوں کھولتی‘ سردار احمد جان تیز اور حکمانہ لہجے میں کہا۔

’اوہ۔ ایس ہاس‘ دوسری طرف سے اس طرح چونکتے لہجے میں کہا گیا جیسے ایس۔ وی تھری کی طرف سے یہاں فون کئے، پراسے شدید حیرت ہو۔

’تمام میز کو الٹ کر دو۔ میں خود ہیڈ کوارٹر آ رہا ہوں۔ اب نئی لائن آف ایکشن پر کام کرنا ہے‘ سردار احمد جان۔

پہلے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لیسور رکھا اور پھر تیزی نے میز کی دروازہ کھولی اس میں سے ایک چھوٹا سا جلدیہ ساخت کا فرکٹوئی کا ڈرائیو بیرو باہر نکال لیا۔ دوسرے لمحے اس نے اس کا بیڑ کر دیا اور ڈرائیو سے سیٹی کی مخصوص آواز نکلنے لگی۔

’ہیلو۔ ہیلو۔ ایس۔ وی تھری کا لنگ ربا نی۔ اور‘ احمد جان نے تیز لہجے میں بار بار کال دینی شروع کر دی۔

’ایس ہاس!۔ ربا نی اٹنڈنگ یو۔ اور‘ چند لمحوں ڈرائیو سے ربا نی کی آواز سنائی دی۔

ربا نی!۔ میں نے نئی لائن آف ایکشن تیار کی ہے۔ تم ایسا کر کے فوراً ایس۔ وی تھری ہیڈ کوارٹر پہنچ جاؤ۔ میں نے گروپ ٹانگ کی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم جی اس میٹنگ میں شامل رہو۔ تاکہ کام صحیح معنوں میں آگے بڑھایا جاسکے۔ اور‘ سردار احمد جان نے کہا۔

’ایس ہاس!۔ پاس کو ڈیٹا دیں۔ اور‘ دوسری طرف سے ربا نی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’پاس کو ڈیٹا دیں۔ وی تھری۔ فوراً پہنچو۔ اور اینڈ آف‘ سردار احمد جان نے کہا اور ڈرائیو آف کر کے اس نے اسے دوبارہ دروازے میں رکھا اور پھر دروازہ بند کر کے وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سیاہ رنگ کی کار ڈرائیو کرتا ہوا دارالحکومت کی مختلف سڑکوں پر آگے بڑھا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک لائونی میں داخل ہوتی اور پھر اس نے کار ایک کومنی کے گیٹ کے سامنے موڑ کر روک دی اور مخصوص انداز میں تین بار مارن بجایا۔ دوسرے لمحے سائیڈ پھاٹک کھلا اور مقامی نوجوان باہر آ گیا۔

’ایس۔ وی تھری‘ سردار احمد جان نے کار کی کھڑکی سے سر اٹھاتے ہوئے کہا اور نوجوان سر ہلٹا ہوا تیزی سے مڑا اور سائیڈ پھاٹک میں غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھلا اور سردار احمد جان اندر لے گیا۔

یہ ایک بہت وسیع و عریض کومنی تھی۔ لائن کو کراس کرتا ہوا وہ کار اپنی میں لے گیا۔ برآمدے میں دس بیسے توکنے مقامی افراد کھڑے تھے۔

ان کے کھڑے ہونے کا انداز بار بار تھا کہ وہ ترمیم یافتہ اور فیصلہ کے آؤ
 ہیں سردار احمد جان کے نیچے اترتے ہی ان میں سے ایک تیزی
 برکت سے کی سیڑھیاں اترتے ہوئے اس کی طرف آیا۔
 "آئیے باس!۔ ہم سب آپ کے ہی منتظر تھے۔" اس آ
 نے سردار احمد جان کے قریب جا کر مودبانہ انداز میں کہا۔
 "تھینک یو نکولائی!۔ میں نے ربانی کو بھی کال کیا ہے۔
 گیٹ پر موجود آدمی کو کہہ دو۔ پاس کو ڈالیں دی۔ تھری ہی ہے
 سردار احمد جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "یس باس"۔ نکولائی نے کہا اور اس نے وہیں سے اونچی آوا
 میں پچھلک کے قریب کھڑے اس مقامی نوجوان کو ہدایت دینی شروع
 کر دیں جس نے سردار احمد جان کے لئے پچھلک کھولا تھا۔
 تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک بڑے ہال نما کمرے میں ایک بڑی
 میز کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک کرسی خالی پڑی ہوئی تھی۔
 "باس!۔ ہم تو یہاں آکر بے کار بیٹھے بیٹھے تنگ آگئے ہیں
 شکر ہے آپ کو ہمارا خیال تو آیا"۔ سردار احمد جان کے س
 بیٹھے ہوئے نکولائی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "تمہیں کام کے لئے ہی میں نے روسیہ سے کال کیا تھا۔ نا
 بٹھانے کے لئے تو نہیں بلایا تھا۔ میں دراصل چاہتا تھا کہ مشن
 بارے میں بنیادی معلومات حاصل ہو جائیں تو تمہیں ایجنس میں لے آ
 سردار احمد جان نے جواب دیتے ہوئے کہا اور نکولائی نے سر ہلادیا۔
 کے باقی نو ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ربانی اندر داخل ہوا۔ اس کے
 جسم پر نیلے رنگ کا سوٹ تھا۔
 "اور ربانی بیٹھو۔ تمہارا ہی انتظار تھا"۔ سردار احمد جان نے
 ربانی سے مخاطب ہو کر کہا اور ربانی سر ہلاتا ہوا سردار احمد جان کے ساتھ
 پڑی ہوئی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اب سردار احمد جان کے ایک طرف
 نکولائی تھا اور دوسری طرف ربانی تھا۔
 سب سے پہلے میں مختصر طور پر تمہیں اس مشن کا پس منظر بتا دوں کیونکہ
 تمہیں اس بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ یہاں صرف ربانی اور
 اس کا گروپ ہی کام کرتا رہا ہے"۔ سردار احمد جان نے کہا اور پھر
 اس نے شروع سے لے کر اب تک کے حالات مختصر طور پر بتا دیئے جن
 میں کے جی۔ بی کے مقامی ایجنٹ نواب ارشد خان کے اغوا اور اس
 کے آدمی روڈنی کی ہلاکت بھی شامل تھی۔
 "اوہ باس!۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے
 خلاف حرکت میں آچکی ہے"۔ ربانی نے چونک کر کہا۔
 ہمارے خلاف نہیں۔ کے جی۔ بی کے خلاف۔ نواب ارشد
 حسین کے ذمہ جو کام لگایا گیا تھا وہ یہاں کے جی۔ بی ایجنٹوں کے مقامی
 چیف کے ذمہ لیتے لگایا گیا تھا۔ نواب ارشد حسین ہمارے متعلق
 کچھ نہیں جانتا۔ پہلے حاکم سہیل والا کام بھی کے جی۔ بی کے ذمہ لیتے
 ہی روڈنی سے کرا گیا تھا۔ اس لئے اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ان
 سے کچھ معلوم بھی ہوگا تو صرف کے جی۔ بی کے متعلق ہی معلوم ہو سکے
 گے۔ جی۔ بی اپنے مسائل سے نمٹنا جانتی ہے"۔ سردار

احمد جان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”باس! آپ نے کسی نئی لائن آف ایجنٹ کی بات کی تھی؟“
نکولائی جواب تک خاموش بیٹھا تھا بول پڑا۔

’ہاں! — اور اسی لئے میں نے یہ میٹنگ کال کی ہے۔ میں اب اس مشن سے تنگ آ گیا ہوں۔ شروع شروع میں میں تیز اور مسلسل کامیابیاں حاصل ہوتی رہیں۔ لیکن پھر اچانک سب کچھ ختم ہو گیا۔ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران اچانک اس طرح غائب ہو گئے ہیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ — عمران بھی غائب ہے۔ صرف ہمارے سامنے وہ عمارت ہے جسے ہم سیکرٹ سروس کا بیڈ کوڈ نام سمجھ رہے ہیں لیکن اس کے اندر جس قسم کے حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں اس کے مطابق تو ہم اس کے اندر داخل نہیں ہو سکتے۔ اس لئے میں نے اس کے اندر داخل ہونے کا نیا پلان بنایا تھا کہ اس عمارت کے نیچے موجود سرکاری سیوریج لائن کا نقشہ اور اس کی تفصیلات اگر ہمیں مل جائیں تو ہم آسانی سے بغیر طور پر اس کے اندر داخل ہو سکتے ہیں کیونکہ حفاظتی آلات باہر سے آنے والوں کو پیش نظر رکھ کر نصب کئے جاتے ہیں۔ گٹر لائن پوائنٹ کا تو انہیں خیال تک نہ ہوگا لیکن اب کے۔ جی۔ بی کے ایجنٹوں کی بلاکسٹ اور ان کی گرفتاری سے یہ مسئلہ بھی ختم ہو گیا ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے انہیں کوئی ایسا کلیو مل گیا ہوگا کہ یہ لوگ کیا کام کر رہے ہیں اور اگر نہ بھی ملا ہوگا تو انہوں نے روڈ ٹی اور اس نواب ارشد حسین سے پوچھ لیا ہوگا۔ مسئلہ تو جیسے بھی ہوا بہر حال اب ختم ہو گیا لیکن اب میں اس سارے مشن سے واقعی تنگ آ گیا ہوں اس لئے میں نے یہ میٹنگ کال کی ہے

مذہن میں ایک نئی لائن آف ایجنٹ آئی ہے لیکن یہ لائن آف ایسی ہے کہ جس کا نتیجہ دونوں صورتوں میں نکل سکتا ہے یا تو ہم بیٹھ کے لئے ختم ہو جائیں گے۔ یا پھر ہم اپنا مشن چند روز میں مکمل کر لیں گے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اس پر عمل شروع کرنے میں آپ سب سے اسے باقاعدہ ڈسکس کر لیا جائے۔“
احمد جان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔
فرمائیں — نکولائی نے کہا۔

میرے ذہن میں لائن آف ایجنٹ یہی ہے کہ عمران کے فیٹھ پر دو جاؤں اور بس وقت تک وہیں رہوں جب تک عمران وہاں نہ جائے۔ اور تم لوگ فیٹھ سے باہر موجود رہو۔ جیسے ہی مشن دوں تم اور پر آ جاؤ اور پھر اس عمران کو وہاں سے اغوا کر کے لے آ جاؤ۔ اس کے بعد اس کی ایک ایک بڑی توڑ کر اس سے تم کیا جائے کہ کیا واقعی وہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ہے اگر وہی ایسا ہے تو پھر اس سے سیکرٹ سروس کے سارے ممبران کو ماس تک کال کر کے اکٹھے کیا جائے اور اس کے بعد اس عمارت کو بٹ بٹوں سے اڑا دیا جائے۔ اس طرح سیکرٹ سروس کا بوجھ نکلے گا۔ رہ گیا ہیڈ کوارٹر، تو اس عمران سے اس کے حفاظتی انتظامات معلوم کر کے اس پر آسانی سے قبضہ کیا جاسکتا ہے اس سے اپنے مطلب کی فائل حاصل کرنے کے بعد اس عمارت کو ٹائما میٹ سے اڑا دیا جائے اور آخر میں اس عمران کو بھی ہلاک کر دیا جائے۔ اس طرح ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا۔“ سردار

پہاڑیں پڑے رہے ہیں۔ آپ خود کیوں جاتے ہیں۔ ہمیں اس کا پتہ اور حلیہ بتادیں۔ ہم اسے اٹھا کر یہاں لے آئیں گے۔ اس بار ربانی کے بولنے سے پہلے ہی نکولائی بول پڑا۔

تھیک ہے۔ بس ایسے ہی ہوگا۔ جو بھی نتیجہ نکلے بہر حال اب ایسے ہی ہوگا۔ یہ میرا فیصلہ ہے۔ روسیہ والے بھی خواہ مخواہ اس سے لڑتے ہیں اور شاید انہوں نے اسی لئے یہاں کے مقامی ایجنٹوں کے ذمہ یہ کام نہیں لگایا کہ سیکرٹ سروس مقامی ایجنٹوں کے بارے میں واقف ہوگی۔ ربانی بولو۔ کیا تمہیں میرے فیصلے سے کوئی اختلاف ہے؟ سردار احمد جان نے اسی طرح سخت جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

جب آپ نے فیصلہ کر لیا ہے ہاں! تو پھر اختلاف کرنا تو حرم ہے۔ پہلے آپ مشورہ لے رہے تھے اس لئے میں نے بات کو ردی معنیٰ ربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

گڈ۔ تو سنو! عمران کو اغوا کرنے کا کام اب نکولائی اور اس کا گروپ کرے گا۔ تم اپنے گروپ کے ساتھ اس کی نگرانی کرو گے کسی بھی لمحے انہیں کوئی خطرہ درپیش ہو تو تم نے ان کی مدد کرنی ہے میں اپنی رہائش گاہ میں رہوں گا تاکہ کسی کو میرے متعلق علم نہ ہو سکے۔ جب عمران یہاں سٹیڈ کوآرڈر میں پہنچ جائے تو پھر مجھے اطلاع کرنا۔ عمران سے پوچھ لہجے میں خود کروں گا۔ ربانی! تم نکولائی کو عمران کا حلیہ بھی بتاؤ گے اور اس کا فلیٹ بھی دکھاؤ گے۔ سردار احمد جان نے تیزی سے فیصلے کرتے ہوئے کہا۔

تو کیا آپ خود اس کے فلیٹ میں نہ جائیں گے جیسا کہ آپ پہلے کہہ رہے

احمد جان نے اپنی نئی لائن آف ایکشن کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"ہاں! جب آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ عمران انتہا آدمی ہے تو آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ اس قدر آسانی سے قابو میں آسکا۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ربانی نے انتہائی لہجے میں کہا۔

اس کے بارے میں اسی شاہدین کا سن کر تو ایسے وی اب غراب ہو رہی ہے۔ ہم ذہنی طور پر اس سے خوفزدہ ہو چکے یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے تحفظ کے چکر میں پڑ گئے ہیں اور سن میں ناکامی ہمیں بل رہی ہے جب کہ آج سے پہلے کبھی ایسے وی ایس کے چکر میں نہیں پڑی۔ ہمیں تیز اور ڈائریکٹ ایکشن کرنا چاہیے۔ سردار احمد جان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

ہاں! اگر یہ سارا کام اس طرح ہو سکتا تو روسیہ یہ کام آسا یہاں موجود کے جی۔ بی کے ایجنٹوں سے بھی کر لیتا۔ اُسے ایسا آپ اور ایم کو سامنے لانے کی کیا ضرورت معنیٰ ربانی نے تلخ لہجے میں تو پھر کیا کیا جائے۔ اسی طرح احمقوں کی طرح ان کے دوڑتے رہیں اور ناکام ہوتے رہیں۔ یا پھر چیف کے سامنے نا اعلان کر کے واپس چلے جائیں۔ سردار احمد جان نے انتہائی جھوٹے لہجے میں میز پر ٹک مارتے ہوئے کہا۔

"ہاں! آپ کی لائن آف ایکشن درست ہے۔ ایک آدمی کرنا اور پھر اس پر تشدد کر کے اس سے کچھ اگلا لیتا کونسا بڑا مسکہ۔ چلبے وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو۔ آپ پہلے بھی خواہ مخواہ نگرانی

تھے۔۔۔۔۔ ربانی نے حیران ہو کر کہا۔

”ہنیں۔۔۔ میں نے ارادہ بدل دیا ہے۔ جب مقصد اُسے انکار کرے تو پھر میں سلسلے کیوں آؤں۔۔۔ اس کے فلیٹ کی نگرانی کرو۔ کبھی نہ کبھی تو بہر حال وہ فلیٹ میں آئے گا ہی سہی۔۔۔ سردار احمد جان نے کہا اور ربانی اور نکولائی لے اشیاء میں سر بلا دیتے۔

”خفیک ہے ہاں!۔۔۔ آپ کیوں سلسلے آتے ہیں۔۔۔ ایک آؤ گا کو انخواہی کرنا ہے۔۔۔ ہو جائے گا۔۔۔ نکولائی نے کہا اور سردار احمد جان اٹھ کھڑا ہوا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات موجود تھے جیسے اس نے اب صحیح لائن آف انکیشن تلاش کر لی ہو۔

اب تم ربانی سے عمران اور اس کے فلیٹ کے بارے میں معلومات کو اور باقی تفصیلات بھی خود ہی طے کر لینا۔۔۔ مجھے بس اتنی اطلاع چاہیے کہ عمران یہاں پہنچ گیا ہے اور اس کی نگرانی نہیں کی جا رہی۔۔۔ سردار احمد جان نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا

اسے جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا، بلیک زیرو کرسی سے

ہوا۔ کیا کرسی میں کھٹسل ہیں جو تم بار بار اٹھ کر کھڑے ہو جاتے؟ عمران نے جان بوجھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا حالانکہ وہ بلیک زیرو احترام اٹھ کر کھڑا ہوتا ہے۔

آپ کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہوتا ہوں۔۔۔ بلیک زیرو نے دستے جواب دیا۔

ٹان بہی کام نہ شروع کر دوں کہ دروازے سے باہر گیا اور تم بیٹھ اندر آیا اٹھ کھڑے ہوتے۔ پھر باہر گیا تو تم پھر بیٹھ گئے مجھے دو چار سو دفعہ چکر تو ضرور لگانے پڑیں گے لیکن جو زلف ما سے بھی دو چار سو ڈنڈ پورے ہو جاتیں گے۔۔۔ عمران نے دستے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

آپ ہی تمک جائیں گے دروازے سے آتے اور جاتے
 نہیں ٹھنوں گا۔ بلیک زیرو نے بھی کرسی پر بیٹھے ہوئے
 دیا اور عمران مسکرایا۔

نواب ارشد حسین کا کیا ہوا۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا
 وہ کے جی۔ بی کا ایجنٹ ہے۔۔۔ صرف رقم وصول کرنے کا
 عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

کے جی۔ بی کا ایجنٹ۔۔۔ اوہ آپ کے ہاتھ کیسے لگ گ
 بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا کیونکہ اُسے تو برسوں
 کا علم نہ تھا۔ اُسے تو صرف اتنا معلوم تھا کہ ٹائیگر کی ٹرانسپورٹ
 صحیح اور اس کے عمران کو بتایا تھا کہ کسی بدکش روڈنی کے

عامر سہیل ہے اور عمران زیرو میک آپ کر کے چلا گیا تھا۔ پھر
 کال آئی کہ نواب ارشد حسین کو اعزاز کر کے والٹس منزل پہنچا دیا
 اور عمران یہاں آتے ہی نواب ارشد حسین کے پاس چلا گیا تھا۔
 اتنا حیران ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔ ایسے ایجنٹوں کو

اہمیت نہیں ہوتی۔۔۔ یہ سچ پاور زعام کاموں کے لئے متعام
 پالتی ہیں۔ انہیں بھاری رقم دیتی ہیں۔ لیکن انہیں کوئی
 نہیں ہوتیں۔ نواب ارشد حسین بھی ایسا ہی ایجنٹ ہے۔
 روڈنی بھی اس کا آدمی تھا۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے

تھا کہ مطلب ہے وہ ختم ہو چکا ہے۔۔۔ بلیک
 چوک کر کہا۔

میں نے ٹائیگر کو وارچ ٹرانسپورٹ پر ہدایات دے دی تھیں۔

ارشد حسین کے متعلق تفصیلات معلوم کر کے اس کا خاتمہ کر دے کیونکہ
 اس نواب ارشد سے فری ملنا چاہتا تھا اور مجھے یقین ہے کہ ٹائیگر
 بہ نام اپنا کام مکمل کر لیا ہوگا اس لئے میں نے "تھا" کا صیغہ
 لیا ہے۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے وضاحت کی۔

آپ مجھے تفصیل تو بتائیں۔۔۔ آپ تو گئے تھے روڈنی کے پاس
 میان میں یہ نواب ارشد حسین کیسے ٹپک پڑا۔۔۔ بلیک زیرو
 بکراتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے اُسے ساری بات بتادی۔

ایسا مطلب!۔۔۔ وہ چیف انجنیئر والٹس منزل کے سیدریج سسٹم کو
 گرا دیا تھا۔ مگر یہاں تو سرکاری سیدریج سسٹم موجود ہی نہیں ہے
 ہائیوٹھ ارشد حسین ہے۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے بلجے
 کہا۔

آئی لئے تو پراویٹھ ارشد حسین کیا گیا تھا کیونکہ کسی بھی عمارت میں داخلے
 کے سب سے آسان راستہ یہی سیدریج سسٹم ہی ہوتا ہے۔ بہر حال
 ہارشد حسین نے صرف اتنا بتایا ہے کہ اُسے یہ کام چیف نے دیا تھا
 اہ نے اسے روڈنی کے ذمہ لگا دیا۔۔۔ اور چیف کے بارے میں

صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ فون پر اُسے کام دیتا ہے اور کام ہو جانے
 کے بعد اس کے اکاؤنٹ میں خود بخود بھاری رقم جمع ہو جاتی ہے۔ اور
 کے بارے میں اُسے صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ کے جی۔ بی کا مقابلی
 ہے۔ اس سے زیادہ اُسے کچھ معلوم نہیں۔۔۔ عمران نے کہا۔

اسکا ہے وہ چھپا ہوا ہو۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنٹ چاتے ہوئے کہا۔
 یہی بات سوچ کر میں نے اس کی روح سے پوچھ گچھ کرنے کی کوشش

ٹرانس میٹر آن کر دیا۔

ہیلو — ہیلو — رائٹور کالنگ پرنس۔ اور " — افضل رائٹور
کی آواز ٹرانس میٹر سے نکل رہی تھی۔

پرنس — پرنس آف ڈھپ انڈنگ یو — کال کوئی سن تو نہیں
اور " — عمران نے کہا۔

اوه نہیں جناب! — میں نے پہلے ہی خیال رکھا ہے۔ اور " —
دوسری طرف سے کہا گیا۔

کے جی بی کے مقامی چیف نے نواب ارشد خان کے ذمے ایک خصوصی
لام لگایا تھا جو اس نے ڈی جی کے پیش کلب کے دو ٹی کے ذریعے نکل کر لے
لی کہشش کی — نواب ارشد حسین صرف آتا تاکہ اسے کہ اسے یہ
لام کے جی بی کے چیف نے دیا تھا — تم نے یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ
لام کے جی بی کے مقامی چیف کو کس پارٹی نے دیا تھا اور اس پارٹی کے
ہے میں اگر کوئی تفصیلات مل سکیں تو زیادہ بہتر ہے۔ اور " —
عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

لام کیا تھا۔ اور " — دوسری طرف سے افضل رائٹور نے پوچھا۔
اب عمارت کے نیچے سرکاری سیوریج سسٹم کے نقشے کی تفصیلات
حاصل کرنی تھیں۔ اور " — عمران نے جواب دیا۔

اور کئے — میں معلوم کر کے آپ کو کال کرتا ہوں۔ اور " — دوسری
ہٹ سے کہا گیا۔

پوری ہوشیاری سے کام کرنا — دوسری پارٹی سے متعلق جس قدر
لہجہ معلومات حاصل ہو سکیں اچھا ہے۔ اور " — عمران نے کہا۔

کی کہ چلو رُوح تو جھوٹ نہ بولے گی لیکن رُوح صاحبہ جسم سے نکل
غائب ہو گئی اور مجھے بے نیل و مرام دلپس آنا پڑا " — عمران
منہ بناتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو سمجھ گیا کہ تشدد کے دوران نواب
ہلاک ہو چکا ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ اس بار کے جی بی ہمارے خلاف کام
ہے " — بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ہاں! — لگتا تو ایسا ہی ہے۔ بہر حال معلوم ہو جائے گا
عمران نے مبہم سے لہجے میں کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے ریسوریا
پھر تیزی سے فبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

ڈائل کلب " — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک
سنائی دی۔

احسان علی خان بول رہا ہوں — اسٹنٹ مینجر افضل
بات کر اتیں " — عمران نے قدرے تمکنا لہجے میں کہا۔

" پرنس سر — ہوا لائن کریں " — دوسری طرف سے اس کا
لہجے میں کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک اور آواز ریسوریا پر ابھری۔

" ہیلو — افضل رائٹور بول رہا ہوں " — بولنے والے کے
حیرت تھی شاید وہ احسان علی خان کو نہ پہچانتا تھا۔

پرنس آف ڈھپ — ٹرانس میٹر ہر بات کرو " — عمران
لہجے میں کہا اور ریسوریا رکھ کر اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانس میٹر پر اپنی مخصوص

ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ بلیک زیرو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔
تھوڑی دیر بعد ٹرانس میٹر سے کال آگئی اور عمران نے ہاتھ بڑھا

ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ لیکن جواب کل ہی دے سکو اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "اوس کے۔ ٹرانسمیٹر پر جی بٹ کرنا۔۔۔ اور اینڈ اسٹال"۔۔۔
 نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

یہ کہ جی بی بی کا ایجنٹ ہے"۔۔۔ ٹرانسمیٹر آف ہوتے
 بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"منہیں۔۔۔ البتہ یہ ایک ایسے آدمی کو جانتا ہے جو کہ جی بی بی
 مقامی ہیڈ کوارٹر میں کسی اہم پوسٹ پر ہے اور ایک خاص قسم کی ش
 کلبے حد رسیا ہے۔۔۔ اب یہ رات کو اس سے ملے گا اور اسے
 شراب کافی مقدار میں پلانے گا اور پھر جب وہ آدمی نشے میں آوے
 تو پھر اس سے ساری باتیں معلوم کر لے گا۔۔۔ اس آدمی کو پتہ
 چلے گا کہ وہ کیا کیا بات چکھا ہے اور افضل راہنم کو معاوضے میں پ
 آف ڈھمپ سے بجاری رقم مل جائے گی"۔۔۔ عمران نے
 ہوتے کہا۔

"اوہ۔۔۔ اگر ایسی بات ہے تو اس خاص آدمی کو ہمیں نظر میں
 چاہیے تاکہ یہاں موجود کے جی بی بی کے ایجنٹوں کی سرگرمیاں جہا
 میں رہیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

کیا ضرورت ہے خواہ مخواہ کی سردردی کی۔۔۔ یہ لوگ صف
 قسم کی معلومات حاصل کر کے اپنے اپنے ملکوں کو بھیجتے ہیں اور
 ایسے ایجنٹ ہر ملک میں رکھتی ہیں"۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر ک
 آٹھ کھڑا ہوا۔

آپ کہاں چل دیئے"۔۔۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔
 میں اب فلیٹ پر جا رہا ہوں۔۔۔ تم نواب ارشد حسین کی لاش برقی
 مٹی میں ڈال دینا"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

نہیں آپ کے فلیٹ میں بھی تو ڈکٹا فون موجود ہو سکتا ہے یا ہو سکتا
 بن کر فلیٹ کی نگرانی بھی ہو رہی ہو"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا کیونکہ جب
 سے سفدر کے فلیٹ سے ڈکٹا فون ملا تھا عمران فلیٹ پر واپس نہ گیا تھا۔
 اس لئے تو جا رہا ہوں کہ یہ بلی چربے والا کھیل ختم تو ہو۔۔۔ جو بھی
 وگام از کم سامنے تو آجائے گا"۔۔۔ عمران نے مسکرتے ہوئے جواب دیا
 تو آپ ان لوگوں کو سامنے لے آنے کے لئے اپنے آپ کو چارے
 لے اور پر استعمال کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ پھر میں ممبرز کی ڈیوٹی نہ لگا دوں
 پ کے فلیٹ کی نگرانی کے لئے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کرسی سے
 نشتہ ہوئے کہا۔

ہو سکتا ہے ایسا نہ ہو اور میں تو آرام سے فلیٹ میں بیٹھا سواتا رہوں
 اور وہ چارے ساری رات نگرانی کرتے رہ جائیں۔۔۔ اور اگر کچھ ہوگا
 بھی سہی تو تم فکر نہ کرو میں اکیلہ ہی سنبھال لوں گا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے
 دئے کہا اور تیزی سے ڈرائیونگ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ اپنے چہرے
 موجود میک اپ صاف کر دے۔ گو فلیٹ پر جانے کی بات کرتے ہوئے
 ان کے ذہن میں نگرانی والی بات نہ تھی لیکن بلیک زیرو کے بات
 رنے پر اس کے ذہن میں فوراً ہی یہ سیکم بن گئی کہ وہ خود کو سامنے لے
 نے تاکہ اگر واقعی کوئی تنظیم ان کے خلاف کام کر رہی ہو تو کم از کم اس
 اکیڈر تو ملے گا جی۔۔۔ چنانچہ اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ میک اپ

صاف کر کے اپنی ہی کار میں فلیٹ پر جانے لگا۔ اس کار میں جس کے کے نیچے سے برآمد ہونے والے سپیشل اینڈ کیٹر کے بعد اس نے اپنے استعمال نہ کیا تھا اور دانش منزل کے گیارہ میں بند کر دیا تھا۔

مفتوحی ویر بعد اس کی کار دانش منزل سے نکل کر اپنے فلیٹ طرف بڑھنے لگی۔ عمران کی نظریں بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں وہ چیک چاہتا تھا کہ کہیں دانش منزل کی نگرانی تو نہیں ہو رہی کیونکہ بہر حال یہ بات تو سامنے پہنچی تھی کہ دانش منزل کے خلاف کوئی پارٹی کام کر رہے جس نے پہلے اندر چنگک مشین پہنچائی اور اب اس کے سیوریج ڈاک کو چیک کر رہی تھی لیکن فلیٹ تک پہنچ جانے کے باوجود اسے کوئی کار نظر نہ آئی۔ اس نے کار فلیٹ کے نیچے بنے ہوئے گیارہ میں سنا اور پھر وہ میٹرھیاں چرھٹا ہوا اور پہنچ گیا۔ دروازے کو تالا لگا ہوا اس کا مطلب تھا کہ سلیمان کہیں گیا ہوا ہے۔ عمران نے مخصوص رخصت سے چالی نکالی اور پھر تالا کھول کر وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا اس کو سے کوئی غبارہ سالنکھوایا۔ عمران کا ہاتھ تیزی سے ناک کی طرف بڑھتا تھا کہ بکھینٹ سے کے ذہن میں ایک دھماکا سا ہوا اور اس کے ساتھ اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبا جلا گیا پھر جیسے تاریکی آہستہ آہستہ چھٹتا اس طرح اس کے ذہن پر موجود تاریکی کی دبیز تہہ ہلکی پڑنے لگ گ اور آہستہ آہستہ تاریکی کی جگہ روشنی نے لیننی شروع کر دی اور اس ساتھ ہی اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں۔ چند لمحوں تک تو ذہن خالی خالی سا رہا پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور پیدا ہوا گیا اور اس ساتھ ہی اس نے اپنے آپ کو ایک بڑے سے کمرے کے درمیان

ملن کے ساتھ بندھے ہوئے کھڑے دیکھا۔ اسے لوہے کی زنجیر کے مانند ستون سے جکڑا گیا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ بھی ستون کی تقبلی رک کر کے اس کی کلائیوں میں پھنکڑی ڈالی گئی تھی۔ اس کے جسم کے زنجیر اس طرح بندھی ہوئی تھی کہ گردن کے نچلے حصے سے لے کر دل تک وہ اس طرح جکڑا ہوا تھا کہ جسم کو معمولی سی حرکت بھی نہ سے سکتا تھا صرف اس کا سر اور گردن حرکت کر سکتی تھی مگر سے میں ہی کم کا کوئی سامان نہ تھا اور نہ ہی دہاں کوئی آدمی تھا اس کے سامنے اب دروازہ تھا جو بند تھا۔ عمران کے لبوں پر بے اختیار سکراٹ رنگ گئی۔ جواب کسی مخالفت کی شکل کو نظر آئے گی۔ خواجواہ کا اسرار لکھا کرتا تھا انہوں نے۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے سب سے پہلے اپنی آنکھوں کو حرکت دے کر اپنی کلائیوں میں پڑی ہوئی کلپ پھنکڑی کھولنے کی کوشش شروع کر دی۔ چند لمحوں کی کوشش کے بعد کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی پھنکڑی کھل گئی۔ عمران نے پھنکڑی نیچے نہ کرنے دی اور اسے ایک ہاتھ سے ہڈیا کیونکہ اگر پھنکڑی نیچے گر جاتی تو پھر سامنے سے نہ سہی مگر سائڈ سے بہر حال نظر جاتی۔ گو اس کی کھلتیاں تو آزاد ہو چکی تھیں لیکن پورے بازو زبیر سے آزاد نہ ہو سکتے تھے کیونکہ بازوؤں کے گرد بھی زنجیریں موجود تھیں اس نے اب مذاں چاکر کے سر سے اوپر ستون کے ساتھ بندھی ہوئی زنجیر نوز سے دیکھنا شروع کر دیا پھر اس نے نیچے اپنے قدموں میں پڑی ہوئی زنجیر کو دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے لبوں پر سکراٹ رنگ گئی۔ یونہی اب اسے زنجیر کے بندھے ہوئے کا پورا سہم معلوم ہو گیا تھا اس

انہاں اس کا مطلب تھا کہ اوپر موجود کُنڈا دباؤ پڑنے کی وجہ سے
 سے زیادہ کھل چکا ہے اور اب باقی کھل جانا کوئی مشکل کام نہ تھا
 ایک زوردار جھٹکے کی ضرورت تھی اور اس کے بعد ساری زنجیر
 ٹرائی ہوتی نیچے فرش پر آگرتی۔ زنجیر میں یہی خاصیت تھی جبکہ
 کہ بل اتنی آسانی سے نہ کھلتے تھے۔ اس لیے ہونٹ بیسیج کر آخری جھٹکا
 پشہ کا ارادہ کیا ہی تھا تاکہ زنجیر کی گرفت سے آزاد ہو سکے کہ اچانک
 اڑہ ایک جھٹکے سے کھلا اور عمران چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے
 اور سرے ملے اس نے کھلے دروازے سے تین آدمیوں کو اندر آتے
 سنے دیکھا۔ ایک آگے تھا جبکہ دوسرا اس کے عقب میں تھے۔ ان تینوں
 انداز جارحانہ تھا۔ گودہ تینوں ہی مقامی تھے لیکن عمران دُور سے ہی
 ہلان گیا تھا کہ ان تینوں کے چہروں پر میک آپ ہے۔ آگے والا خالی
 قدم تھا جب کہ عقب میں موجود دونوں آدمیوں کے ہاتھوں میں مشین گن
 دبی ہوئی تھیں۔

تو یہ ہے علی عمران۔ پاکتیا سیکرٹ سروں کا وہ مشہور زانہ سیکرٹ
 ایجنٹ۔ جس کا نام پوری دنیا میں دہشت بنا ہوا ہے۔ سب
 آگے والے نے فراتے ہوئے بلبے میں کہا۔ وہ بڑے مغز سے عمران کو
 بچھو رہا تھا لیکن اس کی آواز نہ تھی ہی عمران کے ذہن میں ایک جھٹکا سا
 ہوا اور دوسرے لمحے وہ پہچان گیا کہ یہ بولنے والا سردار احمد جان ہے وہی
 سردار احمد جان جو اپنے باپ کی بیماری کی کال ملنے پر اچانک آزاد علاقے
 پہنچ چلا گیا تھا اور جو عمران سے مدد حاصل کرنے آیا تھا۔ گودہ اپنے طور
 پر آواز بدل کر بات کر رہا تھا لیکن ظاہر ہے عمران جیسے شخص کے سامنے

نے جیک کر لیا تھا کہ پہلے نیچے ستون کے گرد زنجیر لگا کر اسے آپس
 منسک کر دیا گیا تھا اور یہ رابطہ یقیناً ایک کڑے کے ذریعے ہی ہوا
 اور پھر زنجیر کو اس کے جسم کے گرد لپیٹ کر اوپر لے جا کر ایک بار پھر
 کے گرد لگا کر اس کے سر پر موجود کڑے کو زنجیر کی کڑی میں
 دیا گیا تھا اس طرح زنجیر پائل ٹائٹ ہو گئی تھی اور اس کا بندہ
 جسم معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکتا تھا لیکن عمران جانتا تھا کہ اس
 سسٹم میں سب سے کمزور پوائنٹ وہی کڑا ہوا ہے جو زنجیر کا
 میں ڈالا جاتا ہے اگر اس پر پورا دباؤ پڑ جائے تو وہ کھل بھی سکتا۔
 چنانچہ اس نے اس پر دباؤ ڈالنے کا آغاز کر دیا۔ سب سے پہلے تو
 نے اپنے جسم کو نیچے کی طرف میٹھا۔ پہلے پھل تو وہ کامیاب نہ ہوا
 بار بار اور مسلسل کوشش کرنے سے اس کے سر کے اوپر جا کر ستون
 گرد گھسوی ہوتی زنجیر تھوڑی سی نیچے کھسک آئی اور عمران سیدھا
 زنجیر کے نیچے ہوئے سے اس زنجیر کی سختی ختم ہو گئی اب وہ ڈھیلا
 گئی تھی۔ عمران نے اب جسم کو آگے کی طرف زور ڈال کر دبانے
 کوشش شروع کر دی۔ وہ مسلسل کوشش کرتا رہا سانس روک کر
 جسم کو میٹھا اور پھر یکھلت سانس چھوڑ کر جسم کو پوری قوت سے بھٹا
 آگے کی طرف دباؤ ڈالا۔ اس کا جسم مسلسل زور لگانے سے پسینے
 شرابور ہو گیا لیکن اس کا یہ فائدہ ہوا کہ اب زنجیر خاصی ڈھیلی پڑ
 تھی۔ وہ چار بار مزید کوشش کرنے کے بعد جب اسے ملکی سی کھٹک
 کی آواز اپنے سر کے اوپر سنی دی تو اس کے لبوں پر بے اخت
 آسودہ سیا مسکراہٹ تیر گئی کیونکہ وہ اس آواز کا مطلب اچھی

اس کی ہر کوشش بے سود تھی۔

نیس ہاں! — یہی علی عمران ہے؟ — پیچھے آنے والوں سے ایک نے کہا اور اس کے بولنے پر یہی عمران سمجھ گیا کہ یہ آدمی تو ہے۔ گو اس نے سفائی بلبے میں انگریزی بولنے کی کوشش کی تھی وہ اپنا مصنوعی لہجہ پوری طرح نہ بدل سکا تھا۔

کمال ہے۔ میں نے تو سنا تھا کہ پہاڑوں پر رہنے والوں کو حافظہ بے حد تیز ہوتی ہے۔ لیکن تم تو اتنی جلدی سہا میوں گئے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب! — کیا کہنا چاہتے ہو تم؟ — سب سے والے نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

تمہیں آخر اس طرح اپنے آپ کو چھپانے کی کیا ضرورت تھی؟ احمد جان! — تم ایک طاقتور اور باعزت قبیلے کے سربراہ ہو۔ عمران نے منہ نہلتے ہوئے کہا اور وہ آدمی بے اختیار اچھل پڑا۔

اوه — اوه — تو تم مجھے سردار احمد جان سمجھ رہے ہو۔ اس کے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

اگر تم اپنے آپ کو نہیں سمجھتے تو ٹھیک ہے۔ مجھے کیا ہو سکتا ہے۔ سردار سکندر جان کو حکومت پاکیشیا کی طرف سے سردار نامزد کر دیا جائے گا۔ ورنہ اب تک تو حکومت یہی سوچ رہی تھی؟ فعال اور پاکیشیا نواز آدمی ہو اس لئے سردار سکندر جان کی بجائے تمہیں سردار نامزد کر دیا جائے۔ لیکن بہر حال تمہاری مرضی! —

لے منہ نہالتے ہوئے کہا۔

تم کے سردار بناتے ہو اور کسے نہیں۔ اس سے مجھے کوئی مطلب نہ اور نہ ہی میں سردار احمد جان ہوں اور نہ مجھے بننے کی ضرورت سمجھے۔ میں نے تمہیں اغوا کر کے یہاں اس لئے لٹوایا ہے کہ تم سیکرٹ سروس کے عمران اور سیکرٹ سروس کے سبڈ کوارٹر کے بارے میں پوری تفصیلات بتا سکو۔ بولو۔ کیا تم ویسے ہی بتا دو گے یا باقاعدہ تشدد کیا جائے؟ سامنے والے نے غزاقہ مورتے لہجے بات کرتے ہوئے کہا اور عمران تو بقیہ مارا کر ہنس پڑا۔

بہت خوب۔ مجھے اندازہ نہ تھا کہ روسیایہ حکام اب اس قدر براہ جو چلے ہیں کہ انہوں نے تم جیسے احمق کو پاکیشیا بھجوا دیا ہے۔ رانا خیال ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کا سبڈ کوارٹر تمہیں کسی گھوٹی کی دکان پر پڑا مل جائے گا۔ تم جاؤ اور جا کر اپنے قبیلے کی سرداری کرو۔ عمران نے انتہائی طنز پر لہجے میں کہا۔

یہ واقعی ڈھیٹ آدمی ہے۔ جاؤ اور تیزاب والی پتھاری لے آؤ۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ کتنی دیر تک خاموش رہتا ہے؟ سامنے والے نے مڑ کر اپنے پیچھے کھڑے دونوں ساتھیوں میں سے ایک سے مخاطب ہو کر کہا۔

نیس ہاں! — اس آدمی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔

تیزاب کی پتھاری! — اوه! ویری بیڈ۔ میں سمجھا تھا کہ تم جسمانی تشدد کرو گے۔ عمران کے چہرے پر سیکھنت انتہائی خوف کے تاثرات ابھرتے اور اس کے ساتھ ہی سامنے والے کے فانتھانہ قبیلے سے کمرہ

گونج اٹھا۔

ارے اس قدر زدل ہو۔ کمال ہے۔ یہ ضروری تو نہیں کہ میں پہلے ہی تمہاری آنکھوں پر پچکاری مارتا۔ پہلے تمہارے کے دوسرے حصوں پر بھی ماری جاسکتی تھی۔ سامنے والے ہنستے ہوئے کہا۔

ارے باپ رے۔ آنکھوں پر تیزاب کی پچکاری۔ اوہ ماقی عمران واقعی انتہائی حد تک خوفناک نظر آنے لگ گیا تھا۔ تو پھر پچکاری آنے سے پہلے سب کچھ بتا دو۔ میرا وعدہ ہے تمہاری جان بخش دی جلتے گی۔ سامنے والے نے اسی طرح اتنا زہم کہا۔

میں سب کچھ بتا سکتا ہوں لیکن میری بھی ایک شرط ہے۔ تم اپنا تفصیلی تعارف کراؤ۔ اور یہ بھی بتا دو کہ تم سیکرٹ سر دس ممبران اور ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کیوں جانا چاہتے ہو۔ عم نے اسی طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

وعدہ کرتے ہوئے۔ سامنے والے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا، ہاں وعدہ۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

توسنو۔ میرا تعلق ردیہ کی ایک خفیہ ایجنسی ایس۔ وی سے ہے جو کے۔ جی۔ بی کے چیف کے تحت ہی کام کرتی ہے۔ میرا نام ایس۔ وی تھری ہے اور یہ میرے ساتھی بھی اسی ایجنسی سے متعلق ہیں ہماری ایجنسی کے ذمے پاکٹ سیکرٹ سروں کے ممبران اور سیکرٹ سروں کے ہیڈ کوارٹر کو ٹرین کرنے کا کام لگایا گیا ہے تاکہ ہم یہ معلومات حکام

لیکن۔ ایس۔ وی تھری نے کہا۔

رڈیابی حکام ان معلومات کا اچار ڈالیں گے۔ یا مرتبہ۔ ہا نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔ کیا مطلب! کیا تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔ ایس۔ وی تھری انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

مرت آتا تا دو ایس۔ وی تھری صاحب!۔ کہ اصل سردار جان کہاں ہے۔ اور تمہیں کیا ضرورت تھی پہلے سردار احمد جان بن بیٹا آنے کی اور سیکرٹ سروں کو آزاد علاقے میں لے جانے پر آمادہ ہ کی۔ بحیثیت ایس۔ وی ایجنٹ بھی تم یہاں کام کر سکتے تھے اب کر رہے ہو۔ عمران نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔

وہ کے۔ جی۔ بی کی پلاننگ تھی اور یہ پلاننگ ایک آدمی ایم نے کی تھی پلاننگ کے تحت کام واقعی تیزی سے کامیابی کی طرف بڑھنے لگا۔ یہ ایک ایجنٹ کیپٹن شکیل کو ٹرین کیا گیا۔ دوسری طرف سردار جان کی طرف سے بھی ایک خصوصی خط تمہارے فیلڈ تک پہنچایا گیا۔

لیکن لے وہ کارڈ اپنے ساتھی مصدق کوٹے دیا۔ اس طرح مدھی سامنے آ گیا اور پھر ایک ایک کر کے دوسرے ساتھی بھی سامنے آ گئے۔ ان سب کے فلیٹس میں خصوصی ڈکٹا فونز نصب کر دیے گئے۔ تمہارے ذریعے ہیڈ کوارٹر بھی سامنے آ گیا لیکن تمہاری باتوں پر یہ اندازہ ہو گیا کہ تم بحیثیت سیکرٹ سروں چیف ٹیم کو آزاد علاقے نہیں بھیجا چاہتے۔ چنانچہ میں نے چیف سے بات کی اور ایم ایس بلا لیا گیا۔ مجھے آزاد کر دیا گیا۔ میں چونکہ بحیثیت سردار احمد جان

تمہارے سامنے تھا اور مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ تم نے میری کوٹھی میرا ڈکنا فروغ نصب کرنے کی ہدایت دی میں اس لئے میں ایک فرخ اپنے نام کروا کر انظر اور اپس چلا گیا لیکن واپسی پر یہ حیرت انگیز ہوا کہ سیرٹ سرکس اچانک اپنے فلیش سے غائب ہو چکی تھی میں نے براہ راست انکشن کی پلاننگ کی اور اس کے نتیجے میں تم سامنے بے بس کھڑے ہو۔۔۔ ایس۔ وی تھری نے تفصیل بتا دیا تھا کہ جس انداز میں بے بس ہوا کھڑا ہے اس کی یہاں سے رہائی کا تقاضا نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اب اسے یہ تو معلوم نہ تھا کہ عمران ان کی آہٹ پہلے ہی اپنا کام دکھا چکا تھا۔

وہ اصل سردار احمد جان کہاں ہے؟۔۔۔ عمران نے کہا "وہ وہیں ہوگا اپنے گھر۔۔۔ اپنے باپ کی تیمارداری کر رہا ہے" ایس۔ وی تھری نے منہ نہلاتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب!۔۔۔ کیا اسے ان سب باتوں کا علم نہیں کیسے ہو سکتا ہے۔ تم نے اس کی یہاں پاکیشا والی کوٹھی استعمال کیا کے خاص آدمیوں نے یہاں تمہیں ڈیل کیا۔۔۔ اُسے کیسے علم خیر عمران نے اس بار حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

وہ دوسرا آتا جا رہا ہے اور اتفاق سے میرا گہرا دوست لیکن اُسے میرے متعلق یہ علم نہیں ہے کہ میں کیا ہوں۔۔۔ باقی یہاں کوٹھی اور اس کے آدمیوں والی بات۔۔۔ تو کیا تم اس۔۔۔ اپنی طرح احمق سمجھتے ہو کہ وہ اس طرح پلاننگ کرے گی۔ اس

میں کی لاشیں تو کہیں گٹرروں میں گل سڑ چکی ہوں گی۔ یہاں سب اپنے آدمی ہیں۔۔۔ بہر حال اب میں نے تمہاری شرط پوری کر لی ہے اس لئے اب تم وعدہ کے مطابق مجھے تفصیلات بتاؤ۔ لیکن بات سوچ لو کہ تم نے اگر جھوٹ بولا تو تمہارا حشر عبرتناک ہو گا۔۔۔

ایس۔ وی تھری نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

باہل باؤ دوں گا۔ تم فکر نہ کرو۔۔۔ لیکن پہلے ایک سائڈ مکمل ہائے۔۔۔ تم نے بتایا نہیں کہ ان معلومات کا دوسرا چار ڈالے۔ یا مرثیہ۔۔۔ یا آخر وہ ان معلومات کا کرے گا کیا؟۔۔۔ عمران نے کہا۔

مجھے نہیں معلوم۔۔۔ کوئی نہ کوئی مقصد تو بہر حال ہو گا ہی۔۔۔

ایس۔ وی تھری نے منہ نہلاتے ہوئے کہا۔

ان کا مطلب ہے کہ تم مجھے بھی مجبور کر رہے ہو کہ میں بھی کچھ نہ اؤں۔۔۔ عمران نے منہ نہلاتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب!۔۔۔ ایس۔ وی تھری نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

مرثیہ سیاف!۔۔۔ تم ابھی دو ذہنی طور پر ایک معصوم نیچے ہو۔ نہیں اجماعی اپنی ماں کی گود میں بیٹھ کر ٹیڈوں ٹیڈوں کرنا چاہیے۔ تم ان سیرٹ انجینئری کے پیکر میں آ چھنے ہو۔۔۔ تمہارا کیا خیال ہے مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ تم لوگ کیوں یہ ساری بھاگ دوڑ کر رہے ہو؟ ان نے انتہائی طنز یہ لہجے میں کہا اور ایس۔ وی تھری کی آنکھیں عمران کی بات سن کر حیرت سے کانوں تک پھیلی جلی گئیں۔ اس کے اچھے کھڑے لہجے اس کے دونوں ساتھی بھی عمران کی بات پر بے حد حیران نظر آ رہے

میں لے کر اس کا سرا عمران کی طرف کرتے ہوئے سخت بلجے میں
 عمران کے چہرے پر ایک بار پھر خوف کے آثار ابھرتے۔

منویاف! — مجھے قتل کر دینے سے پاکیشیا سیکرٹ سروس پر
 اثر نہیں پڑے گا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم میرے ساتھ تعاون
 میں تمہارے ساتھ تعاون کروں گا اور اس تعاون میں تمہیں ہی
 ہوگا۔ — عمران نے قدر سے خوفزدہ سے بلجے میں کہا۔

یسا تعاون؟ — منویاف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
 تم مجھے صرف اتنا مادہ کروسیاہ کا اس سارے مشن میں اصل مقصد
 ہے۔ یہ بات میں ملنے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ کروسیاہ کو
 بدعات چاہئیں تھیں اس لئے اس نے اتنا لمبا چوڑا کھڑا گھبلا یا
 — عمران نے سپاٹ بلجے میں کہا۔

ار میں بتاؤں تو تم کیا تعاون کرو گے؟ — منویاف نے چند لمحے
 مارنے کے بعد کہا۔

میں تمہارا وہ مشن مکمل کرا سکتا ہوں اگر اس کا تعلق دار الحکومت سے
 — عمران نے جواب دیا۔

یاقہم اس بات کا کوئی ثبوت دے سکتے ہو کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے
 نہیں ہو۔ — اور سیکرٹ سروس کا چیف تمہاری بات بھی مانتا

ہے۔ — منویاف نے ایک بار پھر چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔
 ان میں کا نام نہ خصوصاً ضرور ہوں لیکن وہ انتہائی اصول پسند آدمی

ہیں لے کر کوئی اصولی بات ہوتی تو وہ ضرور مان لے گا۔ — ورنہ
 — عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

کا سیکرٹس اور سمجھ لیا وہ عمارت میری ذاتی ملکیت ہے۔ اگر تم
 تمہارے ساتھ چل کر اس عمارت کا ایک ایک چپہ متہیں اور تمہارا
 ساتھیوں کو دکھا سکتا ہوں — وہاں میں نے اپنی ذاتی ریل
 خاصے سائنسی حفاظتی اقدامات تجربے کے طور پر کر رکھے ہیں۔
 ہے کہ میری کار کے بپر کے نیچے لگاتے ہوئے تمہارے سپیشل
 کی کار کوئی اس عمارت میں داخل ہوتے ہی زبرد ہو گئی —
 حشر تمہاری اس چیکنگ مشین کا ہوا۔ — جہاں تک سیکرٹ سروس
 عمران کا تعلق ہے میں انہیں جانا ضرور ہوں اور ان کی رائٹنگ
 کو بھی جانا ہوں لیکن سیکرٹ سروس کے چیف نے اچانک ان
 میک آپ میں متبادل رائٹنگ گا ہوں پر مجھوایا ہے۔ اس لئے
 میں اور کس میک آپ میں ہیں — یہ بات چیف ہی جانتا ہے
 عمران نے اس بار سنجیدہ بلجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”مطلب ہے کہ تم کچھ نہیں جانتے — اوسکے — اچھو
 جاتا ہے۔ — سیاف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور تیز
 اپنے اس ساتھی کی طرف مڑا جس کے ہاتھ میں تیزاب سے بھری
 تھی۔ ریلو اور اس نے دوبارہ جیب میں ڈال لیا تھا۔

”یہ مجھے دو — میں دیکھتا ہوں یہ کیسے نہیں بتا —“
 نے اپنے ساتھی سے کہا اور اس کے ساتھی نے جلدی سے ہاتھ

ہوتی تصویر نماز کی پیکاری سیاف کے ہاتھ میں پکڑا دی۔
 ”ہاں! — اب بولو — میں تمہیں صرف ایک منٹ دو گنگا

بعد تمہارا کیا حشر ہوگا یہ تم بہتر جانتے ہو۔ — سیاف نے

”کیا وہ تمہارے حوالے کوئی ایسی نائل کر سکتا ہے جو سید کو ارد
موجود ہو؟“ سیاف نے کہا۔

”نائل — کیسی نائل — کچھ اس کی تفصیل بتاؤ گے تو پتہ چلے
عمران نے چونک کر پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھرتی تھی۔
”ٹرپل زیرو — ٹرپل ون ریڈ نائل — اس کا کوڈ نام ہے“
نے جواب دیا۔

”ٹرپل زیرو — ٹرپل ون ریڈ نائل — تو تمہیں صرف یہ نائل
بس — یا کچھ اور بھی چاہیے تمہیں“ — عمران نے سر ہلاتے
”اگر یہ نائل مل جائے تو میں باقی مشن چھوڑ دوں گا — ورنہ
مشن میں پوری سیکرٹ سروس اور اس کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی بھو
تھی“ — سیاف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اصل نائل چاہیے یا اس کی کاپی“ — ؟ عمران نے چہ
خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”اصل نائل“ — سیاف نے کہا۔

”ٹھیک ہے — مجھے آزاد کر دو۔ نائل تمہیں مل جائے گی۔
میرا وعدہ رہا“ — عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہ
”ہنیں — نائل ملنے سے پہلے تم آزاد نہیں ہو سکتے“ —
نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”اور کے — فون لے آؤ — میں ایک نمبر بتاتا ہوں۔ وہ ڈائل
میں بات کرتا ہوں سیکرٹ سروس کے چیف سے“ — عمران
نمبر بتانے کی ضرورت نہیں ہے — ہمیں معلوم ہے“ —

نے مارتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مڑ کر اس آدمی کو فون لانے کے
لے لیا۔ جھپکپھاری لے آیا تھا اور وہ آدمی تیزی سے واپس مڑ کر کمرے
میں باہر چلا گیا۔ عمران خاموش کھڑا رہا تھا۔

چند لمحوں بعد وہ آدمی وائرلیس فون پر بس لے آیا۔ سیاف نے اسے
پہچاننے کے لیے اس سے فون پر بس لیا اور پھر اس کے مختلف نمبر پر بس
لگاتے لگاتے فون پر بس بندھے ہوئے عمران کے چہرے کے قریب کر دیا۔
”یکسٹرو“ — دوبارہ کھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف سے ریسپور
انہاں لگیا تھا۔

عمران بول رہا ہوں جناب! — میری زندگی اس وقت شدید
خطرہ میں ہے اور میں یقینی موت کے خطرے میں ہے جیسا کہ
ہوا ہے۔ کیا آپ ایک نائل دے کر میری زندگی بچا سکتے ہیں۔
وہاں نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

”کس نائل کی بات کر رہے ہو؟“ — دوسری طرف سے سرد
لہجے میں پوچھا گیا۔

”ایک نائل ہے۔ ٹرپل زیرو۔ ٹرپل ون ریڈ نائل“ — عمران نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کے دینی ہے نائل“ — ؟ اسی طرح سپاٹ لہجے میں پوچھا گیا۔
”رؤسیا والوں کو چاہیے۔ پلیز۔ آپ یہ نائل بھجوادیں۔ میری
زندگی بچ جائے گی۔ میرا وعدہ کہ میں رؤسیا جاکر یہ نائل وہاں سے
مائل کر کے آپ کو واپس کر دوں گا۔“ آخر میں نے پاکٹ سیکرٹ
سروس کے لئے بے حد کلام کیا ہے۔ کیا آپ ایک نائل کے لئے

— چہ سیانہ نے شیطانی انداز میں سحر کرتے ہوئے کہا۔
 بہر حال پاکیشیا سے باہر نہ جلا کے گی — یہ بات طے سمجھو؟
 نے بڑے حتیٰ لجبے میں جواب دیا تو سیانہ بے اختیار چونک پڑا۔
 ہ۔۔۔ اوہ! اب میں سمجھ گیا کہ تمہارے چہینے نے اتنی آسانی سے
 اپنے ریکوں رضامندی ظاہر کر دی ہے تاکہ تمہاری رہائی کے بعد وہ
 ن کر کے فائل کو پاکیشیا سے باہر نہ جلنے دے گا۔ لیکن سید عمران
 ان فائل کے ساتھ پاکیشیا سے باہر جانا ہوگا۔ — اگر فائل کو روکنے
 میں کی گئی تو ہم ہمیں گولیوں سے اڑا دیں گے۔ — سیانہ نے
 یہ سنا کہا اور عمران بے اختیار سسکا دیا۔

ٹھیک ہے — مجھے کوئی اعتراض نہیں رہیں واپسی کا خرچہ فے
 میں کمزور آدمی ہوں۔ پیدل واپس نہ آسکوں گا۔ — عمران
 کہتے ہوئے کہا۔

باس! — اس فائل کو دیتے ہوئے یہ ہمیں ٹریس کرنے کی کوشش
 یں۔ — جو سمجھے کٹھے ہوتے ایک آدمی نے جس کے ہاتھ میں مشین گن
 اپنی بار بولتے ہوئے کہا۔

نہیں نکلائی — میں نے سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے۔ آؤ
 ساتھ — میں تمہیں تفصیل بتاؤں — اس عمران کو ہمیں
 مارنے دو۔ — سیانہ نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔
 کے دونوں ساتھیوں نے ایک نظر ان زنجیروں کی طرف دیکھا جن سے
 ن بندھا ہوا کھڑا تھا اور پھر مطمئن انداز میں سیانہ کے پیچھے چل پڑے
 لہوں بعد کر کے کا دروازہ دوسری طرف سے بند ہو گیا اور عمران کے

میری حیاں گنوا دیں گے۔ — عمران نے رو دینے والے لجبے میں کہا
 کہاں پہنچانی ہے فائل۔ — دوسری طرف سے چند لمحہ
 خاموشی کے بعد پوچھا گیا۔

اسے کہو کہ روز کارڈن کے کیفے کے کاؤنٹر پر وہ فائل ہے کر۔
 فائل سردار صاحب کو پہنچا دی جاتے۔ وہ مجھ تک پہنچ جاتے
 جیسے ہی فائل مجھ تک پہنچے گی۔ میں نہیں رہا کر دوں گا۔ — سیانہ
 جلدی سے فون کے ماٹھ پوس والے حصے پر ہاتھ رکھتے ہوئے عمران
 کہا اور عمران کے اثبات میں سر ملانے پر اس نے ہاتھ ہٹایا اور عمران۔
 سیانہ والی بات دہرا دی۔

ٹھیک ہے۔ — ایک گھنٹے بعد پہنچ جاتے گی۔ — دوسری
 سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ سیانہ نے بھی ٹیلیفون
 آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے ساتھ ساتھ حیرت کے تاثر
 نمایاں تھے جیسے اسے اس بات پر یقین نہ آ رہا ہو کہ فائل واقعی اسے
 جانے گی۔

کیا واقعی تمہارا چہین فائل ہے دیکھا۔ — مجھے تو یقین نہیں آ رہا
 سیانہ نے آخر کار یہ بات کہہ ہی ڈالی اور عمران سسکا دیا۔

چہین جانتا ہے کہ عمران کی زندگی فائل سے زیادہ کارآمد ہے۔
 فائل کا کیا ہے، تم زیادہ سے زیادہ اسے روسیاء کے حکام تک پہنچا دو
 وہاں سے دوبارہ بھی تو حاصل کی جا سکتی ہے۔ — لیکن میری گئی
 زندگی واپس نہیں آ سکتی۔ — عمران نے سسکرتے ہوئے جواب دیا
 اور اگر فائل ملنے کے بعد میں نے تمہیں رہا کرنے کی بجائے مار ڈ

یوں برہے اختیار سکڑا بیترگتی۔ وہ کچھ دیر تک تو اسی طرح تھے
 کھڑا رہا، تاکہ اس کمرے سے دُور چلے جائیں اور پھر جب اسے لفظ
 کہ وہ دُور چلے گئے ہوں گے تو اس نے اپنے جسم کو پوری قوت
 کی طرف جھٹکنے دینے شروع کر دیتے۔ مسلسل تین چار بار جھٹکے دینے
 ایک بار پھر کھٹاک کی آواز اس کے سر کے اوپر ستون سے بندھی ہو
 سے سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی تیر کھڑکھڑاہٹ کے ساتھ زنجیر
 جسم کے گرد سے کھلتی ہوئی ڈھیر کی صورت میں نیچے اس کے قدموں
 جاگری اور وہ آزاد ہو گیا۔ کھپ جھٹکڑی ابھی اس کے ہاتھ میں تھی اور
 اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے اس
 جھٹکڑی باتوں میں ہی ہنستا رہی تھی۔ ستون سے آگے بڑھنے
 بعد اس نے جھٹکڑی نیچے زمین پر رکھی اور پھر اپنے لباس کی تلاش
 شروع کر دی۔ لیکن عالم جنبیوں سمیت خاص جیب بھی خالی تھی
 سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو آہستہ سے
 تو دروازہ کھل گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ باہر سے بند تھا اور ظاہر
 عمران تو ان کے نزدیک زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اس لئے دروازے کا
 سے بند کئے جانے کی ضرورت نہ تھی۔ دروازے سے باہر ایک راہ راہ
 جو خالی پڑی ہوئی تھی۔ عمران احنیاظ سے باہر آگیا۔ راہ راہی ایک طرف
 بند تھی جب کہ دوسری طرف سے اس کا اقسام ایک برآمدے میں
 تھا۔ اسی لمحے اسے گاڑیوں کے چلنے کی آوازیں سنائی دیں تو وہ تیز
 دیوار کی سائڈ پر چلتا ہوا برآمدے کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے سرا
 کر جھانکا تو اس کے ہونٹ پھینچ گئے کیونکہ برآمدہ تو خالی تھا البتہ وسیع

یاب آدمی چھانک بند کرنے میں مصروف تھا۔ عمران تیزی سے برآمدے
 در پھر ایک سائڈ پر بیٹے ہوئے ستون کے پیچھے چھپ کر کھڑا ہو گیا۔
 پان اٹھ سبھی نہ تھا اور اُسے ابھی یہ بھی معلوم نہ تھا کہ اندر غارت
 کوئی موجود ہے یا نہیں۔ ادھر چھانک بند کرنے والا ابھی اب سڑ
 سے کی طرف ہی آ رہا تھا اس کے کاذ سے سے مشین گن لٹکی ہوئی
 لئے عمران کو دونوں طرف سے ایک وقت محتاط ہونا پڑ رہا تھا۔
 ت کے اندر چھانی ہوئی خاموشی تباہی تھی کہ اس وقت غارت
 آدمی موجود نہیں ہے اس لئے عمران نے چھانک بند کر کے واپس
 الے پر چھپنے کا فیصلہ کر لیا۔ پھر جیسے ہی وہ آدمی ستون کی آڑ سے
 اس راہ راہی کی طرف بڑھنے لگا جس میں وہ کمرہ تھا جہاں عمران کو
 یا تھا۔ عمران اچانک بھوکے عقاب کی طرح اس پر چھپا اور دوسرے
 آدمی اس طرح پھرتا پھرتا ہوا عمران کے سینے سے آگے جیسے عقاب
 اتورہتوں میں کوئی کبوتر پھرتا پھرتا ہے۔ عمران نے اس کی گردن کے
 وجود بازو کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور اس کے ساتھ ہی اس آدمی
 پڑا ہوا جسم سلیمت ساکت ہو گیا اور اس کی گردن ایک سائڈ پر ڈھلک
 وہ عمران کے بازوؤں میں بیہوش ہو چکا تھا۔

نے آئی۔ کم از کم سر — عمران نے دروازے میں رگ کر اس
 نہایت اچھی کر پوچھا جیسے طالب علم کلاس میں داخل ہوتے وقت اُستاد سے
 پتے ہیں۔

پس — کم از کم — سر سلطان نے بھی اُستاد جیسے رعب دار لہجے
 میں کہا اور عمران سمجھے جوئے انداز میں آگے بڑھا آیا۔

آپ نے مجھے یاد فرمایا ہے سر — ویلے کیا مجھے معافی نہیں مل سکتی سر
 میرے والد صاحب جگہ تو آپ سے بھی زیادہ سخت مزاج ہیں — میں وعدہ
 کرتا ہوں سر کہ آئندہ کسی لڑکی کو چھوڑنے سے پہلے ادھر ادھر دیکھ لیا کرونگا۔
 وہ ان نے بڑے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔
 تو تم اب لڑکیوں کو چھوڑنے بھی لگ گئے ہو — اس کا مطلب
 ہے کہ اب تمہارا بندوبست کرنا ہی پڑے گا — سر سلطان نے ہنستے
 ہوئے کہا۔

سر — اُستاد تو ہم جیسے طالب علموں کے لئے نمونہ ہوتے ہیں اور آپ
 تو پاپیل ہیں — آپ تو سر اعلیٰ نمونہ ہوتے۔ اس لئے سر واقعی مجھ سے
 غلطی ہو سکتی ہے۔ — مجھے بالکل اس طرح چھیڑا جاسیے تھا جس طرح آپ
 پوچھتے تھے۔ — اس بار معاف کر دیں آئندہ بزرگانہ انداز میں چھیڑا کروں
 گا۔ — عمران نے اسی طرح سہمے ہوئے اور موڈ بانہ لہجے میں کہا اور
 سلطان بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے مسلسل کام کرنے کی وجہ سے ان
 نے ذہن پر جو دواؤں کا ساتھ دیا تھا وہ عمران کی ان حرکتوں کی وجہ سے کسر و در ہو گیا
 تھا اور انہیں یوں غصوں میں مبتلا کیا جیسے وہ ذہنی طور پر فریضہ ہو گئے ہوں۔
 بیٹھو۔ — میں آج ہی سر رحمان سے بات کر آؤں۔ پھر ہمیں چھیڑنے

سر سلطان اپنے دفتر میں بیٹھے کام میں مصروف تھے کہ
 رکھے ہوئے فون کی منگھنٹی بجی اور سلطان نے سامنے رکھی
 سے سر اٹھتے بغیر ہی ہاتھ بڑھا کر فون کا لیسیور اٹھا لیا۔
 "پس — سر سلطان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

سر — پرائیویٹ ایکٹیوٹ اچھل خان اور ان کے ساتھ سر وار احمد صاحب
 لاپکے ہیں۔ — دوسری طرف سے ان کے پرنٹل سیکرٹری کی آواز
 "ابنیں پیش روم میں جگہ اور مشروبات پیش کرو۔ — سر
 فارغ ہو کر ان سے ملنا ہوں۔ — سر سلطان نے اسی طرح سپاٹ
 میں کہا اور لیسیور رکھ کر دوبارہ فون دیکھنے میں مصروف ہو گئے۔
 تین چار ٹائمن گھنٹی ہوتی تھیں اور سر سلطان ان فائلوں کو دیکھ کر کہا
 پرنٹوٹس لکھتے جا رہے تھے۔ پھر انہیں دروازہ کھلنے کی آواز سنی وہ
 نے جوتہ کر سزا اٹھایا۔ دروازے سے عمران داخل درہا تھا۔

جس نے بھی پہلا سوال ہی کرنا تھا۔۔۔۔۔ سلطان نے بھڑکتے ہوئے کہا۔

اے اتنی جلدی پہنچ بھی گئے ہیں۔۔۔ میں تو آپ کو یہی بتانے والا ہوں کہ وہ نہ آئیں تو آپ انہیں بلانے کی وجہ بتادیں۔۔۔۔۔ عمران نے ہنس کر کہا۔

نہیں انہیں بلاؤں اور وہ نہ آئیں۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے؟۔۔۔۔۔ سلطان نے حیران ہو کر کہا۔

نہیں وہی تو فیروز جہر معلوم کئے نہیں آتا اس لئے۔۔۔۔۔ عمران نے ہنس کر کہا۔

تجارتی بات دوسری سے عمران۔۔۔ تمہیں بلانے کے لئے تو مجھے انکارنا پڑتی ہیں لیکن ان کے لئے تو بس میرا نام ہی کافی ہے۔ بہر حال کیا ہے۔۔۔ تم نے پہلے بھی اس پولیٹیکل ایجنٹ سے سردار احمد بلانے میں پوچھ چوچھ کی تھی۔۔۔۔۔ سلطان نے کہا۔

آج تو قیامی علاقے میں روسیہ کا ایک خطرناک ترین مشن سنانے آیا ہے۔ چنانچہ آج وہیں کہ اس مشن پر کام کرنے سے پہلے پولیٹیکل ایجنٹ اور سردار بلانے سے تفصیلی بات چیت ہو جائے۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

آج تو قیامی علاقے میں روسیہ کا مشن۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو؟۔۔۔۔۔ سلطان واقعی عمران کی بات سن کر بے حد حیران ہوتے ہوئے تھا۔

نہیں آپ کو مختص طور پر بتانا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے سانس لے کر آغوش ساری بات بتادی کہ کس طرح وہ زنجیروں سے

کی ضرورت ہی نہ پڑے گی۔۔۔۔۔ سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

پہ۔۔۔۔۔ پیلز۔۔۔ ایسا نہ کریں۔۔۔۔۔ اماں بی جلاؤ خاتون میں۔ ڈیڈی کو کچا چیا جائیں گی۔۔۔۔۔ عمران نے کرسی پر ہوتے ہوئے خود سے لہجے میں کہا۔

کیا مطلب۔۔۔ میں سمجھا نہیں۔۔۔۔۔ سلطان نے حیران ہوا نہیں عمران کی بات کا مطلب سمجھ نہ آیا تھا۔

میں کچھ کہ رہا ہوں۔۔۔۔۔ جیسے ہی ڈیڈی نے کسی لڑکی کو چھیڑا اور اطلاع مل جاتے گی۔ ایسے معاملات میں اماں بی کی کوئی خاص حسرتی ہے اور پھر۔۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح سمجھتے ہوئے لہجے

اور سلطان بے اختیار قبضہ مار کر ہنس پڑے۔ وہ اب عمران کی کا مطلب سمجھتے تھے۔

تم واقعی شیطان ہو۔۔۔۔۔ اپنا باپ کے متعلق بھی مذاق کرنے نہیں ملتے۔۔۔۔۔ سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

میں مذاق کر رہا ہوں۔ آپ نے خود ہی تو کہا ہے کہ آپ ڈیڈی سے کرتے ہیں۔ پھر مجھے چھیڑنے کی ضرورت نہ پڑے گی اور ظاہر ہے اب آج تو مجھے بھی کرنا ہی پڑے گا کہ جب ڈیڈی خود۔۔۔۔۔ عمران نے وضاحت کرنے کے انداز میں کہا۔

خواتنواہ کی فضول باتیں نہ کیا کرو۔۔۔۔۔ میرا مطلب تمہاری شادی تھا۔ بہر حال پولیٹیکل ایجنٹ اجمل خان اور سردار احمد خان جو بیچ چکے ہیں

پیش روم میں موجود ہیں۔ لیکن تم نے یہ تو نہیں بتایا کہ ان دونوں کو آج طرح ایہ جیسی کال کئے جانے کی وجہ کیا ہے۔ میں اسی لئے وہاں نہیں

آزاد ہوا اور پھر اس عمارت میں رہ جانے والے ایک آدمی کو زیہوش اس نے قابو کیا۔ اس کے بعد اس پر تشدد کر کے اس نے اس کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں اور پھر سیکرٹ سروس کو حرکت دے گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ سیاف کے اس ساتھی اور اس ربانی اور گروپ کے بارہ آدمی بھی مارے گئے۔ ربانی کے ہیڈ کوارٹر پر بھی گیا۔ سیاف کو زندہ پکڑ لیا گیا اور پھر وائس منزل کے حاضر میں اس سے پوری تفصیلات حاصل کر لی گئیں۔

اوه۔۔۔ اوه۔ ویری بیڈ۔۔۔ یہ تو انتہائی خطرناک مشن ہے۔ یہ مکمل ہو گیا تو پاکیشیا کا دفاع اور سلامتی تو شدید خطرہ میں پڑ جائے۔ لیکن اس فائل میں کیا ہے جس کے لئے یہ لوگ یہاں آئے۔۔۔ سر سلطان نے ہنست چاتے ہوئے پوچھا۔

یہ فائل آزاد علاقے سے ملحقہ پاکیشیا کی پہاڑی علاقے میں ہے۔ اس خصوصی خفیہ اڈے کی وجہ میں موجود مشینری کے ذریعے علاقے کی فضا اور زمینی چیکنگ کی جاتی ہے۔۔۔ عمران دیتے ہوئے کہا۔

اوه۔۔۔ تو یہ بات ہے۔ اسی لئے وہ یہ فائل حاصل کرنا چاہتا تھا کہ اس اڈے کو ختم کر کے اپنے مشن کو مکمل طور پر محفوظ کر لیں۔ کا تو مطلب ہے کہ ابھی یہ مشن صرف کاغذات پر ہی بنایا گیا ہو گا اؤہ اس کے متعلق فوری رپورٹ دینا۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

میں نے سیاف سے مکمل معلومات حاصل کر لی ہیں۔۔۔ اڈے ہے اس میں انتہائی خطرناک مشینری بھی نصب کی جا چکی ہے لیکن

ہاؤ نہیں کیا گیا۔۔۔ اس خفیہ اڈے میں جو چیکنگ مشینری ہے اس کی ریز چوکنڈ فضا میں پھیل کر رہتی ہے اس لئے وہ ریز کی خصوصیات سے واقف تھے اور انہوں نے اسے بے اثر بھی کر لیا تھا کیونکہ روسیہ بہتر حال نامتوں میں ہم سے بے حد آگے ہے۔۔۔ وہ صرف یہ چیک کرنا چاہتے تھے کہ کہیں اس اڈے میں کوئی ایسی مشینری تو نہیں کہ جو ان کے اڈے میں نہ سکنے والی خصوصی چیکنگ ریز کو چیک کر سکتی ہو۔۔۔ ان کے بیٹوں نے یہ اڈہ تلاش کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن وہ اسے ٹریس نہ کر سکے۔۔۔ انہیں صرف اتنا معلوم ہوا کہ اس کی بنیادی فائل ہن کا کوڈ نمبر ٹریل زیرو ٹریل ون ریڈ ہے اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں ہے اور جہاں سے بغیر چیف کی اجازت کے وہ فائل باہر نہیں جاسکتی۔۔۔ اور جب تک چیف کو بوجی طرح مطمئن نہ کیا جائے۔۔۔ مرنیت بھی اس سے فائل حاصل نہیں کر سکتا۔۔۔ چنانچہ فائل حاصل کرنے کے لئے ایک پلاننگ کی گئی۔ ان کے لئے سب سے بڑا مسئلہ سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کرنا تھا چنانچہ انہوں نے یہ پلاننگ کی کہ اپنے۔۔۔ شہنے کے اچارچ سیاف کو جو قدم قامت، چال ڈھال اور ضد و غالب کے اڈے آزاد قبائلی ہی لگا تھا۔۔۔ سردار احمد خان کے ایک آپ میں وہاں پہنچایا گیا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بہترین علاقے میں لے جایا جائے کہ جہاں روسیہ بھی ایکٹو ان کے خاتمے کے لئے پہلے سے تیار ہوتے۔۔۔ ان کے ساتھ ہی ایک گروپ نے سیکرٹ سروس کے نمبروں کو ٹریس کرنے کے لئے بھی کام شروع کر دیا۔۔۔ کیپٹن شکیل کے معنی انہیں معلوم ہوا تھا کہ وہ ملٹری انٹیلی جنس سے سیکرٹ سروس میں منتقل ہو جائے۔۔۔

ایشی جنس کے ریکارڈر سے انہوں نے کیپٹن شکیل کے کوائف حاصل کئے
براہ راست اس پر لکھ نہ ڈالنا چاہتے تھے تاکہ سیکرٹ سروس الرٹ
چلتے۔ انہوں نے ایک لمبا ڈرامہ لکھیلا۔ کیپٹن شکیل کا فرضی ہتھیار
لیا گیا۔ وہ ایک قابل قبول کہانی کے ساتھ کیپٹن شکیل سے ملا۔ ان کا
تھا کہ کیپٹن شکیل جدائی ہو کر اسے گلے لگالے گا اور پھر وہ ہتھیار کیپٹن شکیل
ساتھ رہ کر دوسرے ممبرز کو چمک کرے گا۔ لیکن کیپٹن شکیل نے سروہر
لیکن وہ ایک خصوصی قسم کا کارڈ کیپٹن شکیل تک پہنچانے میں کامیاب
اور پھر اس کارڈ کی وجہ سے صفدر ان کے سامنے آیا اور پھر انہوں
اور سبھی ممبرز کو ٹرپس کر لیا اور ان ممبرز کے ٹرپس میں تحفیہ ڈکٹا فو
نصب کر دیتے گئے۔" عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے
ادہ۔ ویری بیڈ۔ اس طرح تو پوری سیکرٹ سروس کو
کرتے تھے۔" سر سلطان جو حیرت سے یہ ساری کہانی سن رہے
تھے اے اختیار بول پڑے۔

ہاں!۔ اور اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ممبر کے فلیڈ
خفیہ طور پر ایسے آلات نصب کئے جائیں گے کہ جس سے ایسے ڈکٹا
کی ذریعہ اطلاع ہو جائے گی۔۔ ہر حال سیاف جب پاکستان
سروس کو آزاد علاقے میں نہ لے جاسکا تو وہ بظاہر واپس چلا گیا۔
صفدر کے فلیڈ میں مجھے اتفاق سے وہ ڈکٹا فون نظر آ گیا۔
سارے ممبرز کو ذریعہ طور پر متبادل جگہوں پر شفٹ کرایا گیا۔ اس
سیاف دوسرے چلتے ہیں واپس آیا۔ اس نے براہ راست اکثر
جو۔۔۔ مجھے گرفتار کیا اور اس کے بعد کے حالات میں آپ کو

عمران نے کہا اور سر سلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
دونہر۔ میں سمجھ گیا۔ تو اب تم چلتے ہو کہ اس روسیابی اڈے
لکھنؤ لگایا جائے۔ کیا سردار احمد جان کو اس کا علم ہوگا؟
سلطان نے کہا۔

ذریعہ کتابے اور بنیں ہی۔ ویسے جس طرح اس سیاف نے سردار
جان کا روپ دھا ہے اور جس طرح یہاں آکر اس نے کام کیا ہے اس
کو کبھی شک پڑا ہے کہ سردار صاحب در پردہ روسیہ سے ملے ہوئے ہیں
یا اجرات بھی ہے سامنے آئی جائے گی۔" عمران نے کہا تو
سلطان اٹھ کھڑے ہوئے۔

ٹھیک ہے آؤ۔ میں تمہارا تعارف چیف کے نمائندہ خصوصی کے
سامنے کرادوں گا۔ میں نے بے حد ضروری کام کر لیا ہے اس لئے
واپس آ جاؤں گا۔ تم ان سے باتیں کرتے رہنا۔" سر سلطان نے
بائیں طرف موجود دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جو پینٹل روم
لگتا تھا اور عمران سر ہلا ہوا ان کے پیچھے چل پڑا۔

دہرائی ہوگی؟ — مبارک نے کہا۔

اور اچھا — آج آؤ — مارشل گاڑیلانے چونک کر کہا اور پھر ریسپور
رہ کر سی سے اٹھا اور اس خصوصی کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ اہم
نہیں کیا کر آگیا تھا۔ اس کے وہاں پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد ہی دروازہ
در ایک بھاری جسامت کا آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ ایس۔ وی کا چیف
تھا۔ اس کے چہرے پر گہری پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

او بیٹھو مبارک — کیا بات ہے۔ تم پریشان لگ رہے ہو۔؟
گاڑیلانے زہم لہجے میں کہا کیونکہ مبارک بہر حال ایک اہم ایجنسی کا چیف
یہ ایجنسی رسمی طور پر کے۔ جی۔ بی کے تحت تھی لیکن مارشل گاڑیلانے
یہ اس وقت رسمی طور پر رہے ورنہ ایس۔ وی اپنے کام میں مکمل طور پر
رہتا۔

تو ایسی ہی ہے سر — آپ کو تو معلوم ہے کہ ایس۔ وی نے پاکیشا
نہاہ کے درمیان آزاد قبائلی علاقے میں ایک خفیہ اڈہ بنایا ہے تاکہ وہاں
مگر ان کو مسلسل چیک کیا جا سکے کیونکہ شوگران کی سرحدیں قریب ہے
لی تو میں اتنی زیادہ فکر نہیں ہے کیونکہ وہ سائنس میں اس قدر
تیز ہے کہ ہمارے لئے کوئی بڑا خطرہ بن سکے — لیکن شوگران
سے سائنس میں آگے بڑھتا جا رہا ہے اور جو رپورٹیں اس کی ترقی کے
تین حکومت کو مل رہی ہیں اس سے حکومت کو پریشانی لاحق ہوگئی
— یہ اطلاع بھی ملی تھی کہ شوگران کی اہم دفاعی سرحدیں پاکیشا
تہ میں ہیں جو پاکیشا کی سرحد کی طرف ہے تاکہ پاکیشا کی موجودگی کی
وہاں آسانی سے حملہ نہ ہو سکے گا۔ چنانچہ ان لیبارٹریوں میں ہونے

میں پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی مترجم گھنٹی بھی تویز کے پیچھے
پر بیٹھے ہوتے ایک بھاری جہڑوں اور گنچے سروالے لیمیم آدی نے کہا
کر ریسپور اٹھا لیا۔ یہ روسیہ کی معروف ایجنسی کے۔ جی۔ بی کا نیا چیف ما
گاڑیلانے کے۔ جی۔ بی کے چیف کا سرکاری لقب ماس تھا اور اس کا
مطلب یہی ہوتا تھا کہ کے۔ جی۔ بی کا چیف مکمل اختیارات کا مالک۔
مارشل گاڑیلانے کا عرصہ پہلے ہی کے۔ جی۔ بی کا چیف بنا تھا کیونکہ سابقہ
ایک ہوائی حادثے میں ہلاک ہو گیا تھا۔
ایس۔ وی۔ مارشل گاڑیلانے بھاری لہجے میں کہا۔

ایس۔ وی۔ دن مبارک بول رہا ہوں سر — دوسری طرف
ایس۔ وی کے چیف کی موجودہ آواز سناؤ۔ وی۔

اڈہ ایس۔ کیا بات ہے — مارشل گاڑیلانے کے لہجے میں
کچھ اہم باتیں کرنی ہیں اس لئے آپ اگر بالمشافہ ملاقات کا وا

ذیروز بن سکا تھا۔ مارشل گاڑیلانے کہا۔
 پہلی بات درست ہے۔ ہم نے سید کوششیں کیں لیکن
 ماڈس کو ٹریس نہ کر سکے۔ البتہ ہمیں یہ اطلاع مل گئی کہ اس اڈے
 میں نائل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں موجود ہے، اگر وہ
 میں مل جلتے تو ہم آسانی سے اس اڈے کو ٹریس کر کے اُسے ختم
 میں۔ اب آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے
 اُسے نائل کا حصول عام حالات میں تو ناممکن ہے۔“ سبارک

میں تمہاری بات سمجھا ہوں۔ پھر۔۔۔ مارشل گاڑیلانے
 بن سرتا تے ہوئے کہا۔

پہلے ہم کو تو جلتے ہی ہیں۔ وہ روسیہ کا بہترین پلانر ہے چنانچہ میں نے
 بات حاصل نہیں اور اس نے ایک بہترین پلاننگ کی جس سے پاکیشیا
 سروس کے اربکان اور اس کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کر کے ان اربکان کا
 اس ہیڈ کوارٹر سے مطلوبہ نائل حاصل کر کے اس ہیڈ کوارٹر کو بھی
 سکا تھا اس طرح روسیہ کے دو اہم مسئلے حل ہو جاتے۔ ایک تو
 سیکرٹ سروس ختم ہو جاتی۔ دوسرا نائل بھی مل جاتی۔ چنانچہ
 کے تحت میں نے ایس۔ وی بھری سیاف کو انچارج مقرر کیا۔
 نے کہا۔

ہ پلاننگ کیا تھی۔۔۔ مارشل گاڑیلانے چونکہ کرپوچھا اور جواب
 ہارک نے پوری تفصیل سے پلاننگ بتا دی۔

اوہ ذیروز گڈ۔ بہت اچھی پلاننگ ہے۔ پھر کیا ہوا۔۔۔

والے کام کی چیلنگ کے لئے یہ خفیہ اڈہ بناتے جانے کی منصوبہ بنا
 چونکہ یہ علاقے ایس۔ وی کی تحویل میں ہیں اس لئے یہ سارا مشن
 نے مکمل کرنا تھا۔ سبارک نے کہا۔

مجھے معلوم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ تمہاری اجنبی نے اہتہائی
 سے وہ اڈہ بنا بھی لیا ہے اور شوگران کو اس کا علم بھی نہیں ہو سکا
 کیا پریشانی ہے۔ مارشل گاڑیلانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اس اڈے کی تعمیر سے قبل ہی ہمیں یہ معلوم تھا کہ پاکیشیا نے ا
 علاقے میں ایک خفیہ اڈا بنایا ہوا ہے جس میں موجود مشینری کے
 وہ آزاد علاقے کی فضائی اور زمینی چیلنگ کرتا ہے لیکن یہ عام ک

تھی اس سے ہمیں کوئی خطرہ نہ تھا۔ ہم آسانی سے اُسے کو روک سکتے
 چنانچہ ہم نے اڈہ کو تیر کر لیا اور مشینری وہاں پہنچ گئی۔ لیکن اس سے
 ہمارا اڈہ کام شروع کرتا۔ ایک اہم ترین رپورٹ نے ہمارا کام روک

وہ رپورٹ یہ تھی کہ حکومت شوگران نے اس اڈے میں کوئی ایجنٹ
 میں نصب کی ہوئی ہے جس کی مدد سے وہ ہماری طرف آزاد
 علاقے کی بجائے اپنی طرف والے علاقے کی چیلنگ کرتی رہتی۔

کا مطلب یہ ہوا کہ جیسے ہی ہمارے اڈے سے نکلنے والی چیلنگ
 شوگران کے علاقے پر پہنچیں گی ہمارا اڈہ چپک کر لیا جائے گا۔
 سبارک نے کہا۔

اوہ۔ اوہ۔ یہ تو انتہائی خطرناک رپورٹ ہے۔ پھر
 نے وہ اڈہ تلاش کر کے اُسے ختم کر دینا تھا تاکہ یہ مسئلہ بھی ختم ہو جائے
 تک نیا اڈہ بنایا جاتا، ہماری مشینری کام شروع کر دیتی۔ پھر اس کی

مارشل گازیلانے حسین آمیز لہجے میں کہا۔

پہلے پہل تو بلائنگ کامیاب رہی لیکن پھر ایس۔ وی تھری" مجھے بتایا کہ سیکرٹ سروس کی ٹیم بلائنگ کے مطابق سپاڑی علاقے جارہی چنانچہ اس نے اپنے طور پر ہمبرٹو بلائنگ پر کام کرنے کا مانگی۔ میں نے اسے اجازت دے دی اور ایم کو واپس بلا لیا۔ سیاف کے ساتھ شروت سے ہی ایس۔ وی ایکشن گروپ کام کر رہا تھا۔ انچارج رہا ہی ہے لیکن سیاف نے ایس۔ وی تھری سے بھی منگوا لئے۔ ایس۔ وی تھری بے حد ذہین اور فعال آدمی آزاد علاقے میں اس نے بے شمار کارنامے سرانجام دیتے ہوئے تھے میرا خیال تھا کہ وہ کامیاب رہے گا۔ لیکن تھری واپس پہلے ایک مجھے ایسی ملی ہے جس نے مجھے بلا کر رکھ دیا ہے۔ پاکستان سیکرٹ کے اہلکاروں سیاف، اس کے دس ساتھی، رہائی اور اس کا ساہرا ہلاک ہو چکا ہے۔ رہائی گروپ کا صرف ایک آدمی زندہ ہے اور اس نے آزاد علاقے میں پہنچ کر مجھے یہ اطلاع دی۔ سبارک نے کہا اور مارشل گازیلا کے ہونٹ سختی سے بھیج گئے اس کا مطلب ہے کہ صرف ناکامی نہیں بلکہ مکمل ناکامی۔ وی تھری سیکشن بھی ختم اور ایس۔ وی نومی کا ایکشن گروپ بھی ختم نہیں چلا بیٹے تھا سبارک۔ کون مجھ سے ڈسکن کرتے۔ کہ جی۔ بی کے ایجنٹوں کے ذریعے یہ مشن مکمل کرانا۔ مارشل گازیلا جہاں تھے ہوتے کہا۔

"اگر کے جی۔ بی کے ایجنٹ وہاں حرکت میں آجائے تو لازماً

شایدی حرکت میں آتے۔ اس طرح لامحالہ شوگران کو بھی اس کا علم ہو گا۔ اس کے بعد ظاہر ہے مشن کامیاب بھی ہو جائے تب بھی ہمارا اڑہ دو جانا اور لامحالہ شوگران ہوشیار ہو جائے اسی لئے تو میں نے اسے راجھال کیا ہے۔" سبارک نے جواب دیا۔

"تو تم تھیک کہہ رہے ہو۔ بہرحال اب تم کیا چاہتے ہو؟" ہل گازیلانے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

یہ اطلاع ملنے پر میں نے مزید انجوائری کرائی ہے تو اس سے سادرات سانسے آتی ہے کہ آزاد علاقے میں پاکستان کے پولیس اہلکار جمل خان اور بڑے قبیلے کے سردار کاہینا سردار احمد جان کو مت پاکستان نے فوری طور پر طلب کیا اور وہ دونوں ایک خصوصی پہلی کاپٹر پاکستان کے دارالحکومت گئے۔ وہاں ان کی ملاقات وزارت خارجہ کے سیکریٹری سرسلطان سے ہوئی اور وہ وہاں چار پانچ گھنٹے رہے اور واپس آگئے۔ سردار احمد جان کو تو ظاہر ہے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ بڑے قبیلے کا سردار ہے اس کو چھوڑنے سے تو پورا ہر دہیہا کے خلاف اٹھ کھڑا ہوگا لیکن پولیس اہلکار سیکریٹری آوی آجے چنانچہ میں نے احکامات دے دیتے ہیں کہ اس پولیس اہلکار کو خیر کر کے اس سے مکمل معلومات حاصل کی جائیں کہ وہ پاکستان کیوں اور وہاں کیا بات چیت ہوئی رہی۔ اس کے بعد اس کی موت مارا قاتی رنگ دے دیا جائے۔" سبارک نے کہا۔

تہا راتک اس لئے تھا کہ پاکستان سیکرٹ سروس بھی وزارت خارجہ رخت ہی کام کرتی ہے۔" مارشل گازیلانے کہا۔

ہاں کر سکیں گے۔" مبارک نے کہا۔

نیک ہے۔ تمہاری تجویز واقعی اچھی ہے۔ زاراگ انجینی ان سے
بلاٹ لے گی۔ وہ فائل کے حصول والا مسئلہ تو ویسے ہی
یا۔ اس کا کیا ہوگا۔؟ مارشل نے کہا۔

میں نے اس بارے میں بھی غور کیا ہے سر۔ پاکستان سیکرٹ
س کے ہیڈ کوارٹر کا علم ہمیں ہو چکا ہے۔ لیکن اس ہیڈ کوارٹر کے
سائنسی حفاظتی اقدامات کتنے گتے ہیں۔ چیکنگ مشینوں وہاں
بہت زیادہ ہیں۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر حکومت سے درخواست کی جائے
تو اس ہیڈ کوارٹر کے اندر موجود تمام
سے حفاظتی آلات کو آسانی سے آف کر کے وہاں سے وہ فائل بھی
لا لی جاسکتی ہے اور اس ہیڈ کوارٹر کو بھی تباہ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن

جاننے ہیں کہ سپر آف مشین کس قدر خفیہ اور اہم مشین ہے۔ اس
استعمال کی اجازت تو ایک طرف، حکومت اس کا نام لینا بھی مجرم قرار
دے چکی ہے تاکہ ایگزیمیا تک اس کی جھنک بھی نہ پہنچ سکے۔ لیکن

آپ چاہیں تو یہ مشین بل بھی سکتی ہے اور اسے پاکستان میں استعمال
ہی کیا جاسکتا ہے چاہے اس کے لئے آپ اپنے خاص انجینئر استعمال
کریں یا جیسے حکومت مناسب سمجھے۔ بہر حال اس کے بغیر بات نہیں
ہو سکتی گی اور جب تک وہ فائل نہ ملے گی، ہمارا مشن مکمل نہ ہو سکے گا۔
مبارک نے کہا۔

زاد۔ اب میں تمہارے آنے کا مقصد سمجھ گیا ہوں۔ زاراگ
انجینیئر والی بات تو تم مجھ سے فون پر بھی کر سکتے تھے، پہل مقصد پر آؤں

"یس سر۔ بہر حال شک درست نکلا۔ پولیٹیکل انجینئر
سے جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کے مطابق پاکستان سیکرٹس
خطرناک انجینئر علی عمران نے وزارت خارجہ کے دفتر میں انہما
سے ملاقات کی اور ان سے ہمارے ہی اڈے کے متعلق پوچھ
رہا۔ ان دونوں کو بہر حال اڈے کے بارے میں تو کچھ معلوم
تھا لیکن اس علی عمران نے پورے علاقے کے بارے میں نہ صرف
تفصیلات معلوم کیں بلکہ سردار احمد جان سے اس نے کہا کہ وہ
ٹیم لے کر وہاں آ رہا ہے۔ سردار اس کی مدد کرے تاکہ رو سیا ہوا
یہ اڈہ ختم کیا جاسکے اور سردار احمد جان نے حامی بھر لی ہے۔"
مبارک نے کہا۔

"اس کا تو مطلب ہے کہ اب ہمارا پنا اڈہ شدید خطرے کی زد
ویری ہیڈ۔ یہ تو الٹی آئینوں کے میں پڑ گئیں۔"
نے کہا۔

یس سر۔ چنانچہ میں آپ کے پاس اسی لئے آیا ہوں کہ اگر
کی حفاظت کے لئے آپ اپنی خصوصی انجینیئر زاراگ کو تعینات کر پڑیں
میری انجینیئر کا انجینئر گروپ ختم ہو چکا ہے اور باقی انجینیئر کے
پاکستان سیکرٹس سروس کا مقابلہ بہر حال نہیں کر سکتے۔ زاراگ
پہاڑی علاقوں کا وسیع تجربہ بھی ہے اور وہ لوگ اس قدر تربیت
بھی ہیں کہ پاکستان سیکرٹس سروس کا آسانی سے مقابلہ بھی کر سکتے
میری انجینیئر ان کی دستخطی میں کام کرے گی اور پورا پورا تعاون کرے
اس طرح ہمارا یہ مشن بھی مکمل ہو جائے گا کہ پاکستان سیکرٹس سروس

کلبے اور واقعہ اہم ترین مسئلہ ہے۔ بہر حال تھکیک۔
تمہارے سامنے ہی اس بارے میں بات کرتا ہوں۔

۱۸۲
گاہ میں سپر آف مشین چاہتے تھے۔ کیا آپ اس کی اجازت دیں گے؟
مکانیزیا نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

کہاں استعمال کرنی ہے اور کس مقصد کے لئے؟ ڈاکٹر آؤف
مارشل کا زیلا نے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھا
نہیں سر۔ دوسری طرف سے ان کے پی رے کی انتہائی

آواز سنا فی دی۔

ٹیلیفون سپریم کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر آؤف سے بات کرنا
مارشل کا زیلا نے حکمتاً لہجے میں کہا اور ریسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر
کی سترم سی گھنٹی بج گئی اور مارشل کا زیلا نے ہاتھ بٹھا کر اٹھا لیا
نہیں۔ مارشل کا زیلا نے سحر لہجے میں کہا۔

ڈاکٹر آؤف صاحب لائن پر ہیں۔ پنی۔ اے کی موڈیا
سنائی دی۔

نہیں۔ بات کرنا۔ مارشل کا زیلا نے کہا اور اس کے ساتھ
بلک ہی ملک کی آواز سنا فی دی۔

ہیلو۔ ڈاکٹر آؤف پینٹنگ۔ ایک منحنی سی آواز سنا فی

آواز سے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ بولنے والا خاصاً کمزور جسم رکھنے والا کا
آدمی ہے۔ یہ ڈاکٹر آؤف تھا جو روسیہ کی تمام دفاعی لیبارٹریوں کا
تھا اور روسیہ میں اسے فادر آف روسیہ کہا جاتا تھا۔ پورے ملک
ان کی بے پناہ عزت کی جاتی تھی کہ روسیہ کو سپر پاور بنانے میں سب
زیادہ ہاتھ ڈاکٹر آؤف کا ہی ہے۔

چیف آف کے۔ جی بی مارشل کا زیلا بول رہا ہوں۔ یہیں
آپ غصہ نہ کریں سر۔ ہم کوئی اور تجویز سوچ لیتے ہیں۔ بہر حال
وطن حب کو مجبور بھی کیا جاسکتا۔ سبارک نے مارشل کا زیلا
فدہ تشدد کرنے کے لئے کہا۔

کیوں نہیں کیا جاسکتا۔ اس نے مارشل گازیلا کو انکا
اب پیشین ہر صورت میں استعمال ہوگی۔ مارشل گازیلا
تھوڑا بڑھنے کی بجائے اور زیادہ بڑھ گیا۔ اس نے زور سے کہ
بار بار دہانا شروع کر دیا۔

"لیں سر" دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی
سنائی دی۔

صدر صاحب سے بات کراؤ۔ اٹ ایز جنسی۔
گازیلا نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا اور سیکرٹری کو
دیا۔ اس کا چہرہ آگ کی طرح تپ رہا تھا۔ سادک خاموش بیٹھا
اور پھر تقریباً پانچ منٹ بعد میلفون کی گھنٹی بج اٹھی اور مارشل گازیلا
چھپٹ کر لیٹا اٹھا لیا۔

صدر صاحب سے بات کیجئے۔ پرسنل سیکرٹری کی
آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ملک کی آواز سنائی دی
"مارشل گازیلا بول رہا ہوں" مارشل گازیلا نے نرم لہجے
"ہولڈ آن کیجئے" دوسری طرف سے صدر مملکت کے
سیکرٹری کی آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد صدر کی بھاری آواز
"لیں مارشل۔ کیا پراٹھم ہے"؟ صدر کے لہجے میں
"ناخوشگواری کا عنصر موجود تھا۔"

"جناب! ایک انتہائی اہم مشن کے لئے ہمیں سپر آف
ضرورت ہے مگر ڈاکٹر آنوف نے صاف جواب دے دیا ہے حالانکہ
انتہائی اہم ہے اور ہم اس مشن کی حفاظت اور سیکرٹری کی گارنٹی

نہیں ہیں"۔ مارشل گازیلا نے کہا۔

سپر آف مشین۔ کس مشن کے لئے چاہئے۔ کیا ایکریما
کا سٹڈ ہے"؟ صدر نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔
"نہیں سر۔ پاکیشیا میں استعمال کرنی ہے"۔ مارشل گازیلا
نے جواب دیا۔

"اوہ!۔ اس چھوٹے سے ملک میں۔ کیوں"؟ صدر اور
زیادہ چونک کر بولے اور مارشل گازیلا کے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

اوہ انہیں مارشل!۔ واقعی ڈاکٹر آنوف درست کہہ رہے ہیں۔
اس چھوٹے سے ملک کے لئے اس قدر اہم ترین مشین استعمال نہیں کی
جاسکتی۔ آپ کا مقصد تو صرف اس عمارت کو آف کرنا ہے اس
لئے آپ ڈاکٹر آنوف سے مشورہ کر لیں۔ وہ یقیناً کوئی اور اہم مشین تجویز
کر دیں گے"۔ دوسری طرف سے صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
والہ ختم ہو گیا۔ مارشل گازیلا کا چہرہ اب واقعی بے بسی کی تصویر نظر
آنے لگ گیا۔

رہنے دیں مارشل!۔ کوئی اور تجویز سوچ لیتے ہیں"۔
بارک نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ میں نارا کہ تو تبارے پاس صحیح دیا ہوں۔ تم
اس سے خود ہی تفصیلات طے کرو"۔ مارشل گازیلا نے ہونٹ
چباتے ہوئے کہا۔ اور بارک اٹھ کھڑا ہوا۔

"او کے سر۔ میں نے آپ کا کافی وقت لیا ہے"۔ بارک نے
کہا اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ مارشل گازیلا خاموش

ماشل گاڑیلا دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ چند لمحے غور سے زارا کو دیکھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کوئی فیصلہ نہ کر پا رہا ہو۔

بیٹھتے ہی اس نے کہا: "آپ کچھ اچھے ہوئے لگ رہے ہیں؟" اس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اس نے کہا: "ایک ایسی الجھن ہے۔ سوچ رہا ہوں کہ اس کا ذکر تم دن یا نہ کروں۔" ماشل گاڑیلا نے اسی طرح اچھے ہوئے لہجے میں کہا۔

زارا کو آپ جانتے تو میں اس نے کہا: "آپ مجھ پر اعتماد کریں۔ میں آپ کے اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچاؤں گا۔" زارا نے کہا۔

زارا نے کہا: "میرے نام پر ڈاکٹر آؤف کی بڑھی گردن توڑ سکتے ہو؟" گاڑیلا نے کہا: "مگر زارا کے لیے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر ناہ حیرت کے تاثرات آشکارے تھے۔

ڈاکٹر آؤف فادر آف روسیاہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں اس نے کہا۔

اس میں مذاق نہیں کر رہا۔ اس نے میری توہین کی ہے اور جو شخص دنی توہین کرے وہ میں اسے کسی صورت ہی زندہ نہیں چھوڑ سکتا۔" اس نے گاڑیلا کے جواب دیتے ہوئے کہا۔

آخر ہوا کیا ہے اس نے کہا: "آپ مجھے تفصیل بتائیں۔ جو سکتا ہے میں اپنی یہ اصل کمال لوں جس سے آپ کا مسئلہ بھی حل ہو جائے اور فادر آف روسیاہ کی زندگی بھی بچ جائے۔" زارا نے کہا: "اس کا لہجہ بتا

اس کا کہ اسے ڈاکٹر آؤف کے قتل کی بات سن کر شدید ذہنی دھچکا لگا ہے۔

بیٹھا اسے جانتے ہوئے دیکھا کہ اسے اس کے باہر جانے کے بعد بند ہو گیا تو اس نے ایک بار پھر ریسور اٹھا لیا۔

اس نے کہا: "دوسری طرف سے آواز سنا دی۔" زارا کو میرے پاس بھیج دو۔ ابھی اور اسی وقت گاڑیلا نے کہا اور ریسور رکھ دیا۔

میں اس بڑھے ڈاکٹر سے ٹٹ لوں گا۔ میں اسے بتاؤں گا۔ ماشل گاڑیلا کیا حیرت رکھتا ہے۔" ماشل گاڑیلا نے کہا اور کرسی اٹھ کر کمرے میں ٹپکنے لگا۔

تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک طویل قامت اور دیوہ جسم رکھنے والا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر حیرت لباس تھا اور جسمانی لحاظ سے یوں لگتا تھا جیسے اس کے جسم میں گوشت کی بجائے فولاد بھرا گیا ہو۔ اس کی پیشانی فرخ اور آنکھوں میں بے پناہ چمک فرخ و پیشانی اور آنکھوں میں موجود چمک سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ دیو جیسا رکھنے کے ساتھ ساتھ انتہائی ذہین آدمی بھی ہے اور یہ واقعی دو متغیر چیزیں تھیں جو اس آدمی میں قدرت نے اکٹھی کر دی تھیں۔ پیر زارا تھا۔ زارا کی آنکھیں کا سر براہ۔ اسے روسیاہ کی وراثت کہا جاتا تھا۔

اس نے کہا: "زارا نے اندر داخل ہوتے ہی موڈ بانہ انداز سر کو جھکاتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو زارا!۔" ماشل گاڑیلا نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور زارا کو کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بے پناہ وزن کی وجہ سے وہ سینورڈ کرسی بھی قدرے چھریا اٹھی۔

اور مارشل گازیلا نے اُسے مختصر طور پر سارے واقعات بتا دیئے۔
 ”باس! آپ کا مقصد اگر بغیر سپر آف مشین کے حل ہو جائے گا
 زاراک نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں اب وہ مشین ہر صورت میں چاہتا ہوں۔ چلنا
 اسے بالکیشیا میں استعمال کروں یا نہ کروں۔“ مارشل گازیلا نے
 چباتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے باس!۔ مشین آپ کو مل جائے گی۔ یہ میرا
 زاراک نے بھینٹ سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فیصد کٹ بلیجے میں کہا
 وہ کیسے۔ کیا تم اسے چراؤ گے۔“ مارشل گازیلا
 چونک کر پوچھا۔

”نہیں باس!۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ لیکن اس کے لئے ایک
 ہے کہ یہ مشین میری نگرانی میں رہے گی۔“ زاراک نے کہا
 گازیلا کا چہرہ جھک اٹھا۔

”میں بھی اسے اسی لئے منگوا رہا تھا کہ اسے تمہاری تحویل میں
 دوں۔“ مارشل گازیلا نے کہا۔

”اوہ!۔ پھر تو ڈاکٹر آئون کو مان جانا چاہیے تھا۔ وہ لپہ
 میں سب سے زیادہ مجھ پر اعتماد کرتے ہیں۔ انہوں نے جب
 کوئی انتہائی اہم ناز مولیا یا مشین کہیں بھیجی ہوتی ہے تو وہ ہمیشہ
 ایجنسی کی ہی خدمات حاصل کرتے ہیں۔“ زاراک نے حیرت
 لپچے میں کہا۔

اب سمجھتے تو یہ معلوم نہ تھا۔ اس لئے میں نے تمہارا ذکر نہ کیا

فل کا۔ یلانے کہا۔

آپ ان سے بات کریں اور میرا نام لیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ مشین
 مکمل جائے گی۔“ زاراک نے کہا اور مارشل گازیلا نے ریسور اٹھایا
 چٹل سیکرٹری کو دوبارہ ڈاکٹر آئون سے رابطہ کرنے کی ہدایت دے کر
 در رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد گھنٹی بجی تو مارشل گازیلا نے ریسور اٹھا لیا۔

ڈاکٹر آئون سے بات کیجئے۔“ سیکرٹری کی آواز سنی دی۔
 ہیو ڈاکٹر آئون!۔ میں مارشل گازیلا بول رہا ہوں۔“ مارشل
 یلانے اس بار نرم اور دوستانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ سپر آف مشین کی بات کرنا چاہتے ہیں تو پلزز میرا وقت مت
 لے لیجئے۔“ دوسری طرف سے ڈاکٹر آئون نے انتہائی چھینکاتے
 ہنسنے میں کہا۔

”زاراک ایجنسی کے چیف زاراک سے بات کیجئے۔“ مارشل گازیلا نے
 حد کی شدت سے جھوٹ چباتے ہوئے ٹک ٹک کر کہا اور پھر ایک جھٹکے
 ریسور زاراک کی طرف بڑھا دیا۔

”ہیلو۔۔۔ زاراک بول رہا ہوں ڈاکٹر۔“ میں خود یہ مشین آپ ریٹ
 لگا۔ کیا آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے۔“ زاراک نے کہا۔
 ”سوری زاراک!۔ یہ مشین ایسی ہے کہ میں صدر مملکت پر بھی
 نہیں کر سکتا۔ اس کے علاوہ اور جو رقم کہو، میں اسے پورا کرنے کے لئے
 دن۔“ ڈاکٹر آئون نے سرد لہجے میں کہا اور رابطہ ختم ہو گیا۔

یہ تو واقعی بھند ہیں۔ بہر حال باس! آپ بے فکر رہیں۔ آپ کا جو
 مشین سے حل ہوتا ہو، وہ میں ویسے ہی کروں گا۔ آپ مجھے

اور کے — پھر میں ییشن تمہارے سپروکرتا ہوں — تم سبارک
ت میں کہ تفصیلات طے کروں — مارشل گازیلا نے طویل سانس لیتے
ہوئے کہا۔

تفصیلات کیا طے کرنی ہیں — مجھے صرف ان سے یہ معلوم کرنے ہے
یہ نئی ٹمراں اس وقت ہے کہاں — پاکستان میں ہے یا آزاد علاقے میں۔
ان کے بعد میں اس پر موت بن کر جمپٹ پڑوں گا — زاراک نے
اسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور مارشل گازیلا کے سر ملانے پر وہ تیزی سے
ادارہ برونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

تباہیں کیا سہ سے — زاراک نے لیسویہ رکھتے ہوئے ایسے بلبے میں
خفت مشارہ ہورہے لیکن مارشل گازیلا کا چہرہ اب غلاف توقع کھل اٹھ
اُسے اس بات سے ڈھارس سی ہو گئی تھی کہ یہ ییشن زاراک کے
نہیں کی گئی۔ ورنہ وہ دل ہی دل میں فیصلہ کر چکا تھا کہ اگر ڈاکٹر آ
نے ییشن زاراک کے حوالے کرنے کی حامی بھری تو وہ اُسے ہر صورت
گولی مار کر ہلاک کرے گا۔ لیکن زاراک کو بھی انکار ہونے سے اس
کو ٹکیسن سی بل گئی تھی اور پھر اس نے سبارک کی آمد اور ایس۔وی
یشن سمیت پوری تفصیل بتادی۔ زاراک خاموش بیٹھا سنتا رہا۔
کمال سے ہاس! — آپ پاکستان کی ایک چھوٹی سی عمارت
آئی اہم ترین مشین حاصل کرنا چاہتے تھے — کیا ضرورت
کی — آپ مجھے حکم کریں۔ میں پاکستان سیکرٹ سروس اور اس کے
کی لائین مع اس فائل کے آپ کے قدموں میں لاکر رکھ سکتا ہوں
زاراک نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔

تم پہلے کبھی پاکستان سیکرٹ سروس سے ٹکراتے ہو —
نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔

جھکایا تو نہیں پس! — لیکن میں نے اس کے گازیلا
سنی ہوئی ہے — اور خاص طور پر اس علی عمران کے بارے
بہت کچھ سن رکھا ہے — میری نو خواہش تھی کہ کوئی موقع
میرانے کا مجھے اور میری ایجنسی کو بھی مل جائے تاکہ میں انہیں بتا سکوں
کے مقابلے میں وہ حقیر چیز ٹیموں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے؟
زاراک نے کہا۔

یہی تو اصل مسئلہ ہے کہ حتمی طور پر یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ یہ اڈہ
 ان بنایا بھی گیا ہے یا نہیں۔ اس لئے بجائے آزاد قبائلی علاقے
 بے شک پہاڑوں میں ٹھہرنے سے بہتر یہی ہے کہ روسیہ
 اور اس بات کی انکوائری کی جائے کہ کیا یہ اڈہ بن چکا ہے یا ابھی صرف
 ٹنگ تک ہی محدود ہے۔ اور اگر بن چکا ہے تو پھر اس کا
 وقوع بھی وہیں سے معلوم ہو سکتا ہے ورنہ اسے تلاش کرنا بے حد
 محنت ہے۔ — عمران نے چائے کا کپ اٹھا کر ہونٹوں کی طرف
 دیکھتے ہوئے کہا۔

سین آپ تو کہہ رہے تھے کہ ایسا اڈہ بن چکا ہے۔ سردار احمد جان
 نے بتایا ہے۔ — بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

سردار احمد جان نے حتمی طور پر تو نہیں بتایا۔ صرف اتنا بتایا ہے کہ
 بے قبیلے میں روسیہ ہیوں کی آمد و رفت گزشتہ دو سالوں سے کچھ زیادہ
 ہونے لگی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ اطلاعات بھی
 ہیں کہ وہاں بڑے بڑے ٹرانسپورٹ ٹریلیں کا پٹر بھی اترتے دیکھے گئے
 اور پوٹیشیل ایکٹ اہل خانہ نے یہ بتایا تھا کہ اس نے انکوائری کی
 ۔۔۔ صرف اتنی اڑتی اڑتی خبر مل سکی ہے کہ وہاں کوئی خاص اڈہ بنایا
 ہے۔ لیکن اسے کہیں بھی اڈے کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔
 نے چائے سپ کرتے ہوئے جواب دیا۔

پھر اس فائل سے کچھ پتہ نہیں چلا۔ — بلیک زیرو نے عمران کے
 منہ پڑی ہوتی فائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

یہ وہی فائل ہے جو سیاف حاصل کرنا چاہتا تھا۔ پاکیشیا میں ریڈمرگل
 کپ اہمیتیں پکڑے گھوم کر اپنی کرسی کی طرف جلتے ہوئے کہا۔

عمران نے دانش منزل کے آپریشن روم میں ایک فائل سامنے
 بیٹھا تھا جب کہ بلیک زیرو کچن میں اس کے لئے چائے بنانے میں مص
 تھا۔ پھر عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔ اس
 پیشانی پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

کچھ پتہ چلا عمران صاحب۔ — بلیک زیرو نے کمرے میں
 ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے دونوں اہتوں میں چائے کے کپ تھے۔
 پتہ تو نہیں چلا۔ البتہ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ معاملہ
 قبائلی علاقے میں جلنے کی بجائے روسیہ جانے سے ہی حل ہو سکتا
 عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

روسیہ جانے سے۔ — وہ کیسے۔ — وہ اڈہ تو آزاد علاقے میں
 گیا ہے۔ — بلیک زیرو نے ایک کپ عمران کے سامنے رکھ کر دو
 کپ اہمیتیں پکڑے گھوم کر اپنی کرسی کی طرف جلتے ہوئے کہا۔

کے کوڈ نام سے جواڑہ قائم شدہ ہے یہ فائل اس اڈے سے متعلق
اس میں اس مشینری کی تفصیلات ہیں جو اس اڈے میں نصب
باقی تو عام سی مشینری ہے جس کے لئے روسیاء جیسی سپر پاور کوکو
نہیں ہو سکتی۔ البتہ اس کو تفصیل سے پڑھنے کے بعد ایک ایسی
کی تفصیلات سامنے آتی ہیں جس کا کوڈ نام سپر چیک ہے۔

شوگران نے دی ہے اور شوگران کے لئے اسے اس اڈے میں
کیا گیا ہے اور اس فائل سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس اڈے کو
تمام اخراجات بھی شوگران نے ہی برواشت کئے ہیں اور اس مشینری
اس اڈے میں شوگران کے آدمی ہی آپریٹ کرتے ہیں۔ یہ کہ
خصوصی قسم کی مشینری ہے اور سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ
مشینری سے آزاد قبائلی علاقے کو چیک کرنے کی بجائے پاکیشیا اور
کے سرحدی علاقے کو چیک کیا جاتا ہے۔ — عمران نے کہا۔

وہ کس لئے؟ — بلیک زیرو نے حیران ہو کر پوچھا۔

”وجہ تو اس میں ظاہر نہیں کی گئی لیکن میرا اندازہ ہے کہ شوگران
پاکیشیا کی سرحد کے قریب کوئی خاص لیبارٹری بنانی ہوتی ہے جس
تیار ہونے والی کسی چیز کی حفاظت کے لئے یہ مشینری نصب کی گئی
اور اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ روسیاء کو بھی اس کی اطلاع
ہے اس لئے روسیاء یہ فائل حاصل کرنا چاہتا تھا تاکہ اسے اس سپر
کی صحیح ماہیت معلوم ہو سکے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آزاد قبائلی علا
میں اگر روسیاء نے کوئی حفیہ اڈہ بنایا بھی ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس لیے
کو چیک کرنے کے لئے بنایا ہو جس کے راستے میں یہ سپر چیک حائل ہو

نے کہا۔

مگر ایسا ہی ہوگا ورنہ وہ لوگ اس فائل کے پیچھے اپنی خالص اہمیت
نہیں دیکھتے۔ — اگر واقعی ایسی کوئی بات ہے تو کیوں نہ شوگران حکومت
کی اطلاع پہنچ دی جلتے۔ وہ خود ہی روسیاء سے غمٹی رہے گی؟
یہ اڈے کہا۔

یہ اڈے دوسروں کے سر ڈالنے کا مست سوچا کرو ظاہر — روسیاء
کوئی اڈہ آزاد قبائلی علاقے میں بنایا ہے تو اس سے خطرہ پاکیشیا کو
تو ہے اس طرح پاکیشیا کا دفاع بھی مفلوج کیا جاسکتا ہے اور اس
علاقے پر روسیاء اس اڈے کی مدد سے جبراً قبضہ بھی کر سکتا
آزاد قبائلی علاقے میں پاکیشیا کی حمایتی افراد کا قتل عام بھی کر سکتا
یہ سب امکانات درست ہو سکتے ہیں اور غلط بھی ہو سکتے ہیں۔ بہر حال
یہ تو وجود میں اور پاکیشیا کی حفاظت کے لئے نہیں تھا تو اس میں
یہ میں نہیں چاہتا کہ ہم اپنا فرض دوسروں کے کا دھوں پر شفٹ
نہیں۔ — عمران نے اس بار سرد لہجے میں کہا اور بلیک زیرو کے چہرے
نی شرمندگی کے آثار پھیل گئے۔

نی ایم سوری عمران صاحب! — میں نے تو ویسے ہی بات کر دی
— بلیک زیرو نے ہونٹ چماتے ہوئے کہا۔

م پاکستان کے سب سے بڑے عہدیدار ہو۔ اس لئے سوچ سمجھ کر بات
— میری طرح عام آدمی نہیں ہو کہ جو جی میں آتے بولتے رہو۔
نے اس بار سکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بھی شرمندہ سی ہنسی پھنس
یا ظاہر ہے وہ اب کیا جواب دیتا۔

انتہائی کالج نہ ہو سکتی تھی اور سپیشل ڈیپارٹمنٹ کا مطلب
فانک وہ اکیسٹو کالج کرے۔

آپ راڈش کو حرکت میں لانا چاہتے ہیں۔۔۔ بلیک زیرو نے
لمبے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

ہاں!۔۔۔ اس کی اپروچ کے۔ جی۔ بی کے انتہائی اعلیٰ حکام تک
اور کے۔ جی۔ بی بیڈ کو آرڈر سے یہ سارا پندر آسانی سے ٹریس ہو سکتا
۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے کالج
اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا ٹین پریس کر دیا۔

بیلو ہیو۔۔۔ راڈش کا ٹنگ۔ اور۔۔۔ راڈش کا آواز ٹرانسمیٹر سے
بہتر مودبان تھا۔

اکیسٹو۔ اور۔۔۔ عمران نے اکیسٹو کے مخصوص لیجے میں کہا۔

یہیں سر۔ کیا حکم ہے سر۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے راڈش
کی طرح مودبان لیجے میں پوچھا اور جواب میں عمران نے اسے ایس۔ وی
ن اور اس آڈے کے بارے میں مختصر طور پر بتا دیا۔

تم نے یہ ساری باتیں ٹریس کر لی ہیں کہ ایس۔ وی کا اصل مشن کیا ہے
اور واقعی آزاد قاعدہ کی علاقہ میں کوئی آڈہ بنایا گیا ہے تو اس کا مکمل وقوع
اہمیت کیا ہے۔ اور۔۔۔ عمران نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

یہیں سر۔ میں پوری تفصیلات حاصل کر لوں گا۔۔۔ ہیڈ کو آرڈر میں
بناں ہی میں میں نے اپنا ایک آدمی ایک ایسے شعبے میں رکھوا دیا ہے
سارے قسم کی پلاننگ محفوظ کی جاتی ہے۔ آپ کو کتنی دیر میں یہ سب
داتا چاہئیں۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے راڈش نے کہا۔

عمران نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل
کر دیئے۔ کافی دیر تک نمبر ڈائل کرنے کے بعد اس نے ہاتھ
بلیک زیرو سمجھ گیا کہ عمران فارن کالج کر رہا ہے اس لئے اسے
نمبر ڈائل کرنے پڑے ہیں۔

”یہیں راڈش کلب“۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی
”راڈش سے بات کرنا۔۔۔ میں کافرستان سے آئے۔ اے۔ اے۔
ہوں۔۔۔ عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ ہولڈ آن کریں۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر
بعد ریسیور پر ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”ہیلو۔۔۔ راڈش ہل رہا ہوں۔۔۔ راڈش کا لہجہ سٹاٹ تھا
کافرستان سے آئے۔ اے۔ اے۔ بول رہا ہوں۔۔۔ سپیشل ڈیپارٹمنٹ
پہنچ گئی ہے یا نہیں؟“۔ عمران نے اسی بارے میں پوچھا
”ابھی تک تو نہیں پہنچی۔“۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران
اور کے کلب ریسیور رکھ دیا۔

بلیک زیرو خاموش بیٹھا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ راڈش رور
پاکیشیا کا سب سے اہم فارن ایجنٹ ہے اور چونکہ روسیہ میں فو
ٹرانسمیٹر کالین باقاعدہ سرکاری طور پر چیک کی جاتی تھیں اس لئے
اس کے ساتھ یہ مخصوص کوڈ ملے تھا کہ اگر کالج چیک بھی ہو جائے
کالونٹس نہ لیا جاسکے۔ کیونکہ راڈش کلب چلانے کے ساتھ ساتھ
ایک سپورٹ کلبز بھی کرتا تھا اور اس کا بزنس کافرستان سے ہی
بات چیت کے لئے عمران نے اسے ایک خاص قسم کا ٹرانسمیٹر مہیا

جس قدر جلد تم یہ معلومات مہیا کر سکو۔ اور؟ — عمران کے بچے میں کہا۔

بہتر سر — میں ابھی کام شروع کر دیا ہوں — مجھے امید زیادہ سے زیادہ دو گھنٹوں کے اندر میں زیادہ نہیں تو کم از کم اتنا مزبور حاصل کروں گا۔ اور؟ — دوسری طرف سے راؤش نے اعتماد سے بچے میں کہا۔

مخاطب ہو کر کام کرنا — اور اینڈ آل — عمران نے کہا آف کر دیا۔ اور پھر ایک بار پھر سامنے رکھی جوتی نائل کو کھول کر اس مطالبے میں مصروف ہو گیا۔

ایک گھنٹے سے ہی کم عرصے بعد ٹرانسپیر نے کال دینی شروع تو عمران نے چونک کر ٹرانسپیر کی طرف دیکھا اس کے ذہن میں خطا تھا کہ شاید ٹرانسپیر کی طرف سے کال ہو کر ہو۔ راؤش نے تو دو گھنٹوں وقت دیا تھا۔ لیکن ٹرانسپیر کے مخصوص حائل کو دیکھتے ہی وہ چونک کر دیکھ کر فریوڈیسی تیار ہی مٹی کر کال راؤش کی طرف سے اس کے آئی ٹرانسپیر کی ہے جس سے اس نے پہلے کال کی تھی۔

اسی جلد کال کا کیا مطلب؟ — عمران نے بڑھاتے ہوئے ہاتھ بٹھا کر ٹرانسپیر آن کر دیا۔ بلکہ زبرد اس دوران اٹھ کر کہیں تھا اس لئے عمران کیلئے ہی آپریشن روم میں موجود تھا۔

زیلو میلو — راؤش کا لنگ۔ اور؟ — ٹرانسپیر کا مٹن آن ہی راؤش کی تیز آواز سنائی دی۔

اکیلو۔ اور؟ — عمران نے غصے سے بچے میں کہا۔

باس! — اتفاق سے وہ آدمی جلد ہی مل گیا اور خاصی معلومات ملی ہیں۔ اور؟ — دوسری طرف سے راؤش نے تیز تیز بچے میں کہا۔

کیا رپورٹ ہے۔ اور؟ — عمران نے سر ہلچے میں پوچھا۔

باس! — اسی روی کے چیف مبارک نے جی۔ بی کے چیف مارشل بلا سے ملاقات کی ہے اور پایشیا سیکرٹ سروس اور اس کے ہیریڈ کارٹر نے خاتمے کے ساتھ ساتھ ہیریڈ کارٹر سے ایک نائل حاصل کرنے کے لئے

ان کے زارک اکیبسی کی خدمات چاہی ہیں جس کی اعانت نہ صرف مارشل ایزلانے دے دی ہے بلکہ زارک اکیبسی کے چیف زارک کو ملا کر مشن بھی ان کو سونپ دیا ہے اور زارک نے مبارک سے ملاقات کر کے فوری طور

راہی اکیبسی سمیت پایشیا روانگی کے انتظامات شروع کر دیئے ہیں اور اس! — وہ زیادہ سے زیادہ کل تک پایشیا کے دارالحکومت پہنچ جانے گا۔ اس کے علاوہ ایک اور اہم بات بھی سامنے آئی ہے کہ

مبارک نے مارشل گا زیلا سے ایک انتہائی جدید مشین جس کا کوٹنام پیر آف ہے حاصل کرنے کی کوشش کی تاکہ سیکرٹ سروس کے ہیریڈ کارٹر کو اس مشین کی مدد سے مکمل طور پر آف کر کے وہاں سے نائل حاصل کی جاسکے

یہ ڈاکٹر آف جو کہ روسیہ کی ڈیفینس سپریم کونسل کے چیئرمین ہیں نے مشین دینے سے سافٹ انکار کر دیا۔ مارشل گا زیلا نے مدد سے اس کی لیکن مدد سے بھی انکار کر دیا۔ پھر زارک نے جی ڈاکٹر آف سے

بات کی لیکن اس نے زارک کو بھی انکار کر دیا کیونکہ اس مشین کے پاس یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ مشین اکیبسیا کے مکمل بین الاقوامی دفاعی اسسٹم کو فوری طور پر مغلوب کرنے کے لئے تیار کی گئی ہے اور یہ روسیہ کی

انتہائی خفیہ اور جدید ترین ایجاد ہے اس لئے ایک مبینہ کینڈیوں سے اسے
کے لئے مارشل گاڑیا اور ناراک دونوں کو صاف جواب دے دیا گیا ہے
دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اس اڈے کے متعلق پتہ چلا ہے۔ اور؟“ —؛ عمران نے پوچھا
”یہ اڈہ ایس۔ وی کے تحت تیار کیا گیا ہے۔ فوری طور پر تو اس کے
میں معلومات حاصل نہیں ہو سکیں البتہ میں نے اپنے آدمی کو کہہ کر دیا ہے
قدر جلد ممکن ہو سکے وہ تفصیلات حاصل کرے گا۔ اور“ — د
طرف سے جواب دیا گیا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسے ہی معلومات ملیں فوراً رپورٹ دینا۔ اور اینٹھا
عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹ آف کر دیا۔ اسی لمحے بلیک زیر و انھا
دروازے سے نکل کر آپریشن روم میں داخل ہوا۔

”کس کی کال مٹی؟“ —؛ بلیک زیر و نے پوچھا۔
”راڈوش کی کال مٹی؟“ — عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ
راڈوش کی بتائی ہوئی معلومات بھی اس نے دوہرا دیں۔

”ناراک ایجنسی — میرے خیال میں اس کی فائل تو لا بٹری میں م
ہے۔“ — بلیک زیر و نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں — وہ فائل لے آؤ۔ تاکہ اس کے استقبال کے لئے صبح ۶
سے تیاری کی جاسکے۔“ — عمران نے سکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیر و
پاؤں واپس مڑ گیا۔

”سپیر آف — عمران نے آنکھیں بند کر کے کرسی کی پشت سے
ٹکائے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ وہ اس مشین کی اجیت کا اندازہ کر رہا تھا جس

لے جی۔ بی کے چیف کو بھی صاف جواب دے دیا گیا اور جو ایکریا کے
زیٹ دفنا مٹی پلان کو بھی منطوق کر سکتی ہے۔

یہ لیجیے۔“ — چند لمحوں بعد بلیک زیر و کی آواز اس کے کانوں میں
اور عمران نے آنکھیں کھول دیں۔

آپ شاید اس ناراک ایجنسی کی وجہ سے پریشان ہو رہے ہیں؟ —
زیر و نے ہاتھ میں کپڑی ہوتی فائل عمران کے سامنے رکھتے ہوئے حیرت
لجے میں کہا۔

ارے نہیں۔ جو خود اپنے پرنسپل پر عمل کر رہا ہو، اس کے لئے کیا
نی — میں تو اس سہ آف مشین کے بارے میں سوچ رہا ہوں —
ہے سکراتے ہوئے کہا۔

”سپیر آف مشین — بلیک زیر و نے اپنی کرسی پر بیٹھے ہوئے حیرت
لجے میں پوچھا اور عمران نے اسے مختصر طور پر سپیر آف مشین کے
میں راڈوش کی دی ہوئی معلومات بتا دیں۔ پہلے اس نے اس کا ذکر
تھا۔

نورہ دانش منزل کے لئے یہ مشین حاصل کرنا چاہتے تھے۔ — بلیک زیر و
نہ چلا تے ہوئے کہا۔

ہاں — اور ڈاکٹر آنون اور صدر روسیہ کے صاف انکار سے تو یہی
ہوتا ہے کہ یہ مشین روسیہ کے لئے انتہائی اہم ترین مشین سے —
نہ کہا۔

”ہر آپ اس مشین کے بارے میں کچھ کرنا چاہتے ہیں؟“ — بلیک زیر و

”جب ڈاکٹر آؤت اور صدر نے مارشل گاڑی کو اٹکار کر دیا ہے تو طے ہے کہ یہ مشین فوری طور پر پاکیشا کے خلاف استعمال نہیں ہو سکتی۔ فی الحال تو میں نازک اکیٹیوی اور اس اوڈے کے بارے میں سوچنے کے بعد دیکھوں گا کہ پُرتوت کے بارے میں کیا کیا جاسکتا ہے۔“

لے کہا اور بلیک زیرو کی لائی جوئی فائل کھول کر اسے دیکھنے لگا۔ ضمیمہ سٹی اس لئے وہ کافی دیر تک اس کا مطالعہ کرتا رہا پھر اس طویل سائنس لے کر فائل بند کر دی۔

”نازاک اپنے قدمقامت سے فوری طور پر پھپھانا بھی جلتے گا اور بارے میں تفصیلات اس فائل میں موجود ہیں اس لئے تم سیکرٹ سرکالرٹ کرو کہ وہ آزاد علاقے کی طرف سے آنے والی سڑکوں اور ایئر سٹریٹنگز کی کریں۔ یہ خطرناک آدمی ہے اس لئے میں اسے یہاں کی زیادہ مہلت نہیں دے سکتا۔ اور دوسری بات یہ کہ سیکرٹ تمام ممبران کو دربارہ تبادلہ جگہوں پر بھیجا دیا۔“

عمران نے کمرے سے نکلے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ بلیک زیرو کے اثبات میں سر بلا تے ہوئے عمران تیزی سے بہرینی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

نازاک نے سبارک سے مل کر پاکیشا سیکرٹ سرویس اور اس کے خاص آدمی علی عمران کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنی تھیں۔ علی عمران نے سٹیج تو اس نے کی تھی، لیکن فائل کو کبھی چیک کر لیا تھا اور وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ سیکرٹ سرویس کا فعال آدمی عمران ہی ہے۔ اگر اس علی عمران کو خارجہ قافلو میں کر لیا جلتے تو یہ آسانی سے پاکیشا سیکرٹ سرویس کا بھی کھوج لیا جاسکتا ہے اور ان کے میڈیکل ریکارڈ سے فائل بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔

لیکن وہی کے سبارک نے ایس۔ ڈی سٹری سیف کے شن کے بارے میں یہ معلومات بتائی تھیں اس سے اسے یہ حال یہ معلوم ہو گیا تھا کہ عمران جو بظاہر حق سادھی ہے انتہائی خطرناک حد تک ذہین آدمی ہے اور اس کے ذہنی اُس سے یہ بھی اکتا ہے ہو گیا تھا کہ پاکیشا سیکرٹ سرویس نے پاکیشا میں یہ انتظامات بھی کر رکھے ہیں کہ کوئی بھی غیر ملکی اکیٹیویٹس پاس ہے جس کے ذہنی دہان باہر سے نہیں لے لیا جاتا ہے اور اس لئے نازاک نے

پاکیشیا میں داخل ہونے کا ایک بالکل ہی مختلف پلان بنایا تھا اور اس پلان تحت اس نے سب سے پہلے کے جی۔ بی کے ایجنٹوں کے ذریعے پاکیشیا دارالحکومت کی مختلف کالونیوں میں رہائش گاہیں، کارین، سائنسی مشابہ اور اسلحو وغیرہ کے انشعانات کئے۔ اپنی ایجنسی کے بیس افراد اس نے بنا پاکیشیا بھجوا دیئے جنہوں نے وہاں ضروری انشعانات کرنے اور پھر وہ چار خاص آدمیوں سمیت پہلے یکوئی گیا اور پھر وہاں سے ایک تین تین مکان میں وہ منشیات سمگل کرنے والی ایک بہت بڑی تنظیم کے ذریعے ایک عرب ملک پہنچے جہاں سے خفیہ لاپنج کے ذریعے انہیں پاکیشیا کے دارالحکومت پہنچا دیا گیا اس طرح نازاک اور اس کے چار ساتھی انتہائی خفیہ طریقہ پاکیشیا میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے اور یہاں پہنچتے ہی انہوں نے مقامی میک آپ کر لیا تھا۔ اس نے اپنے چاروں ساتھیوں کو انہیں سمجھا کر عمران کے فلیٹ کی نگرانی پر لگا دیا تھا اور خود وہ ایک کوٹھڑی چھپ کر بیٹھ گیا جو اس نے کے جی۔ بی کے ایجنٹوں کے ذریعے حاصل تھی تاکہ عمران وقت پر سامنے آئے اور مشن مکمل کرے۔ انہیں پہنچے ہوتے دو روز ہو گئے تھے لیکن ان دو روز میں عمران فلیٹ آتا جانا نظر نہ آیا تھا اس لئے اب نازاک سوچ رہا تھا کہ عمران کو تھام کرنے کے لئے کوئی اور طریقہ استعمال کرے۔ فائل کے مطابق عمرا فلیٹ میں اس کے ساتھ اس کا بادرچی بھی رہتا تھا لیکن دو روز۔ فلیٹ کو تھام لگا ہوا تھا اور اس کا وہ بادرچی بھی غائب تھا چنانچہ انہوں نے اپنے آدمیوں کو ہدایت دے دی تھی کہ صرف ایک آدمی نگرانی کریں۔ باقی افراد شہر میں گھوم پھر کر عمران کو تلاش کریں

وقت دوپہر ہونے کے قریب تھی اور نازاک مسلسل دو روز سے اس کو مٹی میں بیٹھے بیٹھے مرنے کی حد تک بور ہو چکا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ اتنے بڑے دارالحکومت میں وہ اُسے کہاں تلاش کرے۔ اگر فلیٹ پر اس کا بادرچی بھی ہوتا تو اس سے بھی معلومات حاصل کی جا سکتی تھیں لیکن وہ بھی موجود نہ تھا اور اس فلیٹ کے علاوہ وہ عمران کے کسی اور مکان کے کو جانا بھی نہ تھا۔ کو سبارک نے اسے سیکرٹ سروس کے میڈیکل ڈائریکٹ کے بارے میں تفصیلات بتا دی تھیں لیکن نازاک نے یہاں بوجھ کر ادھر کا رخ نہ کیا تھا کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اس عمارت کے اندر انتہائی عجیب و غریب آلات نصب ہیں اور ہوسکتا ہے کہ اس کی نگرانی کرنے والا بھی ان کی نظر میں آجاتا ہو۔ اس لئے اس نے سوچا تھا کہ پہلے اس کو اس پر قابو پایا جائے پھر اس کے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کو اس کے ختم کر دے۔ اس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس منہ بوجھ ہو کر ہانسنے لگی اور آخر میں وہ اطمینان سے اس عمارت میں داخل ہوتے اور وہاں سے فائل حاصل کرنے کی کامیاب پلاننگ کر سکے گا۔ لیکن ابھی پہلے قدم ہی میں انہیں کامیابی نہ ہو رہی تھی۔ وہ عمران ہی نہیں رہتا تھا۔

مجھے خود باہر نکلتا پڑے گا اور اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے۔ عمران کے باپ با دوسرے رشتہ داروں کو قابو میں کر کے اس عمران کے لئے آنے پر مجبور کیا جاتے۔ نازاک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا کہ ہم کرسی سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ میز پر پڑے ٹیلیفون کی گھنٹی بج گئی تھی بے اختیار چونک پڑا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسپونڈ اٹھا لیا۔

"لیں"۔ زاراک نے تیز لہجے میں کہا۔
 "زیڈ ایون بول رہا ہوں باس"۔ دوسری طرف سے اس
 گروپ کے آدمی کی آواز سنائی دی۔
 "ادہ لیں۔ کیا رپورٹ ہے"۔ زاراک نے چونک کر پوچھا
 "باس!۔ اس آدمی کو چیک کر لیا گیا ہے۔ ہم نے اسے ایک
 میں چیک کیا تھا۔ وہ دو دیوہیکل جمیشیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ
 جمیشی تقریباً آپ جیسی تدوینات کے ہیں۔ وہ دونوں جمیشیا
 سے ایسے ٹریٹ کر رہے تھے۔ جیسے اس کے ملازم ہوں۔ ہم
 اس کی نگرانی کی تو وہ ان جمیشیوں سمیت ہوش سے نکلا اور وہ تینوں
 ہی کار میں بیٹھ کر یہاں کی ایک پراسرار سی عمارت میں چلے گئے۔
 اور ابھی تک اندر ہی ہیں"۔ زیڈ ایون نے رپورٹ دیتے ہوئے
 "کونسی عمارت۔ وہی جسے بیٹھ کر اور رکھا جا رہا ہے"۔ زارا
 نے چونک کر پوچھا۔
 "اوہ نہیں باس!۔ یہ البرٹ روڈ کی ایک قلعہ نما عمارت ہے
 اس پر کسی رانا تھور علی ہندوئی کی نیم ٹیٹ لگی ہوئی ہے"۔ زیڈ
 نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "چلو اس کا پتہ تو چلا۔ اس عمارت کو اندر سے چیک کر وکرا
 ان تین کے علاوہ اور کتنے افراد ہیں"۔ زاراک نے اطمینان
 لہجے میں کہا۔
 "میں نے پہلے ہی سپر سافٹ ویلو کے ذریعے چیک کرنے کی کوشش
 کی ہے باس!۔ لیکن یہ تو انتہائی پراسرار سی عمارت ہے سپر سافٹ

نذر جانے کے بعد کام ہی نہیں کیا۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ اندر
 ہی آف ہو گئی ہو"۔ زیڈ ایون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "اوہ!۔ اس کا مطلب ہے کہ اس عمارت میں جدید سائنسی انتظامات
 نہیں ہیں۔ کمال ہے۔ ویسے تو یہ خاصا لمبا تانہ سالک سے
 بل ہر عمارت میں جدید ترین سائنسی انتظامات تو اس طرح کئے
 جیسے یہ روسیا سے بھی زیادہ ایڈوانسڈ ملک ہو۔ بہر حال
 ماری رکھو اور پھر جیسے ہی یہ آدمی باہر آئے مجھے فوراً اطلاع دینا
 خود آکر اس کو اغوا کر دوں گا"۔ زاراک نے تیز لہجے میں کہا۔
 "باس"۔ زیڈ ایون نے کہا اور زاراک نے ریسپورڈ رکھ دیا۔

دیکھ پتہ تو چلا اس کا"۔ زاراک نے ریسپورڈ رکھ کر بیڑے سے
 اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ اُسے یقین تھا کہ
 عمران جلد ہی اس کے ہاتھ چڑھ جائے گا اور اس کے بعد وہ انتہائی
 ری سے اپنے پلان کو آگے بڑھائے گا۔

ہنہ کہ اس نے پہلے خود آنے کی بھالتے اپنے کسی آدمی کو بھیجا ہوتا کہ وہ
 لہان کے متعلق اسے رپورٹ دے سکے کہ کیا وہ دارالحکومت میں موجود بھی
 ہے یا نہیں۔ اس لئے عمران نے اپنے اصل خلیعے میں مختلف بوتلوں میں
 امانا شروع کر دیا تھا لیکن یہ کوشش بھی اب تک بے سود رہی تھی۔
 یہی کسی آدمی نے ان کا تعاقب کیا تھا اور نہ ہی اس کی نگرانی کی تھی عمران
 نے بان بوجھ کر فیسٹ کو تالا لگا دیا تھا اور سلیمان کو اس نے اس کے گاؤں
 بوا دیا تھا کیونکہ اس نے زاراک کے متعلق جو کچھ پڑھا تھا اس کے مطابق
 راک انتہائی وحشی اور سفاک طبیعت کا آدمی تھا اس لئے اس نے سوچا
 کہ میں سلیمان اس کی وجہ سے تشدد کا شکار نہ ہو جائے۔ ٹائٹیکر کی ڈیوٹی
 ہی اس نے لگا رکھی تھی کہ وہ زیر زمین دنیا میں پوری طرح چوکس ہے
 و سنا ہے زاراک کسی گروپ کی امداد حاصل کرے کیونکہ وہ پہلی بار یہاں
 رہا تھا۔ لیکن ٹائٹیکر کی طرف سے بھی کوئی مثبت رپورٹ نہ مل رہی تھی
 ان اس نے دوپہر کا کھانا کھانا اور جوڑت کے ہمراہ ایک مشہور ہوٹل میں
 ملا تھا اور انہیں رانا باؤس پہنچے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی اور اب وہ
 ہیں۔ اٹھا کر رانا باؤس چھوڑ کر دوبارہ اپنے فیسٹ میں منتقل ہو جائے
 جوڑت دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پینل جیسی چیز
 تھی جو تھی جو سیاہ رنگ کی تھی۔

اب اس! — یہ ابھی باہر سے آکر گری ہے۔ جوڑت نے اندر
 تے دوڑتے کہا اور عمران چوکم پڑا۔
 حفاظتی نظام تو آن ہے ناں۔ عمران نے وہ سیاہ رنگ کی پینل
 دن کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔

عمران سے کہ رانا باؤس شفٹ ہوئے آج چار روز گزر چکے
 سیکرٹ سروس ایئرپورٹ اور آزاد قبائلی علاقے کی طرف سے آنے والے
 کی مسلسل مکمل اور بھرپور نگرانی کر رہی تھی۔ لیکن اب تک کوئی ایسا آ
 میں نہ آیا تھا جس پر زاراک ہونے کا شک و شبہ کیا جاسکا۔ جبکہ رانا
 دوسری بار اسے اطلاع دے چکا تھا کہ زاراک اپنی انجنی کے چاہ
 کے ساتھ یہاں سے اکیس یا چلا گیا ہے اور اس اطلاع ملنے کے بعد
 اکیس یا سے آنے والوں کی نگرانی اور بھی سخت کرادی تھی کیونکہ
 کے اکیس یا ہلے کا یہی مطلب تھا کہ وہ اب اکیس یا میں ایک آپا
 کا غذات کی مدد سے پاکیشیا میں داخل ہوگا۔ لیکن کوئی ایسا اکیس یا
 چار روز میں پاکیشیا نہ پہنچا تھا جس پر زاراک ہونے کا شبہ کیا جائے
 کا قد و قامت اور جسامت جوڑت اور جو مان سے تقریباً ملتا جلتا تھا
 وہ اگر یہاں آتا تو کسی طرح بھی نہ چھپ سکتا تھا۔ پھر عمران نے سو

عمران اب سامنے والوں کو چیک کر رہا تھا لیکن وہ اب ہم
میں کھڑے تھے۔ اچانک ان میں سے ایک نے کلائی کی گھڑی
لے لی تھی اور نپایا اور اس کے ساتھ ہی عمران بُری طرح چونک
اواہ۔ اس کی کلائی کی اندرونی سفیدی بتا رہی ہے کہ
ہنیں ہے بلکہ میک آپ میں ہے۔“ عمران نے بڑبڑاتے
پھر تقریباً دس منٹ بعد جوزف واپس کمرے میں داخل ہوا۔
”وہ اسپتال روم میں پہنچا دیا گیا ہے باس۔“ جوزف
”یہ مقامی لوگ نہیں ہیں۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔“
ان پر نگار رکھو۔ میں اس آدمی سے تھوڑی سی پوچھ گچھ کر لوں
عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ایک
گذرنے کے بعد وہ ایک کمرے میں داخل ہوا تو فرش پر وہی آ
پڑا ہوا تھا جسے عقب میں دیکھا گیا تھا اور جو اب بھی وہاں کھڑا
”اس کی تلاشی لی ہے۔“ جوزف نے جواب دیا۔
ہو کر پوچھا۔

”لیں باس!۔ اس کی جیب سے یہ ایک محسنوں ساخت کا
مشین پشٹ نکلا ہے۔“ جو ان کے ایک طرف میز پر پڑی ہے
چیزوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔“ عمران نے کہا اور تیزی سے میز کی طرف بڑھ
نے وہ ٹکڑے فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر اٹھا یا اور اسے الٹ پلٹ کر غور
لگا۔ پھر اسے واپس رکھ کر اس نے وہ مشین پشٹ اٹھا یا اور اسے چکا
”میک آپ واشر لے آؤ اور اس کا چہرہ چیک کرو۔“

باننا سے کہا اور جو اس پر لٹا ہوا تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف سڑ
ران نے ایک الماری سے رسمی نکالی اور پہلے فرش پر یہ پوش پڑے
آدمی کے ہاتھ اس کے عقب میں کر کے بانٹھے اور پھر اسے اٹھا کر
ہی پر بٹھا دیا۔ باقی رسمی سے اس نے اس کے جسم کو کرسی سے اچھی طرح
دیا۔

ہند محوں بعد جو ان میک آپ واشر لے آئے اند داخل ہوا۔ اس نے اس کا
دیوار میں مگنی ساکٹ میں لگایا اور واشر کا کنٹروپ اس آدمی کے سر چہرے
کا ان پر چڑھا کر اسے بانڈھا اور مشین چلا دی۔ شفاف کنٹروپ میں
ان سامبرنگ تھوڑی دیر بعد مشین پر بٹنے والا بلب ایک جھلمکے سے بجھ
جو ان نے مشین آف کر کے کنٹروپ کھولا اور کنٹروپ ہٹانے کے بعد اس
کا اسل چہرہ سامنے آ گیا۔ وہ رو سیاہی تھا۔

جوزف کو ساتھ لواد سامنے موجود دونوں آدمیوں کو بھی انکار لاد۔ لیکن
رہنا جو سامنے ان کے دوسرے ساتھی بھی ہوں۔“ عمران نے
سے مخاطب ہو کر کہا۔

لے نگر رہیں ما سٹر۔ جتنے بھی ہوتے سب اٹھا لادوں گا۔ جو ان
بکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے میک آپ واشر اٹھاتے کمرے سے باہر
ہا گیا۔

عمران نے آگے بڑھ کر اس آدمی کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند
دیا کچھ دیر بعد ہی اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی تو عمران پیچھے
ٹ گیا۔ چند لمحوں بعد اس آدمی کی آنکھیں کھلیں اور ساتھ ہی اس کے
سے پر تکلیف کے آثار نمودار ہو گئے۔ عمران نے اکتیا مسکرایا کیونکہ اس

آدی کے سر پر اٹھنے سے ہونے کو مڑو کو دیکھ کر ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ
بیوقوف کیا گیا ہوگا۔

”مم — مم — میں کہاں ہوں“ — اس آدمی نے حیرت بھر
میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر سامنے کھڑے عمران کو دیکھ کر
چونکا۔ اس کی دھندلائی ہوئی آنکھوں میں بیکھنت ایسی چمک نمودار
بادلوں میں بھی چمکتی ہے اور عمران مسکرا دیا۔ وہ اس چمک کو دیکھ کر
گیا تھا کہ یہ لوگ یہاں اسی کی معجزی کر رہے تھے۔

”کون جو تم — اور مجھے کیوں باندھ رکھا ہے یہاں“ —
نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

”مجھے تو زاراک پراسوس ہے کہ اس نے تم جیسے احمقوں کا
میں جبری کر رکھا ہے“ — عمران نے منبنا تے ہوئے کہا۔
”زا — زاراک — کیا مطلب“ — اس آدمی نے
پھر بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیا، جوزف اور
داخل ہوئے۔ ان کے کندھوں پر ایک ایک بیوقوف آدمی لدا ہوا
انہوں نے اندر آ کر ان دونوں کو فرش پر پٹخ دیا۔ کرسی پر بندھے
آدی کے ہونٹ پھینچ گئے۔ ظاہر ہے وہ اپنے ساتھیوں کو پہچان
”اور تو کوئی نہیں ہے“ — عمران نے پوچھا۔

”نواباں — یہ دو ہی تھے“ — جوزف نے جواب دیا
”اوکے — تم جا کر شیٹن سے مزید چینگنگ کرو“ —
جوزف سے کہا اور جوزف سر ہلایا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

انہیں بھی باندھ کر کرسیوں پر بٹھا دو“ — عمران نے جو اس سے
طلب ہو کر کہا اور جو اتنی ہی سے حرکت میں آ گیا۔

مخوشی و رعبہ وہ دونوں بھی کرسیوں پر بندھے ہوئے بیٹھے تھے
ان کی جیبوں سے نکلنے والے ویسی ہی ساخت کے ٹرانسمیٹر اور مشین
مل تھے۔

ان کے میک اپ صاف کر دوں ماسٹر“ — جو اس نے عمران سے
طلب ہو کر کہا۔

”نہیں — ایک کی مثل شکل ہی اتنی خوبصورت ہے کہ دوسروں
لی دیکھنے کی حسرت نہیں رہی“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
جوانی مسکرا دیا۔

”ہاں — تو تمہیں اب زاراک کا مطلب سمجھایا جاتے — ویسے
اس جو اس کو تو تم نے دیکھ لیا ہے مطلب سمجھانے کے لئے میں نے اسے
فاس طور پر ملازم رکھا ہوا ہے — بولو! سمجھانے مطلب — یا تم
نور ہی اپنا نام یاد دو گے“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں کسی زاراک کو نہیں جانتا“ — اس آدمی نے ہونٹ پھینچتے
ہوئے کہا۔

”اوکے — نہ جانتے ہو گے — اپنا نام یاد دو۔ پہلے یہ سن لو کہ
نہاں سے چہرے سے مقامی میک اپ صاف ہو چکا ہے اور اب تم اپنے
اصل رو سیاہی چہرے میں ہو۔ اس لئے نام بتاتے وقت مقامی نام بتانے
”تکلف نہ کرنا“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کی بات
سن کر اس آدمی کے ہونٹ بے اختیار پھینچ گئے۔

معنی ہوتے تھے لیکن اس سے پہلے کہ جوان آگے بڑھا، اپنا کمر دکھانے سے تین ٹرانسپیروں میں سے ایک سے ٹوں ٹوں کی آواز بنا رہا تھا۔

اس کا منہ بند کر دو۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا اور تیزی سے ہلکا ہلکا بھاگا۔ اس نے ٹرانسپیر اٹھایا۔ یہ وہ ٹرانسپیر تھا جو بعد میں اس میں سے ایک کی جیب سے نکلا تھا۔ اور وہ دونوں ابھی پیکس پڑے تھے اور ظاہر ہے عمران نے ابھی ان کا لہجہ سنا بھی نہیں تھا۔ اس نے ٹرانسپیر اٹھایا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

میلو۔ جیلو۔ زارا کا گنگ زریڈ لیون۔ اور۔۔۔ بٹن آن تیری دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

لیس باس۔ سو ری باس! زریڈ لیون ہاتھ کے لئے گیا ہے۔ میرے پاس ہے۔ اور۔۔۔ عمران نے اس بار کسی پریٹیکٹ سے آوی کے لیے میں بات کرتے ہوئے کہا اس نے جان بوجھ کر بات کی تھی۔

ہاتھ گیا ہے۔۔۔ اوہ اچھا، زریڈ لیون۔ کیا پورٹ ہے۔ وہ انہیں اندر سے یا کہیں گیا ہے۔ اور۔۔۔؟ دوسری طرف سے۔۔۔ کر پوچھا گیا۔

آئی اندر ہی ہے باس۔ اور۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ نگرانی کرتے رہو۔ پوری طرح ہوشیار رہنا۔ زریڈ آل۔۔۔ زارا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم

میرا کوئی ہم نہیں ہے۔۔۔ آوی نے ہنٹ چلا ہوتے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

بہت خوب۔۔۔ اب تم زارا کا انجینی کے آوی لگا رہے تریٹ یافتہ۔ حالانکہ پہلے تم تینوں جس طرح انا ہی پن سے لا کی نگرانی کر رہے تھے، مجھے زارا کا انجینی پر انوس ہونے لگا۔ جو تو اٹھواڑھ سو ساہ کے سرکاری اخراجات ضائع ہو رہے ہیں۔ بے نام صاحب!۔۔۔ اب صرف اتنا یاد کرو زارا کہ اس وقت کہ ہے۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میں کسی زارا کو نہیں جانتا۔۔۔ اس آوی نے کہا۔

جوانا!۔۔۔ اب میں کیا کروں۔ میں نے تو بڑی کوشش کی کہ تمہارا سکوپ نہ بن سکے۔ لیکن ٹھیک ہے اب اس کا مقدر۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے ساتھ کھڑے جوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

باس!۔۔۔ اس کی کھوپڑی میں سوراخ نہ کر دوں۔۔۔ دو ہیں ان سے پوچھ لیں گے۔ بٹے عرصے سے انہی مار کر کھ میں سوراخ کرنے کی حسرت دل میں ہے۔۔۔ جوان نے ہنستے ہوئے کہا۔

اے نہیں جوانا۔۔۔ زارا کے ساتھ صرف چار آدمی آتے ہیں تو یہ ہیں۔ چوتھا شاید میرے فیلٹ کی نگرانی کر رہا ہوگا۔

روساہ کا اتنا بڑا انجینٹ سے اسے اس طرح بے دست بنا دو۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کسی پر بندہ آوی عمران کی بات سن کر بے اختیار چونکا پڑا۔ لیکن اس کے ہونہ

ہو گیا۔ عمران نے بین آفت نہ کیا بلکہ اسی طرح ٹرانسپیر ہاتھ
وہ دوڑتا ہوا اس کمرے سے نکلا اور سیدھا لیبارٹری کی طرف
چونکہ اس نے بین آفت نہ کیا تھا اس لئے ٹرانسپیر میں وہ فوکلوس
تھی جس سے کمال کی گتی تھی، اور چونکہ یہ فلسفہ فزکس کی کاٹھنا
اس لئے عمران کو یقین تھا کہ اس فزکس کی مدد سے وہ آسمان
ناراک کا ٹھکانا معلوم کر لے گا۔ اس لئے پہلے تو ٹرانسپیر میں محض
کو ایک شین پر چیک کیا اور پھر اس نے ایک اور شین پر اس ف
ایڈجسٹ کر کے اسے دار الحکومت کے لقمے کے ساتھ منسلک کیا
اس شین کے اندر موجود لاگ ریج ٹرانسپیر پر وہ فزکس سیٹ
ٹرانسپیر کا بین دبا دیا۔

”ہیلو میو — زیڈ تھرین کانگ باس۔ اور“ — عمران
پر بیٹھے ہوئے آدمی کے بچے میں بار بار کال دینی شروع کر دی، اور
تین نظریں اس سکرین پر جمی ہوئی تھیں جس پر دار الحکومت کا تفصیلی
موجود تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جیسے ہی دوسری طرف سے ٹرانسپیر کال
جلتے گی نقشے پر اس جگہ سرخ رنگ کا نقطہ تیزی سے چلنے بجھنے
جلتے گا اس طرح اس ناراک کی جگہ کا اسے علم ہو جلتے گا۔

یس — ناراک انڈنگ یو — کیا بات ہے زیڈ تھرین
چند لمحوں بعد ہی ناراک کی آواز ٹرانسپیر سے سنائی دی اور اس
جی سکرین پر ایک جگہ سرخ رنگ کا نقطہ تیزی سے چلنے بجھنے گا
عمران نے اس جگہ کو غور سے دیکھا۔ دوسرے لمحے اس کے لبوں
ابھرائی کیونکہ یہ ساف مٹا گلشن رحمت کالونی کی کوئی ممبر ایک سو

باس! — وہ عمران تو باہر نہیں نکلا۔ اس کا ایک حبشی ساتھی باہر
آیا ہے اور پیدل ہی مارکیٹ کی طرف جا رہے — زیڈ لیون ابھی
ملک واپس نہیں آیا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ سے پوچھ لوں کہ اس
حبشی کی نگرانی بھی کرنی ہے یا نہیں۔ اور“ — عمران نے ایک
لبانی باتے ہوتے کہا۔

صرف عمران کی نگرانی کرو — اور زیڈ لیون نے اتنی دیر کیوں لگا دی
ہے۔ اس کا فوراً پتہ کرو اور پھر اسے کہو کہ مجھے کال کرے۔ اور اینڈ آل۔
دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا
اور وہ سرخ نقطہ بھی بجھ گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
تیزی سے شین آف کرنی شروع کر دی اور پھر وہ اسی رفتار سے لیبارٹری
تے باہر آ گیا۔ جزوف باہر برآمدے میں بھی اسے مل گیا۔

جزوف ا — ان مینوں کا خیال رکھنا۔ یہ مشکل نہ جانتیں — میں بعد
میں کال کر کے ان کے متعلق باتوں کا تمہیں — اور ہاں! — میں نے
فوری باہر جانا ہے اس لئے حفاظتی نظام آفٹ کر دو“ — عمران نے
جزوف کو ہدایات دیں اور خود وہ تیزی سے پورچ کی طرف بڑھ گیا جہاں
اس کی کار موجود تھی۔ تھوڑی دیر بعد جزوف پورچ میں پہنچا اور پھر تیزی
سے چلتا ہوا چھٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے چھٹک کھولا اور عمران
کار باہر نکال لے گیا اور پھر اس نے کار کا رخ گلشن رحمت کالونی کی
طرف موڑ دیا۔

گلشن رحمت کالونی، شہر سے باہر ایک نوآباد کالونی تھی۔ اگر عمران
کو روڈ سے جانا تو ا — سے وہاں تک پہنچنے کے لئے لمبا چکر کاٹنا پڑتا۔

اس لئے اس نے وہاں تک فوری پہنچنے کے لئے ایک شارٹ استعمال کیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ گلشن رحمت کالونی میں ہو چکا تھا پھر اسے کوئٹہ فزیکل سوبارہ تلاش کرنے میں زیادہ نہ ہوئی۔ کوئٹہ فزیکل سوبارہ سب سے پہلے اس کا پھانگ بند تھا۔ ۲ کار عقبی طرف لے گیا اور پھر ایک سائیڈ پر کار روکنے کے بعد وہ نیچے اور تیزی سے عقبی دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ ایک گھنٹے درخت کو وہ درخت کے ساتھ دیکھ چکا تھا اور عقبی نگلی میں آمدورفت بھی نہ تھی اس لئے تیزی سے درخت پر چڑھا اور چند لمحوں بعد وہ اونچی دیوار پر پہنچ چکا اور دوسری طرف ایک وسیع پائین باغ تھا اور اصل عمارت کافی فاصلے پر تھی۔ عمران دیوار پر بیٹھا اور پھر اس نے مڑ کر اپنے جسم کو دیوار کے نیچے لٹکا دیا۔ اس کے دونوں ہاتھ ایک جگہ سے منڈیر پر جم گئے۔ اگلے گھنٹے اپنے جسم کو توڑنے کے بعد عمران آہستہ سے نیچے اتر گیا اس نے اتنی تکلیف اس لئے کی تھی کہ وہ نیچے کود کر کوئی ایسا دم نہ کرنا چاہتا تھا جس سے اندر موجود نازاک یا اس کے سامنے کو چوڑا نہ جاتا تھا۔ عمران تیزی سے سائیڈ راہداری کی طرف بڑھا اور آہ آہستہ آگے کھسکا چلا گیا۔ اس نے جیسے سے مشین پسٹل نکال لیا اور کوئٹہ کا وسیع لان خالی پڑا ہوا تھا۔ عمران نے سائیڈ پر برآمدے کو توڑا وہ بھی خالی پڑا ہوا تھا۔ کوئٹہ پر چھایا ہوا سکوت تار ہوا تھا کہ کوئی خالی بڑی ہوتی ہے لیکن ابھی تو اس نے یہاں نازاک کو کال کی تھی اگلے گھنٹے تو اسے خیال آیا کہ کہیں مشین نے غلط پتہ تو انڈیکسٹ نہ کر دیا لیکن پھر اس نے خیال جو تک دیا کیونکہ ایسی غلطی کا امکان نہ

ہو سکتا تھا۔ وہ سائیڈ پر کھڑا چند لمحوں سوچا اور پھر تیزی سے آگے بڑھا اور برآمدے میں پہنچ گیا۔ لیکن کوئٹہ واقعی خالی پڑی ہوئی تھی۔ تیزی سے دیر بعد وہ پوری کوئٹہ گھوم گیا لیکن وہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ عمران کو خیال آیا کہ لازماً نیچے کوئی تہ خانہ ہوگا اور نازاک وہیں چھپا ہوا ہوگا لیکن اسی لمحے اچانک اسے ایک خیال آیا تو وہ تیزی سے بائیں طرف لپکا اور پھر لان میں بھاگا۔ برآمدے کی طرف بڑھ گیا اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی کیونکہ اس کا خیال درست نکلا تھا۔ سائیڈ پھانگ کا کٹنا باہر سے بند تھا جب کہ بڑے پھانگ کا کٹنا اندر سے بند تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ نازاک یہاں سے جا چکا ہے۔ اس نے کان کھل کر پھانگ بند کیا اور پھر سائیڈ پھانگ کو باہر سے بند کر کے وہ چلا گیا۔

لیکن وہ اتنی جلدی کہاں جاسکتا ہے۔ — عمران نے سوچا اور اسے لمحے اس کے ذہن میں ایک جھپٹا سا برآمدہ ہے اختیار اندر کی طرف دوڑا۔ وہ سمجھ گیا ہوگا کہ اس نے اس کے آنے کے بعد دوبارہ لائسنسنگ کال کی ہوگی اور ظاہر ہے جوزف اور جوانانے کال لیسونہ کی ہوگی اس لئے نازاک کو شک پڑ گیا ہوگا چنانچہ وہ یقیناً وہیں رانا آؤس ہی لیا ہوگا کیونکہ لائسنسنگ پر ہونے والی بات چیت سے وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ آگ پہلے ہی نازاک کو عمران کی رانا آؤس میں موجودگی کا بتا چکے تھے۔ تیزی سے اندر آیا اور پھر اس نے ایک کمرے میں بڑے ہونے فون کا سیور اٹھایا اور رانا آؤس کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔ چند لمحوں تک گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف سے سیور اٹھایا گیا۔

ہائیں بلوہ روم میں بند کر دو۔ میں جب خود آؤں گا تو انہیں ڈیل
 لگاؤ۔ عمران نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔
 بس بس۔ دوسری طرف سے جوزف نے کہا اور عمران نے
 کے کبک کر لیسور رکھ دیا۔

اب بھی ہو سکتا ہے کہ زاراں کسی اور مقصد کے لئے یہاں سے
 بنے اور واپس یہیں آئے گا۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے
 تیزی سے کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ لیکن اس
 پہلے کہ وہ دروازے تک پہنچا، اچانک چھت پر روشنی کا جھماکا
 اور اس کے ساتھ ہی عمران کا جسم بلیکٹ اس طرح مفلوج ہو گیا جیسے
 کے جسم میں دوڑنے والا خون اچانک منجمد ہو کر رہ گیا ہو۔ چونکہ ایسا
 کہ دوران ہوا تھا اس لئے ایک لمحے کے لئے ساکت ہوئے کے
 اور کسی کٹے ہوئے درخت کی طرح لڑکھڑاکر پہلو کے بل فرش پر
 اور پھر اسی طرح ساکت پڑا رہ گیا۔ اُسے اس طرح پڑے ہوئے اس
 چرخ کے مطابق آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت گزر گیا تھا کہ اس کے
 مابین دوڑے پھانک کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر ایک کار کے اندر
 کی آواز سنائی دینے لگی۔ پھر کافی دیر تک خاموشی طاری رہی
 اس کے بعد جھاری قدموں کی آوازیں رابرداری میں سے ہوتی ہوئی اس
 کی طرف آئے لگیں۔ آئے والا ایک ہی آدمی تھا لیکن اس کے قدموں
 باری آواز سے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ آئے والا دیوبیکل قدموں سے
 جا رہے۔

آرے۔ یہ کون ہے۔ اسی لمحے دروازے سے ایک

یس۔ جوزف کی آواز سنائی دی۔
 جوزف! میں عمران بول رہا ہوں۔ کوئی آدمی رانا لانا
 میں داخل تو نہیں ہوا۔ عمران نے پوچھا۔
 رانا لانا میں۔ نہیں ہاں! کون یہاں داخل ہو سکا
 ہے۔ جوزف نے حیرت بھرے بلجے میں کہا۔
 حفاظتی نظام آن ہے۔ عمران نے پوچھا۔
 نہیں بس! آپ نے جاتے ہوئے اُسے آف کرنے کے
 کہا تھا اس لئے آف ہے۔ جوزف نے جواب دیا۔

اُسے فوراً آن کر دو اور ویو چیکنگ مشین پر چیک کر دو کہ کوئی آ
 جو تمہارے اور جرمائے کے قدموں کا ہے باہر موجود ہے یا نہیں۔
 اگر ہو تو مجھے فون پر اطلاع دو۔ فون بند نہ کرنا۔ عمران
 اُسے تیز تیز بلجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

بس۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ
 لیسور رکھنے جلنے کی آواز سنائی دی۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد جوز
 کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

ہیلو ہاں! کیا آپ لائن پر ہیں۔ جوزف نے
 یس۔ کیا برڈ ہے۔ عمران نے پوچھا۔
 ہاں۔ حفاظتی نظام آن کر دیا ہے۔ چیکنگ مشین
 ایسا کوئی آدمی سامنے یا عقبی طرف سے نظر نہیں آ رہا۔

لے جواب دیا۔

اوکے۔ اور سو! وہ مینوں آدمی جو رانا لانا میں لائے

ہر پڑا ہے جسے شریف دشمن کہا جا سکتا ہے۔ — عمران نے
راتے ہوئے کہا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں زاراک کے اعتماد اور اس
بہذب پن کا قائل ہو گیا تھا۔

تو تم مجھے پہچانتے ہو۔ حالانکہ میں نے ایک آپ کیا ہوا ہے۔ اس کا
مباہرے کہ میرے آدمی جو تمہاری اس عمارت رانا ہاؤس کی نگرانی کر
دیتے تمہاری قید میں چلے گئے ہیں۔ — زاراک نے چونکتے
نے کہا۔

اے! — اور یہ بھی تباہوں کہ ٹرنس میٹر پر آخری کالیں میں نے ہی
کی تھیں۔ — عمران نے بھی جوابی شرافت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔
ٹھیک ہے۔ — جو بھی کام میں کو تاہی کرتا ہے اس کا یہی شہر
پایتے۔ — بہر حال ایک بات اور تباہوں کہ تم یہ نہ سمجھنا کہ میں نے
مکر اور سمجھتے ہوئے تمہیں درست کرنے سے پہلے نہیں باندھا جبکہ
مادہ ہے کہ مارشل آرٹ میں تمہاری شہرت پوری دنیا میں پھیلی ہوئی
اس کے باوجود میرے ضمیر نے یہ گوارا نہ کیا کہ تمہارا مقابلہ اس حالت
روں کہ تم بندھے ہوئے اور بے بس ہو۔ — میں تمہیں مکمل دفاع
نس دینا چاہتا ہوں۔ — بہر حال یہ تباہوں کہ میرے آدمی ہلاک ہو چکے
یا ابھی زندہ ہیں۔ — زاراک نے اسی طرح با اعتماد لہجے میں کہا۔
زندہ ہیں۔ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے تمہارے تشدد کے سامنے ہتھیار ڈال
ہی شرافت بھی کرادی اور تمہیں یہاں کا پتہ بھی بتا دیا۔ — اور کے
اب انہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ — اگر تم یہاں سے زندہ

حیرت بھری چینی ہوئی آواز سنائی دی اور آواز سننے ہی عمران
فلا زاراک ہے۔ دوسرے لمحے کسی نے اسے جھٹکے سے بیدھا کر دیا
"اوہ۔ — یہ تو عمران ہے۔ — ہونہہ۔ — تو یہ ایسا سٹی ریجن
ہوا ہے۔ — ویری گٹ۔ —" عمران نے ایک دیوہیکل مٹھی آدھا
اوپر جھکا دیکھا جو اسے غور سے دیکھنے کے ساتھ ساتھ بول بھی رہا تھا
عمران آواز سے ہی اسے پہچان چکا تھا۔ پھر زاراک پیچھے ہٹ گیا
کے قدموں کی آواز کمرے کے باہر جاتی ہوئی سنائی دی۔ — رابڈاری سے
کے بعد یہ آواز دور ہوتی چلی گئی۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد آواز دوبارہ
کی طرف آتی سنائی دی اور پھر زاراک ایک بار پھر اس کے اوپر جھٹکا
اس بار اس کے ہاتھ میں ایک نیلے رنگ کی بوتل تھی۔ اس نے بوتل
کھولا اور بوتل کو عمران کی ناک سے نکالا۔ — چند لمحوں تک بوتل کو ناک
لگانے کے بعد اس نے بوتل ہٹائی اور خود بھی پیچھے ہٹ گیا۔

چند لمحوں بعد عمران کو یکجہت ایک زوردار چھینک آئی اور اس
ساتھ ہی اس کے منجمد اعصاب ایک جھٹکے سے حرکت میں آ گئے۔
اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ عمران! — میں کسی بے بس آدمی کو
اور اس پر تشدد کرنے کا قائل نہیں ہوں اس لئے میں نے تمہیں
بغیر درست کر دیا ہے۔ — زاراک کی گھبراہٹ آواز سنائی دی اور
نے اپنے جسم کو میٹھا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ زاراک سا
چٹان کی طرح سینے پر دونوں ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ اس کے چہ
بلا کا اعتماد تھا۔

مجھے خوشی ہے زاراک! — کہ بڑے عرصے بعد ایک ایسے آ

واپس جاسکو تو میری طرف سے مکمل اجازت ہے کہ تم اپنی گولہ سے اڑا دو۔ میں اپنی بھینسی میں ایسے کسی آدمی کا وجود برداشت نہ کر سکتا جو جان کے خوف سے دوسروں کے سامنے ہتھیار ڈال دے۔ زارا کہ نہ بتاتے ہوئے کہا اور اس کی بات پر عمران بھی حیران رہ گیا۔ ناواقعی ایک عجیب کردار کا انسان ظاہر ہو رہا تھا۔

مجھے خوشی ہے زارا کہ! — کہ تم اصول پسند آدمی ہو۔ یکے بتا دوں کہ تمہارے آدمیوں پر نہ ہی اب تک کوئی تشدد ہوا ہے اور انہوں نے اپنے ہاتھ مارے متعلق کچھ بتایا ہے۔ عمران مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! — پھر تمہیں یہاں کا پتہ اور میرے متعلق کیسے معلوم ہو؟ اس بار زارا کہ کے لیے میں حیرت تھی۔

"مجھے تمہاری آمد کا پہلے سے علم تھا کہ تم اپنی بھینسی کے چار آدمی سمیت یہاں آ رہے ہو اور تمہارا مشن سیکرٹ سروس کا خاتمہ، سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی اور اس سے پہلے وہاں سے ایک خصوصی کا حصول ہے۔ اور مجھے معلوم ہے کہ تم صرف میرے متعلق جانتے ہو گے اس لئے میں شہر میں پھرتا رہا۔ پھر تمہارے آدمیوں نے رانا کاؤس کے باہر نگرانی کرتے ہوئے ایک مشین کے ذریعہ چیک کر لیا۔ میں نے ان ٹینوں کو اغوا کر لیا۔ پہلے میں بھی انہیں ہی سمجھا تھا لیکن پھر ان میں سے ایک کا میک آپ واش کیا گیا تو وہ نکلا۔ اس طرح مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ لازماً تمہارے ہی آدمی ہوں گے۔ پوچھ گچھ پر وہ سر سے تمہارے وجود سے ہی منکر گئے لیکن پھر تمہاری

بھینسی جو میں نے اسٹڈ کی اور تم میں یہ بُری عادت ہے کہ تم اپنا تمہارے ہو۔ اس طرح مجھے معلوم ہو گیا کہ ان ٹینوں کا تعلق تم سے ہے۔ تم بھی یہاں پہنچ گئے ہو۔ پھر میں نے ایک خصوصی مشین کے ذریعے تمہاری ٹرانسمیٹر فریکوئنسی کو چیک کرنے کے ساتھ ساتھ اس حکم کے تحت چلایا جہاں سے تم نے ٹرانسمیٹر کال کی تھی چنانچہ میں یہاں آ گیا۔ وہی خالی بڑھی ہوئی تھی اور سائڈ پھانگ کا باہر سے گنڈا بند دیکھ کر مجھ گیا کہ تم باہر گئے ہو۔ میرا خیال تھا کہ تم وہیں آ گئے ہو گے اس لئے میں نے وہاں فون کر کے معلوم کیا لیکن میں نہ گئے تھے۔ فون بند کر کے میں دروازے کی طرف بڑھا۔ مگر اچانک پھرت پر سے روشنی کا جھکا ہوا اور میرا جسم مفلوج ہو گیا۔ بعد تم آ گئے۔ عمران نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — اسی لئے ایک سٹی ریز کا فائر ہوا کہ تم نے فون کرنے کے بعد سیکرٹ سروس پر عام انداز میں رکھ دیا ہو گا۔ یہ ایک جدید حفاظتی انتظام ہے۔ بہر حال اب تم آ گئے ہو تو میں تمہیں ایک پیش کش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر تم باکینیا سیکرٹ سروس کے ممبران کی تفصیلات ممبران کے وجود پر اور پکینیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کے اندر کوئی حفاظتی انتظام کی تفصیلات خود ہی بتا دو تو میں تمہیں اگلی لنگے بغیر یہاں سے جانے کی اجازت دے دوں گا۔ اس کے بعد اگر تم چاہو تو بے شک سیکرٹ سروس کے ممبران اور اس کے چیف کو میرے متعلق بتا دیا اور چاہو تو خود علیحدہ آنا اور چاہو تو ان کے ساتھ بل کر میرے مقابلے پر آ جانا۔ جیسے تمہاری جان بچ کر لینا۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا۔" زارا کہ نے کہا۔

ایک ہے۔ کہ لو فون؟ — زارا کہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور
ظہیان سے صوفے پر بیٹھ گیا۔

ان نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے
— رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سناٹی دی۔

ان بول رہا ہوں جوزف — یلو روم میں سے کسی ایک کی فون
راؤ؟ — عمران نے کہا۔

ہاں — دوسری طرف سے جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ
یہ علیحدہ رکھے جانے کی آواز سناٹی دی۔

تھوڑی دیر بعد ایک اجنبی سی آواز سناٹی دی۔
— تم خود بات کر لو اپنے آدمی سے اور انہیں یہاں آنے کا کہہ دو۔

ہے وہ میری بات کو غلط سمجھیں؟ — عمران نے ماتھ پر
تپتے ہوئے صوفے پر بیٹھے ہوئے زارا کہ سے کہا اور زارا کہ نے

ما کے ہاتھ سے رسیور لے لیا۔
— زارا کہ بول رہا ہوں — کون بول رہا ہے؟ — زارا کہ

اتھ تھا۔
— بھڑکے ہوئے بول رہا ہوں ہاں؟ — دوسری طرف سے کہا گیا۔

! — عمران یہاں میرے پاس پہنچ گیا ہے اور ہمارے درمیان
دور ہے ہیں — مجھے یقین ہے کہ یہ مذاکرات کامیاب رہیں

بتے تم اپنے دونوں ساتھیوں کو لے کر یہاں کو مٹھی پر آ جاؤ۔ فوراً۔
تیز لہجے میں کہا۔

ہاں — دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور عمران نے ہاتھ

دیری گڈ — واہ! اسے کہتے ہیں شرافت — تم جیسا شرف
سیکرت ایکسٹ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ بہر حال میں تمہاری طرف

ظاہر تو نہیں ہوں اس لئے کھڑے کھڑے تھک گیا ہوں — کیا یہ
نہیں ہو سکتا کہ ہم کہیں بیٹھ کر اطمینان سے مذاکرات کریں۔ یقین رکھو،

میں تمہاری مرضی کے بغیر اس کو مٹھی سے باہر نہیں جاؤں گا۔ — عملاً
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’ٹھیک ہے۔ آؤ بیٹھو‘ — زارا کہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔
’ایک بات اور — اگر تم چاہو تو میں فون کر کے تمہارے ساتھیوں

کو بھی یہاں بلا دوں۔ ظاہر ہے کہ تم جیسے ہاں کو تو میں نہیں کہہ سکتا کہ
مجھے چلتے یا کافی پلاؤ — اور چلتے یا کافی پیئے بغیر میرا ذہن کام نہیں

کرتا‘ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
’گڈ شو — تم واقعی ذہین آدمی ہو — تمہارا مطلب ہے کہ میں

فون کرنے کی اجازت دوں اور خود صوفے پر بیٹھ جاؤں تاکہ تم فون کر
جیسے سی پہلے کی طرح رسیور رکھو، ایکسٹنشن ریز مجھ پر فائر نہ ہو جائیں

دیری گڈ — واقعی ذہانت اسے کہتے ہیں۔ تم نے یہ بات کر کے مجھے
مشاثر کیا ہے عمران؟ — زارا کہ نے اسی طرح سر ہلاتے ہوئے کہا

جیسے وہ عمران کی ذہانت کی کھلے دل سے تعریف کر رہا ہو۔ اور عملاً
ہنس پڑا۔

’میرے ذہن میں ایسی کوئی بات نہیں تھی — بہر حال میں فون
رسیور تمہیں دے دوں گا۔ تم خود رکھ لیا۔ مجھے واقعی چلتے اور کافی کی ظلم

ہو رہی ہے‘ — عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

بڑھا کر ریسورس اس کے ہاتھ سے لے لیا۔
 "میلو جوزف کو فون دو مشر زید تھریٹین" — عمران نے رسیورس لے کر کہا۔

"لیس ہاں — جوزف بول رہا ہوں" — جوزف کی آواز سنائی
 "جوزف! — تینوں قیدیوں کو رہا کر دو اور سپیشل حفاظتی نظام آؤ
 کر کے انہیں خود چھانک سے باہر پہنچا دو — اب انہیں قید رکھنے
 کی ضرورت نہیں کیونکہ اس بار شریف دشمنوں سے واسطہ پڑا ہے"
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیس ہاں" — دوسری طرف سے جوزف نے کہا اور عمران سا
 ریسورس زاراک کے ہاتھ میں لے دیا۔

"لو اب اتنے جس طرح جی چاہے رکھ دو" — عمران نے کہا
 زاراک نے مسکراتے ہوئے ریسورس کریٹیل پر رکھ دیا۔ لیکن عمران نے دیکھا
 کہ اس نے واقعی ریسورس کو عام انداز سے الٹ کر رکھا تھا۔

"دیکھو مجھے یہ طریقہ کار پسند آیا ہے۔ لیکن تمہاری یہ ایکساٹی رہا
 نے ریسورس رکھنے جانے کے کافی دیر بعد فائرنگ کی ہے۔ اگر
 ریسورس رکھتے ہی باہر نکل جاتا تو فائر کاشا نہ نہ بن سکتا" — نرانہ
 صوفی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"کوئی تکنیکی گڑبڑ ہو گئی ہوگی ورنہ تو یہ فوراً فائر ہو جاتی ہے"
 زاراک نے جواب دیا اور پھر وہ اس کے سامنے صوفی پر آکر بیٹھ گیا۔
 "تمہارے آدمیوں کے لئے چھانک کھولنا پڑیگا" — عمران نے
 "نہیں — انہیں معلوم ہے کہ باہر سے چھانک کس طرح کھلتا۔"

ہانگے — بہر حال تم نے میری پیشکش کا جواب نہیں دیا۔
 لے کہا۔

"ایک کپ کافی یا چائے کا پیالوں، پھر جواب بھیجے دیتا ہوں۔
 یہ کیا جلدی ہے؟" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
 نے اثبات میں سر ہلادیا۔

یہ معلوم ہے کہ تم شراب نہیں پیتے۔ اس لئے اگر اجازت ہو تو میں
 ہاؤں" — زاراک نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

تو اس میں اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے زاراک! — تم
 ہو جو چاہے کرتے رہو — اجازت تو مہمان کو لینا پڑتی ہے
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ن میں شراب میری کار میں پڑھی ہے۔ میں یہاں سے ایک اوڑھے
 چ لینے ہی گیا تھا۔ کیونکہ جو شراب یہاں موجود تھی وہ میرے طلب
 ہے۔ لیکن کوٹھی میں داخل ہوئے ہی مجھے احساس ہو گیا کہ یہاں کوئی
 بات ہوتی ہے اس لئے میں شراب اٹھاتے بغیر ہی اندر گیا
 یہ مجھے شراب لینے باہر جانا ہے۔ اس لئے کہیں تم یہ نہ سوچ
 فرار ہو رہا ہوں" — زاراک نے صوفی سے اٹھتے ہوئے
 ران بے اختیار ہنس دیا۔

ت خوب — یہ بات واقعی تم نے خوب سوچی ہے کہ تمہارے
 سے میں یہ سمجھوں کہ تم فرار ہو رہے ہو۔ حالانکہ میں اگر باہر جاتا
 تعلق یہ بات تم سوچ سکتے تھے؟ — عمران نے سنہتے ہوئے
 واقعی اس عجیب و غریب کردار کی باتوں سے پوری طرح لطف اندوز

جو رہا تھا۔ ناراگ کے بارے میں جو فائل اس کے پاس تھی اس میں ا
 باتیں درج نہ تھیں۔ صرف اتنا لکھا ہوا تھا کہ وہ انتہائی ماہر لڑاکا، انتہا
 طاقتور اور اصول پسند آدمی ہے۔ لیکن یہاں ناراگ کا جو کردار سامنے
 آ رہا تھا اس نے واقعی اس کے ذہن میں ایک خوش گوار مت سی پہلا
 کڑی تھی۔ حالانکہ عمران زندگی میں بے شمار مجرموں اور سیکرٹ اینٹیٹوں سے
 ٹکرا چکا تھا لیکن ناراگ واقعی ان سب سے مختلف تھا۔ ناراگ اس
 دوران باہر جا چکا تھا اور پھر جب اس کی واپسی ہوئی تو اس کے ہاں
 میں رُوسیا ہی شراب کی ایک بڑی بوتل موجود تھی۔

میرے آدمی آگئے ہیں اور میں نے انہیں کافی بلانے کا کہہ دیا۔
 میرا جو تھا آدمی تمہارے فیلڈ کی نگرانی کر رہا تھا۔ میں نے اُسے بھی کا
 میں موجود ڈائریٹریٹ سے کال کر کے بلایا ہے۔“ ناراگ نے بڑا
 دوستانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور پھر صوفے پر بیٹھ کر اس نے
 بوتل کا ڈھکن کھولا اور اسے منہ سے لگا کر غٹا غٹ پینا شروع کر د
 رُوسیاہ کی بنی ہوئی شراب انتہائی تیز ترین شراب سمجھی جاتی تھی لیکن
 ناراگ اُسے اس طرح پی رہا تھا جیسے پانی پی رہا ہو۔ پوری بوتل ختم ہونے
 انڈین کے بعد اس نے بوتل کو ہونٹوں سے علیحدہ کیا اور پھر لارڈ اوم
 سے اُسے ایک طرف اچھال دیا۔ دنیا کی تیز ترین شراب کی ایک بڑی بوتل
 پنی جانے کے باوجود اس کے چہرے کا رنگ ڈراما جیسا نہ بدلا تھا۔
 ”تم یہ مقامی میک آپ صاف کر دو تاکہ مجھے کم از کم تمہاری اصل شکل
 کی زیارت تو ہو سکے“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”اوہ ہاں! — اس کا تو مجھے خیال ہی نہ آیا تھا۔“ ٹھیک ہے

کہ تم کافی پیو۔ میں میک آپ صاف کر آ جاؤں۔“ ناراگ
 اور اٹھ کر اعلیٰ نمان سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ پھر اس کے
 سے پہلے وہ زیڈ تھرٹین کافی کی ایک بڑی پیالی اٹھانے اندر داخل
 اس نے خاموشی سے پیالی عمران کے سامنے میز پر رکھی اور واپس
 لگا اس کا چہرہ بری طرح اترا ہوا تھا۔

یہ منٹ مسٹر زیڈ تھرٹین — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو
 نے پڑا لیکن اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔

نہلا اترتا ہوا چہرہ تیار ہا ہے کہ تم ناراگ سے خوفزدہ ہو — لیکن
 کرو۔ میں نے اُسے تباہ ہے کہ تم نے کچھ نہیں پایا اور اس نے
 بوت پر یقین بھی کر لیا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا
 تھرٹین کا سنا ہوا چہرہ یکھنت کھل اٹھا۔

وہ — بے حد شکر ہے — ورنہ ہماری زندگی بہر حال ختم ہوجاتی —
 ن صاف میں انتہائی بے رحم واقع ہوا ہے۔“ زیڈ تھرٹین نے
 تہ سے مطمئن لیجے میں کہا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ مڑا اور اس
 نے قدم اٹھاتا باہر چلا گیا۔ عمران نے خاموشی سے کافی کی پیالی اٹھائی
 تے سب کرنے لگا۔ پھر جیسے ہی اس نے پیالی ختم کی، ناراگ کمرے
 خل ہوا لیکن اس بار وہ اپنے اصل چہرے میں تھا اور چہرے کے
 سے بھی وہ خاصا خوش شکل اور وجہ تھا۔

تم نے خواہ مخواہ مقامی میک آپ کر کے اپنے چہرے کو بد صورت
 ما۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

شکر ہے۔“ ناراگ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے سامنے

صوفے پر بیٹھ گیا۔

”ہاں! اب تم نے کافی پنی لی ہے۔ اب تم تفصیل بنا دو۔“

زاراک نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”تفصیل بنا دوں۔ کس کی۔ کافی کی تفصیل“۔ عمران۔
حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”کافی کی نہیں۔ جو بات میں نے کی تھی، پاکیشیا سکرٹ سروں کے
ممبران اور ہیڈ کوارٹر کی تفصیل۔“ زاراک نے بخیرہ ہوتے ہوئے کہا
”لیکن تم نے تو پیش کش کی تھی۔ پہلے پیشکش کے ماننے یا نہ ماننے
کا تو فیصلہ ہو جائے۔ اس کے بعد ہی تفصیل کا نمبر آتا ہے۔ تو
اصول پسند ہو۔ پھر یہ بے اصولی کیوں کر رہے ہو۔“ عمران
نے کہا۔

”کیا مطلب!۔ کیا تم میری پیشکش سے انکار کرنا چاہتے ہو۔“
زاراک نے اس طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے اُسے عمران کی اس
بات پر شدید حیرت ہوئی ہو۔

”یہ تو میرے جواب دینے پر منحصر ہے کہ میں انکار کرتا ہوں یا اقرار
تم نے از خود کیسے فیصلہ کر لیا کہ میں لازماً انکار کروں گا۔“ عمران
اب واقعی لطف آ رہا تھا۔

”تم نے جس طرح میرے آدمیوں کو یہاں بلا یا ہے اس سے تو میں
سمجھا تھا کہ تم نے میری پیشکش قبول کر لی ہے اور تم کافی پیٹنے کے با
تفصیل بناؤ گے اور اب تمہاری ہچکچاہٹ سے البتہ یہ نتیجہ نکلا تھا کہ
انکار کر رہے ہو۔ حالانکہ ان حالات میں انکار کا تو سوچا بھی نہیں جا سکا

نے اس بار واقعی الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

”ن حالات میں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”ن حالات میں کہ پہلے میں تمہارے مقابلے میں اکیلا تھا اور اب میرے
راہ اور آدمی بھی یہاں موجود ہیں۔“ زاراک نے کہا اور عمران
پارہنس پڑا۔

”تمہارے آدمیوں کو یہاں بلانے پر تم نے یہ سمجھا کہ میں نے تمہاری
قبول کر لی ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں زاراک۔ تمہارے
لو تو میں نے اس لئے یہاں بلایا تھا کہ اگر بغرض محال ہمارے

کا کام باہنیں ہوتے تو کم از کم تمہارے دل میں یہ حسرت باقی
کہ تم اکیلے تھے اس لئے مار کھا گئے۔ اب تمہارے چار
آدمی موجود ہیں اور ظاہر ہے کہ وہ کوئی عام آدمی نہیں ہیں تیرے

ن۔ اس لئے کم از کم پانچ آدمیوں کی موجودگی کے بعد تمہیں
بہ باقی نہ رہے گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور زاراک
میں حیرت سے جھپکتی چلی گئیں۔ وہ اب اس طرح عمران کو دیکھ

ا جیسے اُسے عمران کی دائمی صحت کے بارے میں شبہ ہو رہا ہو۔
”تم میرے علاوہ میرے چار ساتھیوں کو لڑنے کے لئے بلایا ہے۔
بلکہ خیال ہے کہ تم مجھ سے لڑنے کے بعد اس قابل رہ جاؤ گے کہ

ساتھیوں سے بھی لڑ سکو۔“ پہلے تو میں سمجھا تھا کہ تم خلاص
آدمی ہو لیکن اب تمہاری بات سن کر مجھے اپنا خیال بدلنا پڑ رہا
زاراک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

بدلی خیالات متحرک ذہن کی علامت ہوئی ہے اور سبجانے ابھی

مکے تاثرات ابھر آئے۔

تم — میری توقع سے کہیں زیادہ بانجھ آدمی ثابت ہو رہے
 — تمہیں سپر آف مشین کے بارے میں کیسے معلوم ہو گیا ہے —
 منے حیرت بھر سے بلجے میں پوچھا۔

امات کو چھوڑ — مجھے تو اور بھی بہت کچھ معلوم ہے اگر میں تمہیں
 ذرا شاید حیرت کی شدت سے تمہارے دل کی دھڑکن ہی ترک
 — میں نے تو جوانی پیشکش کی ہے۔ تم یہاں سیکرٹ سروس
 رہنا۔ میں روسیہ جا کر وہ سپر آف مشین حاصل کرنے کی کوشش
 نتیجہ جو بھی نکلے۔ بہر حال میرے خیال میں یہ نہ تمہارے لئے
 سووا ہے اور نہ میرے لئے — عمران نے کہا۔

تمہاری پیشکش قبول نہیں — اب بلو — زارا نے
 یہ بلجے میں کہا۔

مجھے بھی تمہاری پیشکش قبول نہیں ہے — عمران
 راج سنجیدہ بلجے میں کہا۔

سا بار کہہ رہا ہوں کہ سوچ لو اس کے بعد شاید تمہیں سوچنے کی
 ہی نہ ملے — زارا کے ہونٹ اور زیادہ سختی سے

یسا کہہ کر اپنے چاروں ساتھیوں کو بھی یہاں بلا لیا تاکہ تمہارے
 دفنی حسرت باقی نہ رہے — عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

ہر — تو تم زارا کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ورنہ اس
 جواب نہ دیتے — زارا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

تمہیں اور کتنے خیالات بدلنے پڑیں۔ اس لئے فی الحال حیرت کا اظہار
 چھوڑو اور مذاکرات کا آغاز کرو — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہونہر — ٹھیک ہے۔ بہر حال میں پیشکش کر چکا ہوں۔ اور
 کیا جواب ہے تمہارا — زارا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

پہلے یہ بتاؤ کہ اگر میں انکار کروں تو پھر تم کیا کرو گے —
 عمران نے کہا۔

— تو پھر میں تمہاری دُور سے اپنے سوالات کے جواب حاصل کرو
 گا اور اس کا طریقہ مجھے آئے — زارا کا لہجہ سیکھت انتہا
 سرد ہو گیا۔ اس کی آنکھیں سکڑ گئی تھیں اور ہونٹ بھنج گئے تھے۔

— اسے اسے اتنا سنجیدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے — ابھی
 نے انکار نہیں کیا — عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

— تم انکار کر کے بھی دیکھ لو مگر عمران — زارا نے اتنی طاقت
 ہے کہ وہ تمہارے انکار کو اقرار میں زبردستی تبدیل کر اس کے — زارا
 نے کہا۔

— ویری گڈ — آدمی کو واقعی اپنے اوپر ایسا ہی اعتماد ہونا چاہیے
 بہر حال اب میرا جواب سن لو — اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں پاکیزہ سیکرٹ

سروس کے بارے میں تفصیلات مہیا کر دوں تو اس کے جواب میں
 طرف سے بھی ایک پیشکش سنی لو کہ تم مجھے سپر آف مشین کی تفصیلات

بتا دو جو اکثر آؤف کی تحویل میں ہے — اور یہ بھی بتا دو کہ یہ سنجیدہ
 کہاں رکھی گئی ہے — اب بلو، تبادلہ کرتے ہو معلومات کا۔

عمران نے بھی اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا اور زارا کے چہرے پر ایک

رے اصول کے خلاف ہے کہ میں کسی مہمان سے کوئی زیادتی کروں لیکن
مہمان سے باہر جانے کے عین گھنٹوں بعد تم مہمان نہیں رہو گے۔ اس
عد تمہارا جو حشر ہو گا اس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔“ زاراک
ذہانتے ہوئے کہا۔

یہ عین گھنٹوں کی رعایت کا کیا مقصد ہے۔“ عمران نے صوفے
بٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اس لئے کہ عین گھنٹوں میں کافی کا اثر تمہارے جسم ختم ہو جائیگا اور تم
مہمان نہ رہو گے البتہ تمہارے لئے یہ عین گھنٹے جان بچانے کے بھی
نہ ہیں۔ اگر ان عین گھنٹوں میں تم میری پیشکش قبول کر لو تو
میں نے کہا۔

و ایسی بات تھی تو تم نے کافی کیوں پلوائی تھی نہ پلواتے۔“ عمران نے کہا۔
اس وقت یہی سمجھا تھا کہ تم میری پیشکش قبول کر چکے ہو۔ بہر حال
نئے اصولوں کا پابند ہوں اور پابند رہنا چاہتا ہوں۔“ زاراک نے کہا۔
جی گڈ۔ تم واقعی اصول پسند ہو۔ اگر مجھے تمہارے اس اصول کا پتہ ہوتا
توئی طلب ہی نہ کرتا۔ بہر حال میری پیشکش پر بھی غور کرتے رہنا میں اس
اپنے فیصلے میں ہی رہو گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
جا بھرے انداز میں دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

چلے پامال میں کیوں گھس جاؤ۔ میں تمہیں بہر حال ڈھونڈ نکالوں گا۔“
میں نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا، اور عمران سر ہلایا ہوا دروازے سے
اور پھر اطمینان سے چلتا ہوا برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔

اور تم نے بھی میرے متعلق صرف فائل پڑھی ہوئی ہے۔“ اگر تم
رٹنے کے موڈ میں ہو تو میں تیار ہوں لیکن میری ایک شرط ہوگی۔“
عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”شرط۔ کیسی شرط۔“ زاراک نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
”یہی کہ شکست کھانے کے بعد تم نے یہ بات نہیں کہنی کہ مجھے
پاس رکھ لو۔ میں پہلے ہی ماسٹر کلر کے جوانا کو جگت رہا ہوں۔ اس
تمہاری طرح اپنے آپ پر بے پناہ اعتماد تھا۔“ عمران نے
سے لہجے میں کہا۔

”ماسٹر کلر کا جوانا۔“ اودہ تو تم اس گھٹیا لڑاکے سے جیت کر اپنے
کو چھین سکتے لگ گئے ہو۔“ بہت خوب مسٹر عمران!۔“
”آج تک لڑائی دیکھی نہیں ہے۔“ زاراک نے کہا اور ایک جھٹکی
اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران اسی طرح اطمینان سے صوفے پر بیٹھا تھا۔ زاراک
لمبے خاموشی سے عمران کو دیکھا رہا پھر تیزی سے دروازے کی طرف
”زیڈ تھریٹین۔“ اس نے دروازے کے قریب جا کر زور سے
دی اور واپس اندر آ گیا۔

”ییس ہاس۔“ دوسرے لمبے زیڈ تھریٹین تیزی سے در
نمو دار ہوا۔ اس کا لہجہ انتہائی سوادمانہ تھا۔
”عمران کو عزت و احترام سے بھانک سے باہر چھوڑ دو۔“
نے کہا تو عمران واقعی چونک پڑا۔

”جاؤ عمران!۔“ تم نے اپنے آپ کو مہمان کہہ کر اور میری چوت
نیچے کافی پی کر مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں تمہیں فوری طور پر کچھ نہ کہوں

اٹا انداز میں چلتا ہوا برآمدے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اس کے
تھے خالی تھے۔

سزیرو نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بیٹن پر لیں کیا تو دوسرے
ذمی اس طرح اچھل کر ہاتھ پیر مارا ہوا نیچے فرش پر گر جیسے کسی
اُسے اٹھا کر پختی سے دی ہو۔ زمین پر گر کر وہ چند لمحے تڑپا اور
نہ ہو گیا۔

سزیرو نے بیٹن آت کیا اور پھر تیزی سے اس نے میز کی درواز
در اس کے اندر موجود ایک ریوٹ کنٹرول آلے کی طرح کا آلہ باہر
اس نے اس پر موجود مختلف بیٹن دبلنے شروع کر دیے دوسرے لمحے
نہین دوبارہ روشن ہو گئی۔ لیکن اس بار وہ چار براہ جتوں میں تقسیم
بر حصے پر والٹس منزل کے چاروں طرف بیرونی مناظر نظر آ رہے
سزیرو غمزے ان مناظر کو دیکھتا رہا۔ وہ یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ
والے آدمی کا کوئی دوسرا ساتھی تو باہر موجود نہیں ہے لیکن چاروں
تحوال معمول پر تھی۔ کوئی مشکوک آدمی موجود نہ تھا۔ کافی دیر چیکنگ
بعد آخر کار اس نے مطمئن ہو کر آلے کے بیٹن آت کئے اور اس
ہی سکریں تارک ہو گئی۔ اس نے آلہ واپس میز کی درواز میں ڈالا
زیندر کے اس نے عقبی الماری کھول کر اس میں سے اپنا مخصوص
ال کر سردار منہ پر چڑھایا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ
ایک برآمدے کے سامنے فرش پر بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا
وہ نے ایک لمحے کے لئے برآمدے میں ٹرک کر اوہرا اُدھر کا جائزہ
راگے بڑھ کر اس نے اس آدمی کو کا ندھے پر لاد اور اٹھا کر گیسٹ روم

بلیک زیرو والٹس منزل کے آپریشن روم میں کرسی پر بیٹھا ایک
کے مطالعے میں مصروف تھا کہ اچانک کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونجی
بلیک زیرو یہ آواز سنتے ہی بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے رسالہ پھینک کر
کے کناروں پر لگے ہوئے مختلف بیٹن دبانے تو سیٹی کی آواز آتی بند ہو گیا
اس کے ساتھ ہی سامنے والی دیوار پر ایک سکریں روشن ہو گئی۔ بسکر
ایک آدمی والٹس منزل کی سائیڈ دیوار پر چڑھا ہوا صاف نظر آ رہا تھا اور
دیکھتے ہی دیکھتے اس نے نیچے چھلانگ لگا دی۔ اس کے جسم پر سیاہ رنگ
تھا۔ نیچے کود کر پہلے تو اس آدمی نے اپنا توازن درست کیا اور پھر وہ تہ
سے برآمدے کی طرف بڑھنے لگا۔ چہرے سے وہ کوئی مقامی آدمی ہی
آ رہا تھا۔

یہ کون ہو سکتا ہے — کیا زارا کا کوئی آدمی ہے —
نے بڑھانے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں سکریں پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ آدمی ا

کی طرف بڑھ گیا۔ گینٹ روم کا دروازہ کھول کر اس نے اُسے اندر دھک دیا
پر لٹایا اور پھر مڑ کر دروازے سے باہر نکل آیا۔ باہر سے مخصوص لاک لگانے
بعد وہ تیزی سے چلتا ہوا واپس آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا۔ آپریشن روم
پہنچ کر اس نے نقاب اتارا اور اسے واپس الماری میں رکھ کر وہ تیزی سے
کمرے کے ایک اندرونی دروازے کی طرف بڑھ آیا تھا کہ میز پر رکشہ دو
ٹیلیفون کی گھنٹی بج گئی۔ بلیک زیرو گھنٹی کی آواز سن کر مڑا اور اس
میز کے قریب پہنچ کر ریسپور انٹھالیا۔
"ایکٹو۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص بلجے میں کہا۔

عمران بول رہا ہوں بلیک زیرو! — مجھے اچانک خیال آ گیا تھا
کہیں وہ نزاراک اور اس کے آدمی دانش منزل پر ریڈ نہ کریں، اس
ہو سکتا ہے کہ تم کسی فیٹن سیکورین میں غولظارہ ہو کر حفاظتی نظام آن کر
ہی مہول جاؤ۔۔۔ دوسری طرف سے عمران کی مسکراتی ہوئی آواز
سنائی دی۔

حفاظتی نظام تو آن ہے لیکن آپ نے بروقت فون کیا ہے
مقامی آدمی ابھی دیوار کو دکھو اندر آیا ہے۔ میں نے اُسے ریڈ نہ کیا۔
بیہوش کر کے گیسٹ روم میں ڈال دیا ہے۔ بیرونی مناظر
کرتے ہیں اس کا کوئی دوسرا سامتی موجود نہیں ہے۔ میں اب اس
پلوچھ گچھ کرنے جا رہا ہوں آپ کا فون آ گیا لیکن کیا اس نزاراک کا
پتہ چلا۔۔۔ میرے پاس تو کوئی رپورٹ نہیں آتی۔۔۔ بلیک
نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

نہ صرف پتہ چل گیا ہے بلکہ اس سے ایک تفصیلی ملاقات بھی ہو چکی ہے

یہ اور با اصول آدمی ہے۔۔۔ تم ایسا کرو کہ آس آدمی کا
انپ چیک کرو اور پھر مجھے فلیٹ کے خصوصی فون پر بتاؤ کہ یہ واقعی
ہے یا دوسیا ہی ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔
ہی۔۔۔ اوہ! آپ کا مطلب ہے کہ نزاراک کا آدمی ہوگا۔
نے چمکتے ہوئے کہا۔

اور اگر واقعی وہ نزاراک کا آدمی ہے تو پھر مجھے خود کو کراس
ہر کرنا پڑے گی۔ لیکن اگر کوئی متعاقب ہے تو اس سے کچھ
پلٹا۔۔۔ پھر تم خود ہی اس سے مغز ماری کر تے رہنا۔
جواب دیا۔

ما ہے۔ میں چیک کر کے بتاؤں۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا
لکھ کر وہ تیزی سے اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تھوڑی
ن کمرے میں موجود تھا جس میں گیسٹ روم میں لگی ہوئی حنفیہ
کنٹرول نصب تھا اس نے ایک مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر
کے مشین کے درمیان سکرین روشن ہوئی اور اس پر گیسٹ روم
منظر نظر آنے لگ گیا۔ کمرے میں وہ مقامی آدمی اسی طرح جس نے
ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے مشین کے مختلف بٹن دبلنے شروع کر دیئے
پھر گیسٹ روم میں نیلے رنگ کی روشنی کے جھماکے ہونے شروع
ہیں کے ساتھ ہی سکرین پر پڑے ہوئے آدمی کا کلوز اپ نظر
نیلے رنگ کے جھماکے مسلسل ہو رہے تھے۔ بلیک زیرو نے ایک
یا تو دوسرے لمحے وہ سکرین پر نظر آنے والے اس آدمی کا چہرہ
س پڑا۔ جیسے ہی نیلے رنگ کی روشنی کا جھماکا ہوا، اس آدمی کا

اصل چہرہ ایک لمحے کے لئے سکیرین پر ابھرا۔ اس وقت وہ چہرہ غیر آتا تھا۔ البتہ جہاں ختم ہوتے ہی وہ دوبارہ مقامی نظر آنے لگتا بنا ہونے والے جھماکوں میں وہ اس کا چہرہ دیکھتا رہا اور پھر اس نے با سانس لیتے ہوئے مشین کے مٹن آف کرنے شروع کر دیتے۔ اہمی طرح چیک کر چکا تھا کہ گیسٹ روم میں پڑا ہوا آدمی مقامی بنا بلکہ غیر ملکی ہے اور اس کے مخصوص خود خال تبار ہے تھے کہ وہ روسیا ہی ہو سکتا ہے۔

بلیک زیرو نے مشین آف کی اور پھر واپس آپرٹین روم میں آگئے تھے ریسورٹھاٹھا اور عمران کے فلیٹ میں موجود خصوصی فون کے کرنے شروع کر دیتے کیونکہ عمران نے خاص فون پر ہی کال کرنے لئے کہا تھا۔

”مطلی عمران بزبان خود بول رہا ہوں“ — رابطہ قائم ہو دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

عمران صاحب! — ظاہر بول رہا ہوں۔ میں نے چیک کیا وہ واقعی ایک آپ میں ہے اور خود خال کے لحاظ سے روسیا ہی ہے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں خود آ رہا ہوں۔“ سپیشل و۔ آؤں گا۔“ دوسری طرف سے عمران نے اس بار سنیہہ لہجہ میں کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ بلیک زیرو نے ریسورٹ رکھا اور پھر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اُسے عمران کے لئے سپیشل و سے کھولنے کی اندازہ تھی کیونکہ اُسے کھولنے کا مخصوص کوڈ عمران جانتا تھا اور سپیشل و نے اُس

زیر و دونوں کی آواز میں ہی کھل سکتا تھا۔ پھر تقریباً بیس بجیں ہو کر سے میں ایک بار پھر ملکی سی سی کی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو نے سر ہلایا اور مینز کے کنارے پر گئے ہوتے بیٹھار مینوں میں سے پلین کر دیا۔ دوسرے لمحے دیوار پر سکیرین روشن ہوئی۔ اسٹی کے سکیرین پر عمران نظر آیا جو سپیشل و سے اندر آ رہا تھا۔ بنے مٹن آف کر دیا اور چند لمحوں بعد عمران ایک مخصوص دروازے پر روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

نمبر کے گیسٹ روم میں ہے وہ آدمی؟ — عمران نے اندر تھے ہی پوچھا۔

بر میں۔ بلیک زیرو نے جواب دیا اور عمران سر ہلانا ہوا بیرونی لگی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زیرو دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا کیونکہ ظاہر عمران تھے ہی اس سے پوچھ گچھ کرنی تھی اور چونکہ عمران بیرونی سے گیسٹ روم کی طرف گیا تھا اس لئے اب مین جی آپریٹ نہی لیکن پانچ منٹ بعد ہی عمران تیزی سے واپس آیا تو اس کا کوئی چھوٹی سی چیز کپڑی ہوتی تھی جس پر خون لگا ہوا تھا سے پہلے کہ بلیک زیرو کچھ پوچھا، عمران انتہائی تیز رفتاری سے اپنی طرف جانے والے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر اس کی پاپا آدھے گھنٹے بعد ہوتی تو اس کے چہرے پر گہری سنیگی موجود ہوا عمران صاحب! — یہ کیا چیز تھی جو آپ نے کپڑی ہوتی۔ بلیک زیرو نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

معاہلات لُجھتے جارہے ہیں بلیک زیرو! — وہ آدمی مرد
میں جب دروازہ کھول کر اندر گیا تو وہ صرف بیہوش تھا لیکن بیٹے
نے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی۔ وہ ایک لمحے کے لئے بڑے
تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ وہ مرچکا تھا لیکن اس کی موت ظاہر کر دینی
وہ کسی زوردار جھٹکے سے مرہا ہے چنانچہ میں نے اس کی تلاشی لی بلکہ
میں کچھ موجود نہ تھا لیکن پھر اس کے جسم کے مٹنے کے دوران اس
کلانی میں اس بٹن کی نشاندہی ہو گئی۔ اسے گوشت کے اندر رکھا گیا
اس جگہ باہر کی جگہ جلی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ میں نے اسے باہر نکال
اب لیبارٹری کے تجزیے سے معلوم ہوا ہے کہ وہ سچی ساخت کا کوئی
آدم تھا لیکن وہ جل چکا تھا اس لئے اس پر مزید تحقیق نہیں ہو سکی۔
کی اندرونی ساخت بارہی تھی کہ اسے جلدے ہوئے زیادہ وقت نہیں
اس کا مطلب ہے کہ جیسے ہی میں نے اسے ہوش میں لانے کی کوشش
کی اس کو خصوصی طور پر آپریٹ کیا گیا اور نہ صرف اس سے پتہ چلا
کسی خاص جھٹکے نے اس آدمی کا دل روک دیا بلکہ اس سے یہ آدا
گیا ہے۔ — عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں تفصیل بتائی۔
اوه! — آپ کا مطلب ہے کہ یہ آف ہونے سے پہلے کا
تھا حالانکہ ایسا ممکن تو نہیں۔ — خصوصی حفاظتی نظام آن ہونے
سے تو اسے آف ہو جا چاہیے تھا۔ — بلیک زیرو نے چونکہ
"ہاں! — ہرگز تو چاہیے تھا لیکن ایسا ہوا نہیں ہے ورنہ یہ
وقت آف نہ ہوتا جس وقت میں اس آدمی کو ہوش میں لانے کی
کر رہا تھا۔ — عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر

نایہ یہاں آیا کس مقصد کے لئے ہوگا؟ — بلیک زیرو

بھی مقصد پوچھ رہے ہو۔ — ظاہر ہے وہ اندر اس لئے آیا
ن وی۔ ڈی بٹن کے ذریعے والٹ منزل کے اندرونی نظام کو
پاس کے۔ — تم اس کے پاس کھٹے چہرے کے ساتھ گئے تھے؟
ہے کہا۔

— میں نے نقاب پہن رکھا تھا۔ — بلیک زیرو نے
اوه عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

سب سے۔ — لیکن اب میں سوچ رہا ہوں کہ زاراک اس طرح
ٹھانا چاہتا ہوگا۔ — عمران نے کہا۔

— آپ نے پہلے بتایا تھا کہ زاراک نے آپ کی ملاقات ہوچی
کہاں ہوئی ہے اور کب ہوئی ہے؟ — بلیک زیرو نے
اور عمران مسکرایا۔

خوشگوار ماحول میں ملاقات ہوئی ہے۔ — وہ واقعی
نروار کا مالک ہے؟ — عمران نے کہا اور اس کے ساتھ
لے زاراک کے ساتھیوں کے پکڑے جانے سے لے کر زاراک
سے باہر آئے تک کے سارے حالات بتا دیتے۔

ہے۔ — ویسے آپ کو اسے وہاں اس طرح چھوڑ کر نہ آنا
بلیک زیرو نے ہونٹ چلاتے ہوئے کہا۔

دراصل اب زاراک سے زیادہ اس سپر آف مشین میں دلچسپی
ہے۔ زاراک کا تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اسے تو دوبارہ بھی

ڈھونڈا جا سکتا ہے۔ میرا خیال تھا کہ میرے جاتے ہی وہ — کے بقول
 کے مارشل گاڑیا یا اس ڈاکٹر آؤف کو فون پر یا ٹرانسٹیٹ پر یہ ضرور بتائے
 کہ شیر آف مشین کے بارے میں مجھے علم ہے — میں نے وہاں کہ
 کے نیچے پیش ڈاکٹر فون لٹب کر دیا تھا اس طرح مجھے ان کے درم
 ہونے والی بات چیت سے اس بارے میں مزید معلومات مہیا ہو
 گی۔ لیکن میں نے باہر آنے کے بعد جب اس سچیشن ڈاکٹر فون کا ریس
 آن کیا تو وہاں خاموشی تھی حالانکہ وہ ڈاکٹر فون آف نہ ہوا تھا بلکہ کام
 تھا لیکن کہیں سے کوئی ذرا سی بھی آواز پیدا نہ ہو رہی تھی۔ ڈاکٹر
 اس قدر طاقتور تھا کہ پوری عمارت میں کہیں بھی پیدا ہونے والی ہم
 ہلکی آواز بھی واضح طور پر کیج کر سکتا تھا لیکن کوئی آواز بھی نہ سنائی
 رہی تھی — چنانچہ میں دوبارہ کو مٹی کے اندر گیا تو میری یہ دیکھ
 حیرت کی انتہا نہ رہی کہ کو مٹی خالی پڑی ہوئی تھی۔ البتہ دو کاریں
 موجود تھیں — زاراک اور اس کے چار ساتھی غائب تھے۔ یہ
 میں نے مزید چیکنگ کی تو ایک خفیہ راستہ ڈھونڈ نکالا جو ملحقہ کو مٹی
 اندر جا سکتا تھا لیکن یہ کو مٹی بھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ اس کے بعد
 وہاں سے واپس فلیٹ آگیا اور میں نے ٹائیگر کو کہہ دیا ہے کہ وہ آ
 کو مٹی کی مکمل تلاشی لے کر مجھے رپورٹ دے اور ہمیں فون کرنے
 پہلے اس کی کال آئی تھی۔ اس نے بتایا ہے کہ اس کو مٹی میں سوانا
 اور دوسرے عام مسلمان کے اور کوئی چیز موجود نہیں ہے جس پر غیب
 آیا کہ کہیں تم نے وائٹ منزل کا حفاظتی نظام آن نہ کیا ہو اور یہ ا
 وہاں حملہ کر دیں۔ اس کے بعد کے حالات کا ہمیں علم ہے۔

تھے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

پہر حال وہ کچھ بھی کرے، وہ وائٹ منزل میں تو ریڈ کرنے میں کامیاب
 ہو سکتا۔ یہ تو طے شدہ بات ہے — بلیک زیرو نے کہا۔

نہیں — اس بین کی وجہ سے اب معاملہ زیادہ خطرناک صورت
 رکھ لے گا۔ اگر یہ بین حفاظتی نظام آن ہونے کے باوجود کام کر سکتا
 ہوتی دوسرا آلہ بھی کر سکتا ہے اور میرے خیال میں اس آدی کی قربانی
 مرزا راک نے اس بات کو چیک کرنے کی کوشش کی ہے اس لئے
 راک کو مزید ڈھیل نہیں دی جا سکتی — عمران نے سنجیدہ
 بن کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس لئے ٹیلیفون کا ریسپیور اٹھایا اور تیزی سے
 ٹل کرنے شروع کر دیتے۔

اٹا ہاؤس — راجھ قائم ہوتے ہی جو زف کی آواز سنائی دی۔

عمران بول رہا ہوں جو زف! — تم نے ان آدمیوں کو رہا کرتے وقت
 اہلیات پر عمل کیا تھا؟ — عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

میں ہاں! — میں نے ان میں سے ایک کے لباس کے اندر سپیشل
 ٹم لگا دیا تھا — جو زف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ہوں — ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں — عمران نے کہا اور
 بدرکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

چلو طاہر — تم بھی اب اس وقت تک رانا ہاؤس میں رہو جب تک
 راک اور اس کے ساتھیوں کا مسئلہ ختم نہیں ہو جاتا — وائٹ منزل
 بل بلنگ آف کر دو — عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور بلیک زیرو

پرسے برزیرت کے تاثرات اُبھر آتے۔

”ٹوٹل بلیٹک آف — مگر کیوں —؟ زیادہ سے زیادہ خطرہ اس
 فائل کی چوری کا ہے۔ وہ آپ لے جائیں۔ حفاظتی نظام کی موجودگی میں
 یہاں کون داخل ہو سکتا ہے“ — بلیک زیرو کے بچے میں حیرت تھی۔
 ”نہیں — اس آدمی کی آمد اور اس بین کے حفاظتی نظام کے باوجود
 کام کرنے کے میری چھٹی جس کسی بڑے خطرے کی نشاندہی کر رہی ہے۔
 ٹوٹل بلیٹک آف کے بعد یہ بر لحاظ سے محفوظ ہو جائے گا۔ پھر اس پرائیم
 بوم کی بارش ہی کیوں نہ کر دی جائے اسے کچھ نہ ہوگا اور نہ کوئی مشینری
 اسے بریک کر سکے گی۔ — فائل ہی یہیں رہنے دو۔ یہاں وہ زیادہ
 محفوظ رہے گی البتہ فون کو آٹو بلیٹک ریکارڈنگ پر لگا دو تاکہ اگر کوئی فون
 اسے توڑ پھڑا کر یا مارتے ہوئے — عمران نے تیز تیز بچے میں کہا اور
 بلیک زیرو کے سر ہلا دیا۔

”میں لانا ہاؤس بنا۔ اب ہون تاکہ اس زاراک کے ساتھیوں کے لباس میں
 مہاجر پیشیل سسٹم کو آجیش کر کے ان کا پتہ چلاؤں — جو ذرا اس
 پتہ پر مشینری کو آبریت نہیں کر سکتا“ — عمران نے کہا اور تیزی سے
 اس سڑک سے کی طرف بڑھ گیا جہر پیشیل وے کا راستہ تھا۔

زاراک نے کار اس عمارت سے کافی دور روک دی جس سے متعلق بہارک
 بایا تھا کہ اس پر ایک سیٹ سروس کے بیٹے گوارڈ ہونے کا شبہ ہے۔ کار
 ہر اس نے مگر عقبی سیٹ پر پڑا ہوا ایک بڑا سا برلیٹ کیس اٹھایا اور
 زہ کھول کر نیچے آ کر آیا۔ اس کے چہرے پر ایک مختلف مقامی میک اپ
 درجیم پرچست لباس تھا۔ اس نے ایک نظر ادھر ادھر دیکھا اور پھر ہاتھ
 برلیٹ کیس اٹھائے وہ بڑے مطمئن انداز میں چلتا ہوا عمارت کی طرف
 نکلے گا۔ پہلے اس نے عمارت سے ذرا دور رہ کر اس کا تمام اطراف سے
 زہ لیا۔ اسے کوئی غیر معمولی حالات نظر نہ آئے جو اس کے خیال کے مطابق
 ٹوک ہو سکتے تھے۔ عمارت کے عقبی طرف کچھ دور ایک باغ تھا زاراک
 ہر طرف بڑھ گیا۔ باغ کا کٹڑی کا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ ناراک اطمینان
 سے چلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ اسی لمحے ایک بوڑھا آدمی جس کے
 ذہیں کھر یہ تھا ایک درخت کے پیچھے سے نکل کر اس کی طرف آیا۔

لے سے دھمکے سے چھوٹے پودوں کے درمیان جاگڑا۔ زاراگ نے ادھر ادھر
 ہا کچھ ناصلے پر ایک جھونپڑی سی بنی ہوتی تھی۔ زاراگ اس جھونپڑی کی طرف
 گیا۔ جھونپڑی میں ایک چارپائی پڑی تھی یا کھا دوغیرہ کا ڈھیر تھا کچھ ٹوٹے
 بستے گئے تھے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ زاراگ نے برلیف کیس چارپائی
 لکھا اور پھر اس کے تالے کھول کر اس نے اس کا ڈھکن کھول دیا۔ برلیف
 کی اندر ایک مستطیل شکل کی مشین موجود تھی جس کے اوپر والی سطح پر
 میڈرنگ کی باریک باریک دھاریوں کا جال سا بنا ہوا تھا۔ یہ دھاریاں
 کی نہ تھیں بلکہ کسی خاص دھات کی تھیں۔ زاراگ نے مشین برلیف کیس
 باہر نکالی اور پھر برلیف کیس کا ڈھکن بند کر کے مشین اس نے اوپر رکھ
 اور پھر اس کے ایک سائڈ پر موجود ہلکے سے گڑھے کے اندر انگلی رکھ
 اس نے انگلی کو مخصوص انداز میں گھمایا تو مشین کی اوپر والی سطح کے ایک
 لے کا چھوٹا سا حصہ کسی ڈھکن کی طرح اوپر کھڑھ گیا۔ زاراگ نے اندر
 دیکھا چھوٹا سا سیاہ رنگ کا کیپسول نکلا اور ہاتھ سے ڈھکن بند
 پھر اس نے ایک ہاتھ میں وہ کیپسول اور دوسرے ہاتھ میں وہ
 تھ اٹھائی اور جھونپڑی سے باہر آگیا۔ اب اس کا رُخ اس عمارت کی
 طرف تھا۔ باغ کی آخری حد پر پہنچ کر اس نے مشین کو گھسیس پر
 ہاتھ میں پکڑا ہوا کیپسول اس نے دائیں ہاتھ میں منتقل کیا اور
 سے لٹھے اس کا بازو پوری قوت سے گھوما تو وہ کیپسول نفاں کیسی
 طرح اُٹا ہوا عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ زاراگ کی نظریں اس
 جاہوتی تھیں۔ کیپسول عمارت کی عقبی ساٹھ دیوار سے ٹکرایا اور دوسرے
 ہاں کے ساتھ اس طرح چپک گیا جیسے ہوا مقناطیس سے چپکے ہے

”جی صاحب“ — اس ادھیڑ آدمی نے جو باغ کا مالی لگ رہا تھا
 زاراگ سے مخاطب ہو کر کہا۔
 ”میں نے اس باغ کے مالک سے ملنا ہے“ — زاراگ نے تعاقب
 لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”مالک تو یہاں نہیں ہوتے بناب! — میں ہوں اس زری
 کا انچارج اور مالی — فرمیتے“ — مالی نے کہا تو زاراگ سمجھ گیا کہ
 جسے وہ باغ سمجھ رہا ہے وہ پورے فروخت کرنے والی زری ہے۔
 ”تم اتنی بڑی زری میں ایسے کام کرتے ہو“ — زاراگ نے حیرت
 بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں صاحب — دو مالی اور ہیں مگر وہ کہیں پودوں کی سپلائی
 کے لئے تگتے ہوتے ہیں“ — مالی نے جواب دیا۔

”اوکے — مجھے بھی آڈر دینا ہے — ذرا مجھے دکھاؤ تمہارا پاس
 پودوں کی کون سی درستی ہے“ — زاراگ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔
 ”آئیے جناب! — ہمارے پاس تقریباً تمام درستی ہے اور صحت مند
 پودے ہیں — آپ نے باغ گھوٹا ہے“ — مالی نے خوش ہو کر
 مڑتے ہوئے کہا۔

”ہاں! — بہت بڑا باغ“ — زاراگ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر
 کافی اندر جا کر اس کے ایک ہاتھ بڑھا کر مالی کی گردن پکڑی اور مالی کے
 حلق سے چھینچی چھینچی نکلی یہی تھی کہ زاراگ نے ہاتھ کو مخصوص انداز میں
 جھٹکا دیا اور ادھیڑ عمر مالی کا چہرہ لٹکا ہوا جسم ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا اور
 کے ساتھ ہی زاراگ نے اسے پودوں کی طرف اچھال دیا اور مالی کا مڑدہ جسم

مسل گئے۔ زاراک اطمینان سے اندر داخل ہوا۔ اس نے ایک نظر اس
جانزہ لیا اور پھر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا
جوہر نپسل کی طرح کا تھا۔ اس کا بہن دبا کر اس نے نپسل کا رخ مختلف
اثر میں بنا شروع کر دیا۔ ایک دروازے کی طرف اس کا رخ ہوتے
نہیں تھے۔ وہیں ٹیس ٹیس کی آوازیں سننے لگیں اور زاراک اطمینان سے
درازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ دوسری طرف ایک رازداری
کا اختتام ایک بڑے ہال ناکرے میں ہوا۔ اس ہال ناکرے کے
ایک طرف سرج رنگ کی آہنی الماریاں موجود تھیں جو تمام بند تھیں۔
اوپر نمبر لکھے ہوتے تھے۔ زاراک نے یہاں بھی نپسل کا رخ ملاماری
ایک اور پھر بارہ نمبر الماری کی طرف نپسل کا رخ ہوتے ہی اس میں سے
پڑتیں ٹیس کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ وہ تیز تیز قدم اٹھا آ الماری
بڑھ گیا۔ الماری کے ہٹ بند تھے اور ان کے درمیان نہ ہی کوئی
ماند نہ ہی چابی کا سوراخ۔ لیکن زاراک کے چہرے پر ویسے ہی
کے آثار نمایاں تھے۔ جیسے الماری کا بند ہونا اس کے لئے کوئی مسئلہ
نہیں نپسل کا بہن آف کر کے اُسے واپس جیب میں ڈالا اور پھر
یہ ایک چھوٹا سا ایک دنگنوں والا آلہ نکالا جس کے اوپر باقاعدہ
رہی ہوتی تھی اور اس کے نیچے ایک دستہ تھا جس کے اندر بالکل
طرح ٹریگر لگا ہوا تھا۔ زاراک نے اس کی کیپ اتاری اور پھر اسے
اگر سے کو اس نے الماری کے ایک ہٹ کے اوپر ایک سائینڈس
سا دبا یا اور پھر ٹریگر دبا دیا۔ ایسی آواز پیدا ہوئی جیسے کوئی اچانک
ہوا اور پھر سسکاری کی سی آواز مسلسل پیدا ہونے لگی۔ آ رہے کا

سے اس نے ایک چیٹی نال والا پستول نکالا اور اس کا رخ اونچی دیوار کی
کی طرف کر کے اس نے اس کا ٹریگر دبا دیا۔ سر کی تیز آواز کے ساتھ ہی
پتھر نکل کر تیزی سے منڈیر کی طرف گئی اور پھر اس چیز کے ساتھ نپسل
سی تازہ ہی تھی۔ جیسے ہی وہ سیاہ رنگ کی چیز منڈیر تک پہنچی، زاراک
ٹریگر سے اٹکی ہٹائی اور وہ سیاہ رنگ کا بہن منڈیر کے ساتھ چپک
زاراک نے ایک بار پھر ادھر ادھر دیکھا لیکن سڑک خالی پڑی ہوئی تھی
نے پستول کے دستے کے اوپر لگا ہوا ایک بہن دبا یا تو اس کے جسم کا
زور دار جھٹکا لگا اور وہ اس طرح اوپر کو اچھلا جیسے ہانی چمپ کر۔ ہاتھ
دوسرے ہٹے اس کے دونوں پیر دیوار سے لگ گئے۔ پھر سہلی کی سی
سے وہ دیوار سے لگا اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ جیسے ہی اس کا ہاتھ منڈیر
پہنچا اس نے بہن سے ہاتھ ہٹایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پستول
کی طرف اچھلا اور دوسرے ہاتھ سے منڈیر تھا کہ اس نے قلابازی
اور اس کا جسم منڈیر کے اوپر سے ہوتا ہوا اندر کی طرف گرتا چلا گیا۔ اس
ایک بار پھر قلابازی کھائی اور پھر ٹریگر کے انداز میں اندر کھینچا۔
جھٹکا لگا اور پھر حرکت کیا۔ عمارت کا وسیع و عریض صحن خالی پڑا ہوا تھا۔
نے سڑک دیکھا تو پستول دیوار کے ساتھ اس کے قریب ہی لٹکا ہوا تھا۔
سر ہٹا ہوا عمارت کے برآمدے کی طرف بڑھنے لگا۔ برآمدہ کر اس کے
آپریشن روم کے دروازے کی طرف گیا۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ زاراک
پہنچے ہٹ کر پوری قوت سے دروازے پر لٹا رہا۔ دروازہ چڑھایا
لیکن لڑنا نہیں تو زاراک نے مسلسل اس پر لٹا رہا مافی شروع کر دیں۔
زور دار ہٹوں کے بعد دروازہ ایک دھمکے سے کھلا اور اس کے ہٹ

کاہن دبا کر اس نے گیس کا تیز شعلہ پیدا کیا اور اس شعلے کو الماری میں موجود
 بی فائلوں کو جلانے کے لئے اس نے جیسے ہی ہاتھ آگے بڑھایا، بھلکھت
 زور وار جھپکا ہوا اور اس کے ساتھ ہی زاراگ جیسا توہی ہسکل آدی اس طرح
 ہاگشت کے بل نیچے پڑی ہوئی فولادی چادر پر گرا جیسے کسی نے اُسے
 سر نیچے پھینک دیا ہو اور اس کے ساتھ ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے
 آہنی چھری اس کے دماغ کے اندر گھسٹی چلی گئی ہو۔ سر کی عقبی سائڈ
 رو کی شدید اور خوفناک لہری پیدا ہوئی۔ ٹھیس لائٹراس کے ہاتھ سے
 بچانے کہاں جاگرا تھا۔ زاراگ نے نیچے گرتے ہی ایک جھٹکے سے اٹھنے
 شش کی ٹیکن دوسرے لمحے اس کے سر میں پیدا ہونے والا درد کھینچت
 شدید ہونا گیا اور پھر اسے آنکھوں کے سامنے ہر چیز تیزی سے گھومتی
 دینے لگی۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے اور اٹھنے کی ایک باہر کوشش
 نا اسی لمحے اس کی آنکھوں کے سامنے سیاہ چادر بھلتی چلی گئی اور سر میں
 ولے تیز ترین درد کا احساس بھلکھت فنا ہو کر رہ گیا۔

دنمانے دار حصہ آدھے سے زیادہ الماری کے فولادی پٹ کے اندر خائب
 ہو چکا تھا۔ زاراگ آسے کو اوپر سے نیچے تک دبا ہوا لے آئے لگا اور
 چند لمحوں بعد نیچے پہنچ کر اس نے دوسری سائڈ پر اُسے جلانا شروع کر لیا
 اور پھر چوڑائی ختم ہونے پر وہ اُسے اوپر لے گیا اور پر لے جا کر وہ اُسے پھر
 اسی طرف کولے کیا جہاں سے اس نے اس کا آغاز کیا تھا۔ جیسے ہی آرا پہلے وا
 جگہ پر پہنچا، زاراگ نے ٹرے سے اٹھی بٹانی اور اُسے کھینچ کر تیزی سے سائنا
 ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک کھلی ہوئی سائڈ کو ہاتھ سے پکڑ کر زور
 جھٹکا دیا تو الماری کی فرٹ فولادی چادر اچھل کر فرش پر جاگری اور اس کے
 گرنے سے پیدا ہونے والا شور پور سے اُل میں گونج اٹھا اور کافی دیر تک گونج
 رہا اب الماری کے اندر رکھی ہوئی فائلیں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ زاراگ
 نے آسے پر کیپ چڑھا کر اسے دوبارہ جیب میں رکھا اور پھر وہی پنسل بائیکا
 کر اس نے اس کے شقی جیب میں موجود جین کو پش کیا تو پنسل سے میں تین
 مخصوص آوازیں نکلنے لگیں لیکن جیسے ہی زاراگ نے اُسے مسلسل دوبار مزید پڑ
 کیا تو آوازیں نکلنا بند ہو گئیں اور زاراگ پنسل کا مرنج ایک ایک فائل کی طرف
 کرتے ہوئے ہاتھ کو نیچے لے آیا۔ درمیان میں موجود ایک فائل کے سامنے پڑ
 ہی پنسل آتی اس میں سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی اور زاراگ کے لبوں پر
 معنی خیز مسکراہٹ تیرنے لگی۔ زاراگ نے پنسل کے عقبی بٹن کو تین بار پریس
 کے اُسے جیب میں ڈالا اور پھر فائل کو باہر کھینچ لیا۔ فائل پر لکھے کوڈ نمبر دیکھ
 اس کی آنکھوں میں گہرے اطمینان کی جھلکیاں ابھر آئیں۔ اس نے فائل کو کھ
 کر دیکھا اور کچھ دیر تک اُسے دیکھتے رہنے کے بعد اس نے اُسے بند کر کے ہا
 اور کٹ کی اندرونی جیب میں رکھ کر اس نے جیب سے ایک گیس لائٹ لگا

ہاگر غائب ہو گیا۔ عمران نے دوسری بار ٹریگر دیا تو دوسرا کیپسول نکل کر عمارت
 لے اندر جاگرا۔ عمران نے پستول جیب میں ڈالا اور پھر تیزی سے سڑک
 راس کر کے پھاٹک کی طرف بڑھتا گیا۔ یہ عمارت صرف سامنے کے رخ سے
 ملتی تھی ورنہ اس کی باقی تینوں اطراف میں عمارتیں اس کے ساتھ جڑی
 جی تھیں۔

عمران نے پھاٹک پر پہنچ کر ستون پر لگے ہوتے کال بیل کا بٹن دبا یا
 لئے کافی دیر تک دبائے رکھا۔ دُور سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی
 ن پھاٹک کھولنے کوئی نہ آیا اور نہ ہی اندر سے کسی ردعمل کا اظہار ہوا
 ان نے ادھر ادھر دیکھا اور دوسرے لمحے وہ کسی بندر کی سی پھرتی سے
 فی پھاٹک پر چڑھتا ہوا اندر کود گیا۔ اندر وسیع و عریض لان خالی پڑا ہوا
 اور بڑے پورچ میں ایک سٹیشن ٹین اور دو کاروں کھڑی تھیں۔ عمران
 جیب سے ریولور نکالا اور پھر محتاط انداز میں عمارت کی طرف بڑھنے
 میں عمارت پر مکمل خاموشی طاری تھی۔ عقوبوشی دیر بعد عمران کو ایک
 محل میں صوفوں پر پہلو کے بل پڑے ہوتے چھ افراد نظر آگئے۔ درمیانی
 زمرہ شراب کی بوتلیں پڑی ہوئی تھیں اور ان میں سے کئی کے ہاتھوں میں
 سب کے جام تھے۔ شراب ان کے گرنے کی وجہ سے صوفوں اور نیچے
 زمین پر گر گئی تھی۔

عمران تیزی سے عمارت کے دوسرے کمروں کی طرف بڑھتا گیا لیکن
 دے کر سبے چیک کر لینے کے باوجود اُسے زاریاں کہیں نظر نہ آیا۔ عمران
 ریولور جیب میں رکھا اور جیب سے نیکسٹ فیریکیوشی کا ٹرانسمیٹر نکال کر
 سامنے اس کا بٹن دبا یا۔ ٹرانسمیٹر سے مخصوص آواز سننے لگی۔

عمارتنے کار الامیر رہائشی پانزہ کی عقبی طرف سڑک پر لے جا کر
 ایک سائڈ پر روک دی اور پھر وہ تیزی سے نیچے اتر آیا۔ اس نے ایک نظر
 ادھر ادھر دیکھا اور پھر تیزی سے وہ سامنے ایک رہائشی عمارت کے پھاٹک
 کی طرف بڑھتا گیا۔ سیاہ رنگ کا بڑا سا فولادی پھاٹک بند تھا اور عمارت
 پرانی طرز تعمیر کی دکھائی دے رہی تھی اور صاف محسوس ہوا تھا کہ اس پر
 نیا رنگ ردغون کر کے اُسے جدید بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ عمران نے
 کار کی سائڈ سیٹ اٹھائی اور نیچے موجود باکس میں سے اس نے ایک چھوٹی
 سی نال والا پستول اٹھایا۔ اس کا میگزین کھول کر چیک کیا اور پھر سائڈ سیٹ
 بند کر کے وہ سیدھا ہوا۔ کار کا دروازہ بند کر کے اس نے ایک بار پھر ادھر ادھر
 دیکھا۔ دوسرے لمحے اس نے پستول کا رخ اس بلڈنگ کی طرف کر کے ٹریگر دبا یا
 اس کے ہاتھ کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور اس کے ساتھ ہی نال میں سے ایک
 چھوٹا سا کیپسول نکل کر سامنے کی تیز آواز سے اڑتا ہوا عمارت کے اندر صحن میں

”ہیلو ہیلو۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ کالنگ بلیک زیرو۔ اور۔۔۔“

عمران نے بار بار کال دینی شروع کر دی۔

”نہیں۔۔۔ بلیک زیرو! انڈنگ۔ اور۔۔۔“ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر میں سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

”بلیک زیرو۔۔۔ یہاں الامیر پلازہ کی عقبی کوچی میں زاراک کے پتھر ساتھی موجود ہیں لیکن زاراک غائب ہے۔۔۔ تم جوڑنا اور جونا کو بھلا بیھیج دو۔ وہ بڑی دیگن لے کر آئیں گے تاکہ ان افراد کو مارا جاؤس شہادت کیا جاسکے اور پھر ان میں سے کسی ایک کو ہوش میں لاکر تم نے اس سے پوچھ گچھ کرنی ہے کہ زاراک کہاں ہے۔۔۔ میں یہاں اس لئے بڑی کچھ نہیں کرنا چاہتا کہ مجھ نے کس لئے زاراک آجائے اس لئے میں یہاں صرف اس کا انتظار کروں گا۔ اور۔۔۔“

عمران نے بلیک زیرو کو تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”میں بیھیج دیتا ہوں انہیں۔۔۔ لیکن عمران صاحب!۔۔۔ ان سب کا زہرہ رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ باقی تو گوئی مار دی جلتے اور ایک سے پونچھ کر ملی جلتے۔ اور۔۔۔“

بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا۔

”لیکن کن جرم میں۔۔۔ اب تک انہوں نے جرم ہی کون کیا ہے اور۔۔۔“

عمران نے اس بار تلخ لہجے میں کہا۔

”جرم تو نہیں کیا۔۔۔ لیکن جرم کرنے کے ارادے سے تو آئے ہیں اور۔۔۔“

بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”فی الحال انہیں زہرہ رکھو اور صرف پوچھ گچھ کرو۔ بعد میں دیکھا جائے گا۔ اور اینڈ آل۔۔۔“

عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے

میں رکھا اور پھر تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پھاٹک کی کنڈی کھولی اور اسے کھول کر وہ باہر آ گیا۔ سڑک کراس وہ تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھتا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کار میں بچکا تھا۔ دراصل جب تک ان لوگوں کی کار روانی مکمل نہ ہو جاتی، وہ ہتے نگرانی کرنا چاہتا تھا تاکہ اگر ڈرائیو اچانک آجائے تو اس سے فی سہ منسا جاسکے۔

پچھڑی دیر بعد عمران نے مارا جاؤس کی مخصوص سٹیشن دیگن کو دور آتے ہوئے دیکھا تو وہ کار سے اترا اور اس نے ہاتھ اٹھا کر دیگن کو نکلنے لہرہ کیا۔ دیگن اس کے قریب آ کر رک گئی۔ ڈرائیو بگ سیٹ پر جوڑت جب کراس کی ساتھ والی سیٹ پر جونا بیٹھا ہوا تھا۔ عمران نے جوڑت سے پہلی ہدایات دیں اور پھر واپس اپنی کار میں آکر بیٹھ گیا۔ جوڑت نے ی کو موڑا اور پھر پھاٹک کے سامنے روک دیا۔ دوسرے لمحے جونا نیچے اتر تیزی سے دوڑنا ہوا اٹھتے ہوئے سائڈ پھاٹک سے اندر غائب ہو اس کے ساتھ ہی بڑا پھاٹک کھلا اور سٹیشن دیگن اندر آئی جی پھاٹک لہرہ کیا اور عمران نے اس طرح سر ہلایا جیسے اب کی ہدایت پر عمل ہونے لگا ہے۔ طینان ہوا ہو۔ پچھڑی دیر بعد پھاٹک ایک بار پھر کھلا اور سٹیٹن ہن باہر آکر مٹری اور سائڈ پر ترک گئی۔ جوڑت نے عمران کی طرف ہاتھ لہرہ کر کے مخصوص انداز میں اہرا یا اور عمران مسکرا دیا۔ پھاٹک کو اندر سے لہرہ کر کے جونا سائڈ پھاٹک سے باہر آیا اور اس نے پھاٹک بند کر کے باہر سے کنڈی لگا دی اور پھر تیزی سے دیگن میں سوار ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی دیگن ایک جھپکے سے آگے بڑھی اور تیزی سے دور ہوتی گئی۔

دلچسپی میں بات کرتے ہوئے کہا۔

وہ دانش منزل کیلئے ہے۔ لیکن ظاہر ہے ٹول بلینک آف کی وجہ سے اس طرح اندر تو داخل نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ اتنی دیر تک وہاں کیا ہے۔ اور؟ — عمران نے جواب دیا۔

رہا آپ کہیں تو میں جا کر خود معلوم کروں۔ اور؟ — بلیک زیرو

نہیں میں یہاں موجود ہوں تاکہ اگر زاراک وہاں آجائے تو میں درگزر کروں ورنہ اس بار وہ غائب ہو گیا تو پھر مشکل سے ہی ہاتھ آئے۔ تم جو زف کو ساتھ لے لینا اور مجھے فوراً رپورٹ دینا۔ اور؟ —

نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ اور؟ — دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا۔

نہیں اور اینڈ آف — کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

وہ اتنی دیر تک وہاں کیا کر رہا ہوگا — اور وہ بریف کیس میں ہم کی مشین ساتھ لے گیا ہوگا — عمران نے سوچا۔

اب اسے بلیک زیرو کی طرف سے رپورٹ کا انتہائی شدت سے منتظر رہنا پڑے گا۔ بس منٹ بعد ٹرانسمیٹر کال آئی تو عمران نے ڈیش بورڈ پر رکھا۔

ٹرانسمیٹر پھر قی سے اٹھایا اور اس کا بشن دبا دیا۔

ہیلو ہیلو — بلیک زیرو کا ٹنگ۔ اور؟ — بلیک زیرو کی آواز اس

دش یعنی کہ عمران کا دل بے اختیار زور زور سے دھڑکنے لگا۔

پرنس آف ڈومپ بول رہا ہوں۔ اور؟ — عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

عمران صاحب! — غضب ہو گیا ہے۔ زاراک نہ صرف

عمران نے بھی کارٹرائٹ کی اور اسے آگے لے جا کر اس نے اسے ایک مائیکرو گلی میں اس طرح پارک کیا کہ ٹیسٹرنگ پر بیٹھے رہنے کے باوجود اسے اس عمارت کا چھانک صاف نظر آ رہا تھا لیکن زاراک کی واپسی اب تک نہ ہوئی تھی۔

یہ آخر کہاں چلا گیا ہوگا — کیا علیحدہ رو رہا ہوگا؟ — عمران نے خود گلانی کے سے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے وہ صرف سوچ سکتا تھا اس کا جواب تو نہ دے سکتا تھا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس کی جیب میں موجود فکسڈ فون کی کسی کے خصوصی ٹرانسمیٹر سے کال کی آواز سنائی دی تو اس نے چونک کر جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بشن آنا کر دیا۔

ہیلو ہیلو — بلیک زیرو کا ٹنگ۔ اور؟ — ٹرانسمیٹر سے بلیک

کی آواز سنائی دی۔

نہیں — پرنس آف ڈومپ اٹنڈنگ — کیا رپورٹ ہے۔ اور؟ —

عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

زاراک کے ایک آدمی نے بے پناہ تشدد کے بعد بتایا ہے کہ زاراک کو قیدی خاص مشین لے کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر سے کوئی فائل

لینے گیا ہے — مزید انکوائری کے بعد اس نے یہ بھی بتایا ہے کہ پہلے ایک آدمی کی گلانی کی کھال میں کوئی خاص آکر لگا کر زاراک نے اسے اس عمارت میں بھیجا اور پھر ایک خاص مشین پر اسے چیک کرنا رہا۔ پھر وہ خود مشین کو

ایک بریف کیس میں رکھ کر وہ کار میں بیٹھ کر چلا گیا اور اس نے بھی بتایا کہ

ہیڈ کوارٹر سے فائل لینے جا رہا ہے۔ اور؟ — بلیک زیرو نے

نیچے فرش پر پڑا تھا اور وہ مقامی آدمی اس پر گرا ہوا تھا۔ اس کے
 نجی حصے میں اس کٹے ہوئے حصے کا ایک سڑا ہوا کونہ گھس گیا تھا
 سے وہ شاید بے ہوش ہوا پڑا تھا۔ ایک طرف ایک گیس ڈاکٹر
 نما۔ قد قاست سے یہ آدمی زاراک ہی لگتا تھا۔ چنانچہ میں نے
 ہر پرس کا چہرہ دانش کیا تو یہ روسی ہی تھا۔ چنانچہ میں نے آپ کو
 ہے۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے بیک زیر و نے پوری تفصیل
 سنے کہا۔

بہ سبب۔ میں خود آ رہا ہوں تاکہ معلوم کر سکوں کہ ٹوٹل بلیک آف
 دوہ کس طرح نہ صرف اندر داخل ہوا بلکہ ریکارڈ روم تک بھی پہنچ
 تم کار سے وہ بریف کیس بھی منگوا اور اس زاراک کے زخم کی
 آکر دو ایسا نہ ہو کہ زیادہ خون نکل جائے اور وہ مرتا ہے۔ میں نے اس سبب
 یلے مگر اسے ہوش کرنے والا انجکشن بھی لگا دینا۔ اور اینڈال۔۔۔ غلبن
 بڑے لہجے میں کہا اور پھر ٹیٹریسین آف کر کے اس نے جیب میں ڈالا اور کار
 پر کے وہ اسے سڑک پر لے آیا اور اس کے ساتھ ہی کار انتہائی
 ماسے اڑتی ہوئی دانش منزل کی طرف بڑھنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد
 نش منزل پہنچ چکا تھا۔

مے نے اس کے زخم کی بینڈیج کر کے اسے گیٹ روم میں پہنچا دیا
 سے طویل بیہوشی کا انجکشن بھی لگا دیا ہے۔۔۔ بلیک زیر و نے
 لے آپریشن روم میں پہنچتے ہی اس سے مخاطب ہو کر کہا۔
 ٹین کہاں ہے۔۔۔ ہ عمران نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے
 بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

دانش منزل میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے بلکہ اس نے ریکارڈ
 سے ریڈ فائل بھی حاصل کر لی تھی لیکن پھر وہ نیچے گر کر زخمی اور بے ہوش
 ہو گیا۔۔۔ اس وقت بھی وہ دانش منزل کے ریکارڈ روم میں بے ہوش
 پڑا ہوا ہے اور ریڈ فائل اس کے کوٹ کی جیب میں موجود ہے۔ المار
 کے پٹ کٹے ہوئے ہیں۔ اور۔۔۔ بلیک زیر و کی اسی طرح متنازع
 سی آواز سنائی دی اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں
 آتش فشاں چھٹ پڑا ہو اور مسلسل دھماکے مچ رہے ہوں۔

اوه۔۔۔ ویری بیٹہ۔ کیا تم نے دانش منزل کو ٹوٹل بلیک آف
 نیا تھا۔ اور۔۔۔ ہ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

کیا تھا۔ اور جب میں وہاں پہنچا تو ٹوٹل بلیک آف تھا۔
 نے سب سے پہلے اس زاراک کو چیک کیا۔ اس کے آدمی سے اس کی کار
 رنگ۔ نمبر اور ماڈل مجھے معلوم ہو گیا تھا اس لئے میں نے اس کی کار
 کر لی لیکن کار خالی تھی البتہ اس کے اندر تھپی سیدھ پر ایک بریف کیس
 ہوا تھا اس پر مجھے شک ہوا کہ کہیں زاراک اندر نہ ہو۔۔۔ میں۔

چیکنگ کی تو دانش منزل اسی طرح ٹوٹل بلیک آف تھی لیکن زاراک نما
 تھا۔ میرے ذہن میں ویسے ہی خیال آیا کہ میں اندر سے چیکنگ تو
 چنانچہ میں نے محسوس آنے سے ہی بی۔ ڈ آف کیا اور پھر پیش ف
 اندر داخل ہوا تو سب سے پہلا جھٹکا مجھے آپریشن روم میں پہنچ کر
 آپریشن روم کا بیرونی دروازہ کھلا ہوا تھا اس کا اندرونی سالٹ چکا
 میں نے چیکنگ کی تو ریکارڈ روم میں ایک مقامی آدمی کو بیہوش پڑے
 دیکھا۔ اس کے سر کی عقبی سمت شدید زخمی تھا اور الماری کا بیرونی

ت میں سر بلا دیا۔

بٹ کو بلاؤ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون
ناکر اس نے تیزی سے ممبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

— داور پینلنگ — رابطہ قائم ہوئے ہی دوسری طرف سے
آواز سنائی دی۔

ابول رہا ہوں سرداور — آپ کو تو دانش منزل میں نصب
آف نظام کے بارے میں تفصیلات کا علم ہے۔ کیونکہ یہ نظام
رہے ہی سے تیار اور نصب کیا گیا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے
میں کہا۔

— پھر کیا ہوا اُسے — کیا خراب ہو گیا ہے؟ —

بٹ سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

یہ نہیں ہوا۔۔۔۔۔ رُوسیاہ کے ایجنٹ نے ایک بائبل جدید ساخت
سے اسے آف کر دیا اور دانش منزل میں داخل ہو کر اس نے
اسے ملکی سلامتی کی ایک اہم نائل حاصل کر لی۔۔۔۔۔ ریکارڈ روم
الماریوں کو گرنیڈا لائنز کر دیا گیا تھا اس لئے وہ کسی صورت میں
ہائیں اور نہ ٹوڑی جاسکتی ہیں۔۔۔۔۔ لیکن اس ایجنٹ نے
مساخت کے آٹومیک کٹر کے ذریعے ایک الماری کا فرٹ حصہ
نیچے فرش پر پھینک دیا۔۔۔۔۔ پھر وہ خود نیچے گرا اور فولادی چادر
اڑھوا کونہ اس کے سر کے عقبی حصے میں لگا اور وہ بیہوش ہو گیا۔
تھہ ہی فرش پر پڑا ہوا ایک عام ساگیس لائٹر بھی ملا ہے اور اس
سے ایک انڈیکٹر پینل کی شکل کا بھی ملا ہے۔ یہ انڈیکٹر اور کٹر

یہ بریف کیس پڑا ہے۔۔۔۔۔ میں نے تو اسے کھولا ہی نہیں کہ
اس کے اندر کیا ہو۔۔۔۔۔ اگر کوئی مشین ہوتی تو اس کے اندر ہی
بلیک زیرو نے کہا اور عمران سر ہلٹا ہوا آگے بڑھا اور اس نے براہ
کو باہر سے ہی چیک کیا تو وہ اُسے وہیں رکھ کر خود بلیک زیرو کے ماٹا
رُوم کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں نزاراک کی جیبوں سے ملکی ہوتی چیزیں
میں۔ عمران نے ان سب کا تفصیلی جائزہ لیا۔ اس کے چہرے پر
سینڈرگی طاری تھی۔ واپس آپریشن روم میں آکر اس نے بریف کیس
لیبارٹری کی طرف بڑھ گیا۔ پھر اس کی واپسی تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد ہوتی
کچھ پتہ چلا کہ وہ کیسے اندر داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔ ؟ بلیک زیرا
ہونٹ چلبتے ہوئے کہا۔

— نہیں۔۔۔۔۔ انتہائی عجیب وغریب مشین ہے۔۔۔۔۔ میرے
ہی نہی۔۔۔۔۔ تفصیلی تجزیہ تو سرداور ہی کریں گے کیونکہ میں نے
زیادہ نہیں پھرتا۔ بہر حال اس میں سے کوئی ایسی ریڑھ نکلتی ہیں جن
سے ہر قسم کا سائنسی نظام ساکت ہو جاتا ہے لیکن کونسی ریڑھ اور یہ کس
کام کرتی ہیں اس کا ابھی علم نہیں ہو سکا۔۔۔۔۔ جوزف کہاں ہے
عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

— وہ باہر موجود ہے۔۔۔۔۔ وہ لینڈنگ لپٹل بھی دانش طرف کی
کے قریب سب سے مل گیا ہے جس کی مدد سے نزاراک اندر آیا ہے اور
پستول اور نزاراک کی اندر موجودگی سے ظاہر ہو سکتے کہ ٹومل بلیک آ
واقعی ساکت ہو گیا تھا جس کی وجہ سے صحن کی دیواریں کھل گئیں۔ وہ
اس کے اندر آنے کا کوئی راستہ ہی نہ تھا۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور

بل نما انڈیکٹر اور کسٹروم جو وہ ریکارڈ روم سے لے آیا تھا تینوں چیزیں
 دے کر سردار تک انہیں پہنچانے کی تفصیلی ہدایات دیں اور
 انہیں لے کر سر ہلانا ہوا آپریشن روم سے باہر نکل گیا۔
 اب اس زاراگ کا کیا کرنا ہے؟ — بلیک زیرو نے پوچھا۔
 سے فی الحال بے ہوش ہی رکھو — جب تک سردار کا تجسس نہ
 ہو نہیں آجاتا — میں رانا باؤس جا رہا ہوں تاکہ وہاں زاراگ کے
 دل سے مزید تفصیلات معلوم کر کے اس کے یہاں موجود باقی ساتھیوں
 کو فرار کیا جاسکے؟ — عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور
 زیرو نے سر ہلادیا۔

بھی بالکل جدید ساخت کے ہیں — اس سے پہلے مجھے یہ اطلاع
 ملی تھی کہ روسیہ نے کوئی ایسی مشین بنائی ہے جس کی مدد سے وہ
 کے تمام دفاعی ٹریٹ ورک کو مکمل طور پر آف کر سکتا ہے —
 مشین کو سپر آف مشین کا نام دیا گیا ہے — یہ آدمی جس کا نام
 ہے، روسیہ کی ایک انتہائی اہم انجینئر کا سربراہ ہے —
 دانش منزل کے حفاظتی نظام کو آف کرنے کی غرض سے روسیہ کے
 ڈاکٹر آنوف سے وہ سپر آف مشین مانگی تھی لیکن ڈاکٹر آنوف نے
 مشین دینے سے انکار کر دیا تھا — اور اب یہ مشین سامنے آئی
 جس نے حیرت انگیز طور پر دانش منزل کے ٹوٹل بلیٹک آف سسٹم کو آ
 کر دیا ہے — ہو سکتا ہے کہ یہی سپر آف مشین ہو — یا یہ اس
 مختلف ذرہ بہر حال میں یہ مشین — کسٹرو اور انڈیکٹر آپ کو جو زف کے
 بھجوا رہا ہوں — آپ ان سب باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان
 تفصیلی سائنسی تجزیہ کر لیں تاکہ ان کی اصل ماہیت کا علم ہو سکے
 عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوری تفصیل بتا لے ہوئے کہا۔
 کمال ہے — ایسی مشین جی بن گئی ہے جو ٹوٹل بلیٹک آف
 جیسے جدید ترین سسٹم کو بھی آف کر دینے کی صلاحیت رکھتی ہے
 تو انتہائی حیرت انگیز خبر ہے — بہر حال تم یہ سب چیزیں سنجیدہ
 بھجوادو۔ میں فوراً ان پر کام شروع کر دیتا ہوں — سردار
 لہجے میں حیرت تھی۔

ابھی بھجوا رہا ہوں — آپ لیبارٹری کے گیٹ پر انہیں وصول
 عمران نے کہا اور ریسپور کھ دیا۔ پھر جو زف کو اندر بلا کر عمران نے وہ

ہو گیا۔ اسے اپنا جسم سست اور کاہل سا محسوس ہو رہا تھا۔ یوں لگتا تھا اس کے جسم کے ہر عضو پر خون بوجھ موجود ہو۔ وہ چند لمحے کھڑا ادھر ادھر رہا۔ پھر آہستہ آہستہ قدم بڑھا کر اس بند دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ نئے دروازے کا مینڈل پکڑ کر اسے کھینچا لیکن دروازہ بند تھا۔ اس مینڈل کی تاب کو گھمٹانے کی کوشش کی لیکن وہ جام تھی۔ چابی کا بھی مورخ نہ تھا۔ اس نے زور زور سے جھٹکنے سے کہ دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن دروازہ تو نہ کھل سکا البتہ اس کے سر میں ہولے والا درد لگانے کی وجہ سے تیز ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی اسے یوں محسوس کیے اس کے جسم پر موجود بوجھ اور زیادہ بڑھ گیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی پکڑ سا گیا اور وہ لڑکھڑا کر سنبھلنے لگا تو اس نے اپنے آپ کو لٹنے کے لئے دروازے سے ملحقہ دیوار کا سہارا لینا چاہا لیکن وہ سنبھل نہ اور ایک دھماکے سے نیچے قایلین پر گر گیا۔ اس کے سر میں ایک زبرداد لاجوا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر ایک بار پھر سیاہ رنگ درسی پھیلتی چلی گئی۔ پھر نہانے کتنی دیر بعد ایک بار پھر اس کے ذہن روشنی کا احساس بڑھنے لگا اور پھر وہ ہوش میں آ گیا۔ چند لمحوں بعد اسے ایک بار پھر آنکھیں کھول دیں اور اٹھنے کی کوشش کی۔ اس نے اپنے طور پر تو جسم کو ذہنی سمجھ کر حرکت دینے کے لئے زور لگایا لیکن دوسرے روز یہ محسوس کر کے حیران رہ گیا کہ اب اس کا جسم پہلے سے کہیں زیادہ ہلکا ہوا تھا اور اب اس کے سر میں اٹھنے والی تیز دردی ٹیپیس موجود نہیں۔ وہ ایک جھٹکنے سے اٹھ بیٹھا اور ایک بار پھر اس پر شدید ترین رت کا دورہ سا پڑا اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ وہ

زرا لاک کی آنکھیں ایک جھٹکنے سے کھلیں تو پہلے چند لمحوں تک اسے احساس ہی نہ ہوسکا کہ وہ کہاں ہے اور اس کے ساتھ کیا ریت لگی ہے لیکن پھر آہستہ آہستہ سابقہ تمام مناظر اس کے ذہن پر کسی فلم کے مناظر کی طرح اُبھرتے چلے گئے اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں درد کی تیز لہر کا دوری اور وہ ایک جھٹکنے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے بے اختیار اپنے سر کے عقبی حصے پر ہاتھ رکھا تو ایک بار پھر چونک پڑا۔ کیونکہ سر پر باقاعدہ مینڈل لگی گئی تھی۔ اس نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھا۔ وہ اس وقت ایک خاصے بڑے کمرے میں تھا جس کے فرش پر سرخ رنگ کا قایلین تھا اور قایلین کا علاوہ وہاں اور کسی قسم کا کوئی سامان نہ تھا۔ کمرے کی دیواریں اور چھت باطل تھی۔ ایک کونے میں البتہ ایک فولادی دروازہ موجود تھا جو بند تھا۔

ہونہرہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میں سیکرٹ سروس کے سبقتے چڑھ گیا ہوں۔

زرا لاک نے ہونٹ چہاتے ہوئے سوچا اور پھر ایک جھٹکنے سے

باقاعدہ نسنے بتائے جاتے ہیں۔ بہر حال یہ بتا دوں کہ تم نے
 سروس کی ایک عمارت میں داخل ہو کر وہاں سے داخل حاصل کرنے
 اہم کر لیا تھا جس کی سزا فوری موت تھی اور سیکرٹ سروس کے چیف
 میں موت کی سزا سے بھی دی تھی لیکن مجھے تمہاری خاطر اس کی
 اپنا پڑا ہے۔ اس کے آگے ہاتھ جوڑنے پڑے کہ تم بڑے اصول پسند
 ہو اور اصول پسند آدمیوں کی اس دنیا میں شدید ترین کمی سے اس
 بے چارہ اصول پسند آدمی زندہ پھیر رہے تو اسے زندہ رکھا
 ۔ چنانچہ تمہاری موت تو مل گئی البتہ تمہارے ساتھیوں کی سزا
 ملی اور اب تم اس ملک میں اکیلے ہی ذرا رک ابجنسی کی حیثیت
 جو ہو۔ تمہیں اس کو بھی تک پہنچا دیا گیا ہے جہاں سے تم
 عمارت میں داخل ہونے کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ البتہ
 مادہ سپر آف مشین۔ انڈیکس اور کٹر چیف نے ضبط کر لیتے ہیں۔ میں
 دشمنی کی کہ وہ بھی تمہیں بخش دیتے جاتیں تاکہ تمہیں غالی ہاتھ
 نہ جانا پڑے۔ لیکن چیف بھی تمہاری طرح اصول پسند آدمی ہے
 ، اصولوں میں نرمی کی صرف ایک بار گنجائش ہے اور وہ گنجائش
 موت ٹھننے سے پوری ہو گئی تھی اس لئے مجبوری ہے۔ بہر حال
 اصرار مشورہ ہے کہ اب تم خاموشی سے واپس روسیاہ چلے جاؤ۔ ورنہ
 نے دوبارہ اس عمارت میں داخل ہونے کی کوشش کی تو پھر مجھے تمہاری
 پر یقیناً آفس ہوگا۔ عمران نے اسی طرح چبکتی ہوئی آواز
 بت کرتے ہوئے کہا۔
 مشورہ دینے کا شکر یہ ا۔ لیکن تم ذرا رک کو نہیں جانتے۔ اس لئے

اب نہ صرف پہلے سے مختلف کمرے میں تھا بلکہ اس کمرے کا دروازہ بھی
 کھلا ہوا تھا اور باہر موجود بلہاری بھی نظر آرہی تھی اور وہ خود ایک کمرے
 پر بیٹھا ہوا تھا۔ دوسرے کمرے اس کے ذہن میں ایک جھماکا ہوا۔ اس نے
 یہ کمرہ اور بلہاری پہچانی تھی۔ یہ کمرہ اور دوسرے اس بلڈنگ میں تھے
 جہاں سے وہ پاکیسٹان سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر سے داخل لانے کے
 لئے گیا تھا۔ وہ بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے جسم پہ
 وہی لباس تھا جو پہن کر وہ اس عمارت میں داخل ہوا تھا۔ اس نے
 بو کھلائے جو سنے انداز میں عجیبوں کی تلاش لینا شروع کر دی لیکن جیروا
 میں سولے کرنسی کے کچھ نہ تھا۔ بے اختیار اس کے ہونٹ بھیج گئے۔
 تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا رہی تھا کہ ٹیکھت میز پر رکھے ہوئے
 ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ وہ تیزی سے مڑا۔ چند لمحے گھور کر فون کو دیکھا
 رہا۔ پھر آگے بڑھ کر اس نے ریسپونڈ اٹھایا۔
 "ہیں" اس نے ہونٹ بھیجتے ہوئے کہا۔

علی عمران بول رہا ہوں ذرا رک صاحب ا۔ کیا حال ہیں۔
 سر میں درد تو محسوس نہیں ہو رہا۔ ویسے میں نے نہ صرف تمہاری زندگی
 کرا دی ہے بلکہ ایسا ٹرینٹ بھی کرا دیا ہے کہ اب درد نہ ہوگا۔
 دوسری طرف سے عمران کی چبکتی ہوئی آواز سنائی دی۔
 "کیا تم نے یہی کہنے کے لئے فون کیا ہے۔" اس بار ذرا رک
 نے غصیلے بلبے میں کہا۔

"ارے نہیں۔" کہا تو بہت کچھ تھا لیکن ہمارے ملک میں ایک
 اصول ہے کہ پہلے دوسرے کی خیریت پوچھی جاتی ہے اور اگر وہ بیمار ہو تو

بٹ پاتھ پر پیدل چلتے ہوئے ہجوم میں شامل ہو گیا۔ اپنے قدم تاقت سے وہ ہجوم میں بھی نمایاں نظر آ رہا تھا لیکن وہ جس انداز میں چل رہا ہے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اسے اپنے تعاقب اور نگرانی کی قطعی کوئی نہ ہو۔ کچھ دور آگے آنے کے بعد وہ ایک لیتوران میں داخل ہو گیا۔

یامیں ایک لوکل کال کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔؟ اس نے کاؤنٹر میں سے پوچھ کر کہا۔

یس سر۔۔۔۔۔ کر لیجیے۔۔۔۔۔ کاؤنٹر میں نے انتہائی مہذب لہجے میں دیتے ہوئے کہا۔

شکریہ۔۔۔۔۔ زاراگ نے کہا اور ٹیلیفون کا ریسپورنڈنٹ اٹھا کر اس نے سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔

یس۔۔۔۔۔ زیکو کب۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک ہستانی دی۔

کیا زیکو صاحب کلب میں موجود ہیں یا نہیں۔۔۔۔۔ میں ان کا ایک بت بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ میز اہم آرسین ہے۔۔۔۔۔ زاراگ نے تیز لہجے میں کہا۔

یس سر۔۔۔۔۔ موجود ہیں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

تو ان سے بات کر لو۔۔۔۔۔ زاراگ نے کہا اور چند لمحوں کی خاموشی بعد ریسپورنڈنٹ پر ایک اور آواز ابھری۔

زیکو بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ بے حد کھردرا سا تھا۔

زیکو۔۔۔۔۔ میں آرسین جابریش بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ زاراگ نے اسی تیز لہجے میں کہا۔

یقین کرو عدلیہ ہی تہذیبی یہ حرکت کرتی ہوئی زبان ساکت کر دی جائیگی اور تمہا اس چیف کی ہبی۔۔۔۔۔ زاراگ نے غصیلے لہجے میں کہا اور ریسپورنڈنٹ پر ٹیٹا یا اس انداز میں کچھ پتے ریزنا ناز نہ ہو جائیں اور پھر وہ بجھائے دوبارہ اور آگے کیا بڑھنے کے دیں صوفے پر بیٹھ گیا۔ کافی دیر تک وہ وہیں بیٹھا کچھ پرتتا رہا پھر جھٹکے سے اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ راپداری سے ہوا وہ برآمدے میں پہنچا تو اس نے پورچ میں کھڑی ہوئی اپنی کار پر دیکھی۔ یہ وہی کار تھی جس پر وہ اس عمارت میں داخل ہونے کیلئے گیا تھا۔ "میں وہ فائل بھی حاصل کروں گا اور اپنا سامان بھی۔۔۔۔۔ زاراگ جانتے ہی نہیں۔۔۔۔۔ زاراگ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کار کا دروازہ کا کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور دوسرے لمبے اس کے کار شارٹ کی اسے موڑ کر پھاٹک کی طرف لے گیا۔ پھاٹک کے قریب پہنچ کر اس کار روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے پھاٹک کھولا اور ایک بار پھر کار پر بیٹھ کر اس نے کار کو آگے بڑھایا اور پھر پھاٹک سے باہر لے آ کر اس آسے دائیں طرف، کار موڑ دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار کو مختلف سڑکوں ویسے ہی دوڑاتا پھر رہا تھا۔ اس کی نظریں عقبی شیشے پر لگی ہوئی تھیں لیکن اب تک اسے نگرانی کرنے والا کوئی نظر نہ آیا تھا، البتہ بیک سیر دیکھتے ہوئے اسے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ اس کا میک آپ ختم کر دیا گیا۔ اور وہ اپنے اصلی چہرے میں ہے۔

یقیناً اس کار میں کوئی ایسا آکر ہو گا جس سے وہ دور رہ کر نگرانی کر ہوں گے۔۔۔۔۔ زاراگ نے سوچا اور پھر وہ کار دوڑاتا ہوا سیدھا مشہور اور محروم مارکیٹ میں پہنچ گیا۔ اس نے کار پارکنگ میں روکی اور

۱ چند لمحوں بعد دیوار کے درمیان میں سے ایک چوکھٹا سا نمودار ہوا جس سے مدھم مدھم روشنی نکل رہی تھی۔

آر سین جابلش نمبر زیر وزیر الیون " — زاراک نے تیز لہجے میں کہا بلکہ غائب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی دیوار کے کونے میں ایک خلا نمودار ہوا۔ زاراک تیزی سے اس کونے کی طرف بڑھا اور خلا پار کر کے وہ سیریل ہوا ایک بڑے کمرے میں پہنچا۔ اس کمرے کی ایک دیوار کے ساتھ ایک ہم مشین نصب تھی۔ زاراک تیزی سے اس مشین کی طرف بڑھا اور اس میں پر لگے ہوئے مختلف بین آپریٹ کے تو مشین کے ساتھ ہی دیوار اور اندر ایک چوڑا سا کمرہ ملنے لگا۔ زاراک تیزی سے چلتا ہوا اس میں داخل ہوا تو دیوار برابر ہو گئی اور اندر کمرے کی ایک دیوار پر مشین کا بلب جل اٹھا۔ زاراک خاموشی سے کھڑا رہا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ وہ بلب جھلکے سے سبز ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی وہ خلا دوبارہ نمودار ہوا۔ زاراک سر ہلاتا ہوا دیوار سے باہر گیا اور زاراک اب اس مشین کی طرف بڑھا گیا جس کے اوپر والے حصے میں ایک سکرین روشن تھی اور اس پر لمحوں ہندسے مسلسل جل بکھ رہے تھے۔ وہ انہیں غور سے دیکھتا ہوا اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین کے بین آف کر دیتے۔ وہ پلٹ کر بال نما کمرے کے مقابل دیوار کی طرف بڑھا گیا جہاں دیوار ایک سرے سے دوسرے سرے تک الماریاں موجود تھیں۔ زاراک نے ہر الماری کے پٹ کھولے تو اندر باس موجود تھے۔ زاراک جانتا تھا کہ یہ الماریاں اس کے جسم پر حفاظت سے پہنچے ہوں گی۔ اس نے ایک سوتلے ہارنگ اور پھر تیزی سے اپنے

" اوه اچھا فرمائیے — دوسری طرف سے چوٹک کر پوچھا گیا۔ کیا تمہارا نمبر پتھر ہی آن ہے؟ — زاراک نے کہا۔

" ہاں! — کیوں؟ — دوسری طرف سے چوٹک کر پوچھا گیا۔ تم اسے میرے نام پر بگ کر دو۔ — زاراک نے تیز لہجے میں کہا۔ ہو گیا — بک نمبر زیر وزیر الیون — دوسری طرف سے کہا گیا اور زاراک نے ریسپر رکھ کر جبب میں ہاتھ ڈالا۔

" کتنے پیسے؟ — زاراک نے کاؤنٹر میں سے مخاطب ہو کر پوچھا جو وہ بیٹرز کو سامان دینے میں مصروف تھا۔

" شکریہ جناب! — آپ غیر ملکی ہیں اس لئے ہمارے مہمان ہیں۔ آپ سے کوئی رقم چارج نہ کی جلتے گی۔ — کاؤنٹر میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" شکریہ — زاراک نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے دالیں دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ رستوران سے باہر آکر وہ ایک بار پھر لوگوں کے ہجوم میں چلنے لگا۔ پھر اچانک وہ ایک سائینگلی میں مڑا اور دوسرے لے وہ تیزی سے دوڑتا ہوا گلی کے آخری بند کنارے تک پہنچ کر وہاں ہر دو ایک بڑے سے ڈرم کی اوٹ میں ہو کر بیٹھ گیا۔ یہ ڈرم کوزا کرکٹ سے بھرا ہوا تھا اور اس میں سے انتہائی نازوش گوارڈ شرم کی ٹونیکل رہی تھی۔ لیکن زاراک خاموشی سے اس کی اوٹ لے کر بیٹھا رہا۔ اس کی نظریں گلی میں داخل ہونے والے راستے پر لگی ہوئی تھیں لیکن جب کافی دیر تک کوئی نہ آیا تو وہ ڈرم کی اوٹ سے نکلا اور اس نے گلی کے اختتام میں ہر دو دیوار کے درمیان والے حصے کی ایک مخصوص جگہ پر زور سے زمین بار ہاتھ

امت کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے کمرے میں صوفے پر بیٹھا ہوا تھا اور نئے ڈالے صوفے پر ایک بھرے ہوئے جسم اور درمیانے قدر کا آدمی موجود یہ زاراک ایجنسی کے ایکشن گروپ جسے کوڈ مین زیلڈ لے کہا جاتا تھا ہارن میجر سولوف تھا جس کا کوڈ نمبر زیلڈ لے ون تھا۔

باس! — میں نے ممبرز کو الٹ کر دیا ہے — آپ نے اب تک کوئی کام ہی نہ بنایا تھا اور ہم یہاں بے کاری بیٹھے بیٹھے تنگ آ گئے — میجر سولوف نے مسکراتے ہوئے زاراک سے مخاطب ہو کر کہا۔

میجر سولوف! — میں سمجھتا تھا کہ ایکشن گروپ کو حرکت میں لانے میں مشن مکمل کر لوں گا اور میں نے اس میں کامیابی بھی حاصل کر لی تھی پھر نمائندے کیا ہوا کہ میں نیچے گرا اور میرے سر میں زخم آ گیا اور پھر میں ہوش ہو گیا — اس طرح نہ صرف وہ مشن ہی فیل ہو گیا بلکہ ایک

اسے سب کچھ ختم ہو گیا اور اب ہمیں نئے سرے سے کام کرنا پڑے گا۔ سنے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو میجر سولوف بے اختیار چونک پڑا۔ کیا مطلب باس! — میں کچھ سمجھا نہیں — میجر سولوف نے بھرے بیچے میں پوچھا۔

تمہیں معلوم ہے کہ چارایہاں مشن کیا تھا؟ — ہ زاراک نے کہا۔
نوسر — ہم تو آپ کے حکم پر یہاں آئے اور تب سے یہاں اس کو مٹی مسل موجود ہیں — ہم سے آپ نے یا کسی اور نے کوئی رابطہ ہی کیا — پہلے بار آپ نے رابطہ کیا ہے اور آپ خود یہاں آئے ہیں۔
دلوت لے جواب دیتے ہوئے کہا۔

بڑھا دی۔ پندرہ منٹ تک مختلف سطحوں سے گزرنے کے بعد ٹیکسی ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی تو زاراک نے پہلے چوک پر موجود ایک ہوٹل کے سامنے ٹیکسی رکوائی۔ میٹر دیکھ کر اس نے نہ صرف کرایہ ادا کیا بلکہ تھوڑی سی رقم ٹپ میں بھی دے دی۔ ٹیکسی ڈرائیور نے اسے سلام کیا اور زاراک سر ہلاتا ہوا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ٹیکسی آگے بڑھ گئی اور زاراک تیزی سے مٹرک سائیڈ راکم سے کی طرف بڑھ گیا جہاں ایک سبلک ڈان بوٹھ موجود تھا۔ اس نے بوٹھ میں داخل ہو کر جیب سے کتنے نکالے اور اسے مخصوص خانے میں ڈال کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
”لیس — دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”زیلڈ ون بول رہا ہوں“ — زاراک نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔
”اوہ — لیس باس! — میں زیلڈ لے ون بول رہا ہوں“ — دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

تمام ممبرز کو الٹ کر دو — میں خود آ رہا ہوں۔ ہم نے فوری طور پر ایک بھر پور ریڈ کرنا ہے۔“ — زاراک نے تیز لہجے میں کہا اور لیپ بور دکھ کر وہ بوٹھ سے باہر نکلا اور پھر ہوٹل سے باہر نکل کر اعلینا سے آگے بڑھا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک متوسط ٹاپ کی کوئٹی کے گیٹ پر موجود تھا۔ اس نے کال بیل کا بٹن پرسیس کیا تو پھر ملک کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک تھانی نوجوان باہر آ گیا۔

”زیلڈ ون“ — زاراک نے کہا۔
”لیس سر — آئیے“ — نوجوان نے تیزی سے ایک طرف پھٹتے ہوئے کہا اور زاراک سر جھکا کر اس کھڑکی میں داخل ہوا اور پھر تیز قدم اٹھاتا وہ

۴ اور میں اس کا اچھا ڈالتا۔ تم نے سردا اور کی رپورٹ تو پڑھ لی ہے کہ یہی اس مشین کی تفصیلی چیکنگ شروع کی گئی وہ سب یکجہت چل کر راکھ بن گئے اور سردا اور نے اس راکھ کے تجزیے سے صرف اتنا معلوم کیا ہے کہ اسٹیشن میں کوئی نئی ساخت کی ریز استعمال کی گئی نہیں اور بس۔

۵ یہ جس وقت تباہ ہوئی اس وقت زارا رک ہمارے قبضے میں تھا اور اس مارے آدمی ہلاک ہو چکے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ مشین میں ایسا سٹم پہلے سے موجود تھا کہ جیسے ہی اسے کھولنے یا سائنسی طور اس کی یہیلی چیکنگ شروع کی جاتے یہ خود بخود چل کر راکھ ہو جاتے تاکہ اس کی نیت اور خاص طور پر اس کے اندر استعمال ہونے والی ریز کی ماہیت کا یہ نہ لگایا جاسکے۔ اور سردا اور کا انہیں نئی ساخت کی ریز کہنے کا سبب ہے کہ رو سیاہ نے یقیناً کوئی ایسی ریز ایجاد کر لی ہیں جن کی مدد سے یہی سائنسی سٹم کو عارضی طور پر یکمور فلاج کاجا سکتا ہے لیکن یہ ریز فلاج جنگ کے دوران آئیسیجن جلنے سے خود بخود ختم ہو جاتی ہیں۔ میں سردا اور کو یہ بات بتا دی ہے اور اب وہ اس بار سے میں خود ہی لیسرچ کرنے میں لگے۔ لیکن اس بات کا علم یقیناً زارا رک کو نہ تھا ورنہ وہ بین کو جلائے گا راکھ نہ لیتا۔“ عمران نے بخیرہ لہجے میں کہا۔

کیا مطلب۔ آئیسیجن جلنے کا کیا مطلب؟“ بلیک زیرو نے پوچھا۔

جہاں تک میں سمجھا ہوں بلیک زیرو!۔۔۔۔۔ زارا رک نے اس مشین سے لینے والی ریز کی مدد سے دانش منزل کا حفاظتی نظام آٹ کر دیا۔ پھر اندر آیا اور اس نے الماری سے نائل نکالی اور باقی نائلوں کو جلا کر ضائع

آپ نے خواہ مخواہ اسے جانے دیا۔ اب اس کا ملنا مشکل ہے۔ بلیک زیرو نے ہونٹ پہلتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھے۔ عمران ابھی تھوڑی دیر پہلے لیبارٹری سے آپریشن روم میں آیا تھا اور اس نے بتایا تھا کہ زارا رک کے سر میں نصب لے۔ ایس۔ ڈی۔ ڈی۔ فنون اچانک مکمل طور پر آف ہو گیا ہے۔ اس لئے اب اسے دوبارہ ڈھونڈنا پڑے گا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیلیفون پر حوالا کو ہدایت دی کہ وہ ساری ٹیم کو زارا رک کی تلاش میں لگا دے۔ اسے صرف اس کے غصہ میں نہ قہمت کی بنا پر ہی پوچھا جاسکتا تھا ورنہ تو وہ کوئی بھی میک آپ کر سکتا تھا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر پر ٹائٹیکر کو کال کر کے اس سے نیکو کلب کے بارے میں پوچھ گچھ کی لیکن ٹائٹیکر نے نیکو کلب اور نیکو نام کے کسی آدمی سے واقف نہ تھا پھر اس نے اسے اس کی تلاش کا کام دے لگا دیا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ سیدھا ہوا جی تھا کہ بلیک زیرو نے اس سے بات کر ڈالی۔

ہا اس سے میں کوئی فائدہ نہ مل سکتا تھا۔ دوسری صورت یہ تھی
 سے آزاد چھوڑ دیا جاتا اور اس کی بھرپور نگہ رانی کی جاتی۔ چونکہ اس
 ماضی یہاں ختم ہو چکے تھے اس لئے یا تو وہ یہاں موجود روسیا ہی کی بیٹیوں
 واطف قائم کرتا۔ یا پھر روسیہ کال کر کے وہاں سے اپنے مزید ساتھی
 لانا اور چونکہ اُسے دانش منزل میں موجود حفاظتی نظام کا علم ہو چکا تھا اس
 لازماً وہ ڈاکٹر آنوف سے بات کر کے اُسے مجبور کر دیتا کہ وہ سپر آف مشین
 بھیجے۔ اگر سپر آف مشین یہاں آتی تو ہمارا بہت بڑا مقصد حل
 پاتا۔ ہم اس مشین کو حاصل کر کے زاراک کو گولی مار دیتے۔ یا اگر مشین
 نہ تو کم از کم اس ڈاکٹر آنوف کی مخصوص فیکٹری کا علم ہو جاتا اور اس
 جہتی سے ہم ڈاکٹر آنوف کا روسیہ میں ٹھکانا معلوم کر لیتے۔ اور پھر
 ہا جاکر اس سے یہ سپر آف مشین حاصل کر سکتے تھے۔ میں نے ٹالسٹر کال
 نے شیعہ کو پوری طرح الٹ کر دیا تھا، وہ اب بھی الٹ ہوں گے۔
 یاہ کی ریخ میں جانے والی تمام ٹالسٹیر کاز کو وہ باقاعدگی سے چیک کریں
 — عمران نے کہا۔

لیکن ہر کتا ہے وہ خون پر بات کرے۔ پھر —“ بلیک زیرو نے کہا۔
 اسی لئے تو میں نے وہ آلہ اس کے زخم میں رکھا تھا اور آلہ میں نے اس
 ہڈی میں رکھ دیا تھا کہ وہ اسے نکال بھی نہ سکے۔ اگر اُسے نکالنے
 شش کی جاتی تو اس کا ذہن ختم بھی ہو سکتا تھا۔ لیکن نہ جانے اس نے کس
 اسے آف کر دیا ہے۔ اس لئے میں اُسے تلاش بھی کروا رہا ہوں تاکہ
 سپر آف مشین حاصل کرے تو ہمیں علم ہو سکے۔“ عمران نے کہا۔
 لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ واپس چلا جلتے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

ضائع کر دینے کے لئے اس نے گیس لائٹر جلا دیا اور اس کے جلتے ہی اس
 کی مشین سے نکلنے والی ریزاک سرکٹ ختم ہو گیا اور حفاظتی نظام دوبارہ آلہ
 ہو گیا۔ زاراک کو اس کا علم نہ ہو سکا ہو گا اس لئے اس نے جیسے
 ہی فائٹوں کو جلانے کے لئے ہاتھ الماری کے اندر کیا ہو گا الماری میں وہ
 شانگلک ریزر نے اسے اچھال کر پیچھے جھٹکا ہو گا اور نیچے موجود فولادی چار
 کا مٹا ہوا کوئٹہ اس کے سر میں گھس گیا اور اس طرح وہ بیہوش ہو گیا اور اگر
 وہ بیہوش نہ بھی ہوتا تب بھی وہ اب دانش منزل سے باہر کسی صورت نہیں نہ
 نکل سکتا تھا اور ظاہر ہے آگ پیدل ہونے کا مطلب ہی اسے جین کا جانا ہوتا
 ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لائٹر جلتے ہی معاملہ خراب ہو گیا۔ عمران نے
 باقاعدہ منظر کشی کرتے ہوئے کہا۔

ا وہ — واقعی آپ کا تجربہ درست ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب میں
 یہاں پہنچا تو ٹولیں بلیک آف سسٹم کام کر رہا تھا لیکن اس کے باوجود زاراک
 اندر موجود تھا اور نہ وہ تو اندر داخل ہی نہ ہو سکتا تھا۔ چنانچہ وہ سسٹم آف
 کر کے اندر گیا اور پھر اس کے لائٹر جلاتے ہی سسٹم دوبارہ آن ہو گیا تھا۔
 اس لئے مجھے آن ملا تھا۔“ بلیک زیرو نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے
 کہا جیسے عمران کی اس بات سے اس کی کوئی بڑی ذہنی الجھن دور ہو گئی ہو۔
 اب رہی تمہاری یہ بات کہ میں نے اُسے کیوں جلنے دیا ہے، تو
 زاراک اس قسم کا آدمی نہیں ہے کہ اس سے تشدد کر دینے کو کچھ حاصل
 کیا جاسکتا۔ اس کے ذہن کی ساخت ایسی ہے کہ اس پر ہینڈلزم کا
 عمل بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے میرے سامنے دو صورتیں رہ جاتی تھیں۔
 ایک تو یہ کہ اس کے ساتھیوں کی طرح اُسے بھی گولی مار کر ہلاک کر دیا جاتا۔

میاب کوشش کی تھی لیکن تم نے دیکھا کہ میں نے تمہارا یہ آلہ آف کر دیا۔
 بہر حال میں اب اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ جب میرے سارے ساتھی
 مہر چکے ہیں تو مجھے سب کچھ اکیلے ہی کرنا ہوگا۔ یہاں موجود روسایہ
 بون کو بھی میں استعمال نہیں کرنا چاہتا کیونکہ اس طرح تم لوگ ان سے بھی
 ہٹ ہو سکتے ہو۔ ویسے تو میں اکیلا ہی تم سب لوگوں کے لئے کافی
 ہوں۔ میں قیامت بن کر پکیشیا پر ٹوٹ سکتا ہوں لیکن مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ
 میرے سر کا زخم بگڑنے لگ گیا ہے اور چونکہ یہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے اس لئے
 مرنے فیصلہ کیا ہے کہ میں واپس چلا جاؤں۔ بس طرح تمہاری۔ تمہارے
 دل اور پکیشیا سیکرٹ سروس کی موت ٹل جائے گی۔ لیکن اس کے لئے میری
 شرط جوگی کہ تم میری وہ مشین اور دو سراسمان مجھے واپس کر دو۔ اگر
 ایسا معاہدہ کرنا چاہو تو میں تمہیں اپنا موجودہ پتہ بتا دیتا ہوں لیکن یہ یاد رکھنا
 اگر تم نے دھوکہ دینے کی کوشش کی تو پھر حالات بدل بھی سکتے ہیں۔
 برسی طرف سے زارا رک نے تیز لہجے میں کہا۔

ڈاکٹر آئون سے کہنا کہ دوسری مشین بنالے۔ وہ مشین تو خود بخود چل کر
 اٹھ ہو چکی ہے۔ باقی رہا معاہدہ۔ تو ایک شرط پر معاہدہ ہو سکتا
 ہے کہ اگر تم آزاد قباگی علاقے میں روساہ کے اس اڈے کے بارے میں
 تفصیلات بتا دو اور اگر تم نہ جانتے ہو تو ایس۔وی کے چیف سبارک سے
 بھی پوچھ سکتے ہو۔ اگر تم یہ بتا دو تو تمہیں زندہ سلامت واپس جانے
 کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ ورنہ تم اپنی کوشش کر دیکھو۔ نتیجہ بھی
 تمہارے سامنے آ جائے گا۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے
 ہوئے کہا۔

اس کا بھی بندوبست کر دیا گیا ہے۔ رائٹس وہاں اس کے استقبال
 کے لئے تیار ہے۔ اس نے وہاں اس کی مکمل نگرانی کا انتظام کر رکھا ہے۔
 عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا، وہ اب پوری ٹرن
 مطمئن نظر آ رہا تھا۔

اب اگر تمہارا انٹرویو ختم ہو گیا ہو تو پھر ایک کپ چائے ہی بنا دو۔
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بھی مسکراتا ہوا اٹھا اور تیزی سے
 قدم بڑھاتا ٹھٹھ کیوں کی طرف بڑھ گیا اور عمران نے کرسی کی پشت سے سر
 ٹکایا ہی تھا کہ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران چونک کر یہاں
 ہوا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھا لیا۔
 یس۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

زارا رک بول رہا ہوں۔ عمران ہے یہاں۔ دوسری طرف سے
 زارا رک کی سپاٹ آواز سنائی دی اور عمران نے اختیار چونک پڑا۔ اس کے پاس
 میں بھی نہ تھا کہ زارا رک یہاں فون کرے گا۔ اس نے پھرتی سے فون کے
 نیچے لگے ہوئے دو بٹن پریس کر دیئے۔

ہوا ٹوکر۔ عمران نے کہا اور ہاتھ نہیں پر ہاتھ رکھ کر اس نے
 بلیک زیرو کو کال چیک کرنے کی ہدایت کر دی۔

علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ بزبان خود بول رہا ہوں۔
 ہوا۔ کیا واپس جانے میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے۔ اگر یہ
 لائق کوئی خدمت ہو تو میں حاضر ہوں۔ عمران نے اس بار اپنے
 اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

تم نے میرے سر کے زخم میں ڈاکٹر آون چھپا کر اپنے طور پر مجھے چیک کئے

بل کاشن مشین کے ساتھ اس کو کھٹی کے گرد تعینات کر دو۔ ضرورت
 نہ پڑے تو انہیں ریڈ کاشن نے ڈوں گا اور ریڈ کاشن کے بعد کیا کرنا
 وہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ میں اس دوران اس ریڈ فائل پر
 رلوں۔۔۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

کیا کام کرنا ہے۔۔۔۔۔ دیئے آپ کو معاہدے کی کیا ضرورت ہے؟
 کے ٹھکانے کا علم تو ہو گیا ہے اس کا خاتمہ کر دیا جائے اور بس۔۔۔۔۔
 زیر و نعلے منہ بانٹتے ہوئے کہا۔

ایک زاراک کے ختم ہو جانے سے روسیہ کی تمام ایجنسیاں ختم نہیں
 ہیں گی، بیک زبرد۔۔۔۔۔ اور تم کب تک اپنے ہیڈ کوارٹر کو بچاتے
 گئے۔۔۔۔۔ اس لئے اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے میں نے ایک

بمبارج کیا ہے۔۔۔۔۔ اصل میں روسیہ کو یہ فائل اس لئے چاہیے کہ
 میں شوگران کی نصب کردہ مشینری کی تفصیلات موجود ہیں اور انہیں
 اسی مشینری سے ہے۔۔۔۔۔ اور جہاں تک میں نے اس مشینری کا
 بعد کیا ہے یہ واقعی روسیہ کے اڈے کے لئے انتہائی خطرناک ثابت
 قی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

تو پھر آپ یہ کاغذات علیحدہ کر لیں۔۔۔۔۔ اب انہیں تو معلوم نہیں
 کہ اس فائل میں کیا کیا ہے۔۔۔۔۔ بلیک زبرد نے کہا۔

نہیں۔۔۔۔۔ اس طرح یہ لوگ مطمئن نہیں ہو سکیں گے۔۔۔۔۔ میں
 فائل مکمل طور پر ان کے حوالے کر دوں گا۔۔۔۔۔ بس اتنا کروں گا کہ اصل
 میں شوگران مشینری کی تفصیلات میں معمولی سارو بدل کر دوں گا۔
 ہر طرح اس مشینری کی سر سے ماہیت ہی بدل جائے گی اور جب

اگر تم اس بات پر یقین نہ ہو تو چلو ایک اور بات طے کر لیتے ہیں۔
 میں تمہیں سبارک سے پوچھ کر اس اڈے کے بارے میں بتا دیتا ہوں
 تم اپنے اڈے میں نصب مشینری کے بارے میں خائف کی نقل مجھے
 دے دو۔۔۔۔۔ اس کے بعد میں واپس چلا جاؤں گا۔۔۔۔۔ اگر تم
 ہو سکتے تو تم ہمارا اڈہ تباہ کر دینا۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا۔
 زاراک نے کہا۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ مجھے منظور ہے۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

سوچ لو۔۔۔۔۔ دھوکہ دینے کی کوشش نہ کرنا۔۔۔۔۔ زاراک نے تیز
 لہجے میں کہا۔

اگر تم اعتماد کر سکتے ہو تو کر لو۔۔۔۔۔ ورنہ وہم کا تو دنیا میں کوئی علاج
 نہیں ہے۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

او۔۔۔۔۔ کے۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ آجاؤ۔۔۔۔۔ میں سرسبز کالونی کی کوٹھی برابر
 بلاک بی میں موجود ہوں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے
 ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ تھوڑی دیر بعد بلیک زبرد
 آپریشن روم میں داخل ہوا۔

وہ درست کہہ رہا ہے عمران صاحب۔۔۔۔۔ کال اسی کو کھٹی سے کی گئی
 ہے۔۔۔۔۔ بلیک زبرد نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔

اس نے یقیناً اس کو کھٹی کے گرد ایمر جنسی کے لئے کوئی نہ کوئی جمال
 پھکار رکھا ہو گا۔۔۔۔۔ تم ایسا کرو کہ صفدر کیپٹن شکیل اور تئو زرمینوں کو زبرد الیون

روسیا کے سائنسدان اس کا تجربہ کریں گے تو وہ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ پاکیشا کے اڈے میں موجود یہ شوگر ان کی مشینری ان کے اڈے کے لئے خطرناک نہیں ہے اور قابل بھی اصل ہے۔ لیکن اصل بات کا علم انہیں اس وقت ہوگا جب وہ اپنے اڈے کو اوپن کریں گے اور اسی ہی بے ایمانی ملک و قوم کے مفاد میں جان بوجھتی جاتی ہے۔

عمران نے سکر لے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا رہا کہ رڈروم کی طرف بڑھ گیا جب کہ بلیک زیرو نے ریسپورڈ اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیا تاکہ صفدر اور اس کے ساتھیوں کو سرسبز کالونی کی اس کوشش کی نگرانی کی جاسکے۔

عمران نے کارکوٹھی کے بندگیٹ کے سامنے روکی اور پھر نیچے اتر کر سامنے ستون پر لہجہ کاں بیل کا بیٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی رٹی کھڑکی کھلی اور ایک مقامی نوجوان باہر آ گیا۔

"ڈراک سے کہو کہ علی عمران آیا ہے" — عمران نے جو اس وقت اپنی اصل شکل میں تھا کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں۔" — اس نوجوان نے سر سے پتہ تک عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ کر کھڑکی میں غائب ہو گیا۔ عمران سکر لے ہوا مڑا اور کار کی ڈائریکٹنگ سیٹ پر دوبارہ بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھلا تو عمران کا راند لے گیا۔ اس نے کار پورچ میں روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔

راندے میں ایک گیسٹے ہوئے جسم اور درمیانے قد کا آدمی کھڑا اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ جیسے ہی عمران نیچے اترتا وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی طرف

بڑھ آیا۔

آپ علی عمران صاحب میں۔۔۔؟ آنے والے نے قدر سے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

تم نزاراک کے آدمی ہو۔۔۔؟ عمران نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے سوال کر دیا۔

”ہاں۔۔۔ کیوں؟“ اس نوجوان نے چہرے پر ہنس کر کہا۔

”تو پھر مجھے صاحب کہنے سے پہلے نزاراک سے پوچھ کر لویا ہوتا۔۔۔ ہو سکتا ہے وہ اس بات پر ناراض ہو جائے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور وہ نوجوان بھی مسکرا دیا۔

”ہمارا پاس بے حد با اصول آدمی ہے۔۔۔ آئیے۔“ اس نوجوان نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے برآمدے کے کونے میں بیٹے ہوئے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

”تشریف رکھئے۔۔۔ پاس آرہے ہیں۔“ اس نے دروازہ کھول

کر ایک طرف ہنستے ہوئے کہا اور عمران سر ملتا ہوا کمرے میں داخل ہو گیا۔

یہ کمرہ ڈرائیونگ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ عمران بڑے اطمینان سے

ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے کمرے کا اندرونی دروازہ کھلا اور دیو سیگل نزاراک اندر داخل ہوا۔ اس کے سر پر بدستور پٹی بندھی ہوئی تھی۔

مجھے خوشی ہے کہ تم نے معاہدے والی بات مان لی ہے ورنہ مجھے

مجبوراً تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ہلاک کرنا پڑتا۔“ نزاراک نے

اندر داخل ہوتے ہی مسکرا کر کہا۔

اور میں بھی مجبوراً مرنا پڑتا۔۔۔ اور مجھ جی کی موت بڑی ناپسندیدہ

تہ ہوتی ہے۔۔۔ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوئے ہوتے مسکرا کر کہا۔

راک بے اختیار قبضہ مار کر نہیں پڑا۔

بہت خوب۔۔۔ تم واقعی زمین آدمی ہو۔۔۔ خواہ بہتر جواب

ہے تم نے۔۔۔ بیٹھو۔“ نزاراک نے ہنستے ہوئے کہا اور خود بھی

ٹا کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ ویسے عمران کے چہرے پر بھی

س کی ذہانت کے لئے تحسین کے آثار نمودار ہو گئے تھے کیونکہ عمران

اس قدر گہری بات کی بھی عام آدمی اسے آسانی سے نہ سمجھ سکتا تھا لیکن

اس کا جواب بار بار تھا کہ وہ عمران کی بات کے مفہوم کو پوری طرح سمجھ

سے اس کا صاف طلب تھا کہ نزاراک بھی ذہانت میں کچھ کم نہ تھا۔

تم لے اس مشین کا سانس تو جیہ کرانے کی کوشش کی تھی۔“

اس نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

ظاہر ہے اب میں سائنسدان تو نہیں ہوں کہ خود ہی تجزیہ کرتا۔۔۔

تم نے جواب دیا۔

میں نے ڈاکٹر آؤنٹ سے بات کر لی ہے اس نے بھی مجھے یہی بتایا ہے

ن مشین میں ایک سسٹم موجود تھا کہ اگر اس کا سانس تجزیہ کرنے کی کوشش

کرتے تو یہ خود بخود جل کر راکھ ہو جاتی ہے۔۔۔ بہر حال میرا دوسرا

ن وہ کھڑا اور انڈیکٹر۔۔۔ وہ تو تمہارے پاس ہو گا۔ وہ تو واپس کر دو۔

س نے کہا۔

کیا کرو گے لے کر۔۔۔ عام سامان ہے۔۔۔ یہاں کے بچے کھلتے

ایسے سامان سے۔۔۔ عمران نے منہ ہاتے ہوئے کہا۔

خواہ مخواہ اپنی سانس ترقی کار عرب ست ڈالو۔۔۔ تم لوگ ابھی روسیاء

تم سے کیا لڑوں؟“ زاراک نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

اور کے۔ آؤ کوٹھی کے لان میں چلتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ تمہاری یہ غلط فہمی بھی نکال ہی دی جلتے تو زیادہ بہتر ہے۔“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”اوہ۔ ویری گڈ۔ کیا تم واقعی لڑنے کے لئے تیار ہو گئے ہو؟“

زاراک نے انتہائی مسرت بھر سے لہجے میں کہا۔

”آؤ تو سہی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ زاراک کندھے اچکاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ وہ دونوں کوٹھی کے وسیع اور کھلے لان میں پہنچ گئے۔ گیٹ کھولنے والا اور برآمدے میں موجود آدمی دونوں ہی پہلے سے لان میں موجود تھے۔

”سنو۔ میں یہ فائل یہاں زمین پر رکھ دیا ہوں۔ یہ اصل فائل ہے۔ اگر تم اسے اٹھ بھی لگا لو گے تو تم کا مایا ب مجھے جاؤ گے اور فائل لے جانا تمہارا حق ہو گا۔ لیکن اگر تم اسے اٹھ نہ لگا سکتے تو پتہ آئندہ کم از کم کسی کو اس طرح لڑنے کا چیلنج نہ کرو گے۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔“ زاراک نے اثبات میں نہ جلاتے ہوئے کہا۔

”تم چاہو تو اپنے ان دونوں آدمیوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کر سکتے ہو مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا۔“ عمران نے کہا اور پھر اس نے کوٹھ کی اندلی جیب سے فائل نکالی اور اسے بڑے لاپرواہ سے انداز میں اپنے اور زاراک کے درمیان گھاس پر پھینک دیا۔

”اگر تم اجازت دو تو میں پہلے اس فائل کو دیکھ لوں کہ یہ واقعی اصل ہے یا نہیں۔ کیونکہ ظاہر ہے تم نے میرے اہلکاروں کو بلا کر تو ہو ہی جا سکتے۔ اس بعد اگر پتہ چلا کہ یہ فائل نقل ہے تو مجھے تمہاری موت پر افسوس ہے۔“
زاراک نے فائل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ لو دیکھ لو۔“ عمران نے جھک کر فائل اٹھائی اور زاراک کی طرف مادی زاراک نے اسے کھولا اور تیزی سے اس کے صفحے پلٹا پلٹا گیا۔ پھر صفحہ پر اس کی نظریں جم گئیں۔ وہ غمزہ سے اس صفحے کو دیکھتا رہا۔ پھر اسے اس کے بعد کے دو صفحے بھی غمزہ سے دیکھے اور اس کے چہرے پر انتہائی مسرت کے آثار پیدا ہو گئے۔

ویری گڈ۔ تم واقعی دیانتدار آدمی ہو۔ تم اصل فائل لائے ہو اور اس میں ہمارے مطلب کی چیز بھی موجود ہے۔ مجھے کسی کی فائل سمجھا دی گئی تھی اور اب مجھے تم جیسے آدمی کی موت پر ساری عمر افسوس کا۔“
زاراک نے فائل بند کر کے عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔
اس!۔ اس آدمی سے لڑنا آپ کی شان کے خلاف ہے۔ مجھے

سائین اس سے فائل حاصل کر کے آپ کو فٹے دینا ہوں۔“
وہ آدمی جس نے برآمدے میں عمران کا استقبال کیا تھا بول پڑا۔
”میںیں سالاف!۔ تم ایک طرف نہ ہو گے۔ یہ تمہارے بس کا آدمی ہے۔“
زاراک نے مڑ کر اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔
اس!۔ اس کے تین ساتھی باہر موجود ہیں۔ سپیشل سونر نے انہیں لریا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کے مرلے کے بعد وہ مدخلت کیوں نہ ان کا خاتمہ پہلے کر دیا جائے۔“
سولوف نے کہا۔

بے چیلنج کیا ہے کہ یہ مجھے مقابلے میں شکست دے سکتا ہے۔ میں بادل نخواستہ اس کی آفر قبول کر لی ہے۔ اسے یہ فائل چاہیے۔ لہنے کہا ہے کہ میں یہ فائل زمین پر پھینک دیتا ہوں، اگر یہ فائل کو لہنگا کے تو فائل کسی کی۔ عمران نے باقاعدہ کنٹری کرتے ہوئے کہا: "کیا نہ درست ہے اس تماشے کی؟" — تنویر نے یکجہت براسا منہ لے ہوئے کہا۔

لوگ تو بھاری قمیص فرج کر کے تماشہ دیکھتے ہیں۔ یہ تو مفت ماشہ ہے۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے عمران صاحب! — آپ جو بہتر سمجھتے ہیں ویسے ہی ہاں۔ صدر نے ہاتھ اٹھا کر تنویر کو بولنے سے منع کرتے ہوئے فی سببہ ولجے میں کہا اور عمران مسکرایا۔

اوہ کے زاراگ — یہ لو پڑی ہے فائل — اب لگا دے ہاتھ۔ ان لے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل ایک بار پھر زمین اچھالتے ہوئے کہا۔ دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

زاراگ خاموش کھڑا اسٹنہ کھڑے عمران کو دیکھتا رہا۔ پھر جس طرح بجلی تھی ہے اس طرح اس کا جسم فضا میں اچھلا۔ لیکن فضا میں اچھلتے ہوئے لہنے عمران پر حملہ کرنے کی بجائے انتہائی حیرت انگیز طور پر الٹی قلابازی کی اور اس کا جسم فضا میں کسی سپرنگ کی طرح گھومتا ہوا پیچھے کی جانب گیا۔ الٹی قلابازی کھا کر جیسے ہی اس کے پیر زمین سے لگے وہ سبکدوش ہوئے لیکن ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"یہ بنے زاراگ — زویاہ کی زاراگ اکھنسی کا سربراہ — اس

"انہیں اندر بلاؤ عمران! — تاکہ وہ خود اپنے سامنے تمہیں شکست کا کرسمتے ہوئے دیکھ لیں۔ — ورنہ سولوف گر جاہے تو ایک بیٹن دباؤ تمہارے ان آدمیوں کا خاتمہ کر سکتا ہے۔" — زاراگ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ — بلا لیتا ہوں۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے وارج ڈائریکٹ کا ونڈ بین کھینچ کر سوئیاں ایک مخصوص ہتھکے پر ایڈجسٹ کیں اور پھر ونڈ بین کو مخصوص انداز میں بادیایا۔

"ہیلو سیلو صدر۔ — میں عمران بول رہا ہوں اور۔" — عمران نے تنویر لہجے میں کہا۔

"یس۔ — صدر بول رہا ہوں۔ آپ نے تو ریڈ کاشن دینا تھا۔" — صدر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تم اپنے ساتھیوں سمیت اندر آ جاؤ۔ — یہاں بغیر کلٹ کے آنا دلچسپ مظاہرہ ہونے والا ہے۔ آ جاؤ۔ اور۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ونڈ بین کو کھینچ کر دوبارہ پریس کر دیا۔

"مسٹر سولوف! — میرے ساتھی آ رہے ہیں۔ پھاٹک کھول دو۔" — عمران نے سولوف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں سولوف! — جاؤ اور انہیں اندر لے آؤ۔" — زاراگ نے اور سولوف ہونٹ چپاتا ہوا مڑا اور پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ حضور نماں! وہ صدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کے ہمراہ اندر آ گیا۔ وہ تینوں ایک ایک ہتھکے لیکن ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"یہ بنے زاراگ — زویاہ کی زاراگ اکھنسی کا سربراہ — اس

ہاتھ لگانے کی شرط تھی۔ اب لگاؤ ہاتھ۔ فائل پاس ہی پڑی ہے ش۔ لگاؤ ہاتھ اور فائل تمہاری۔“ عمران نے اسی طرح راستے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے ماحول ریٹ ریٹ کی آوازوں اور فی چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران تیزی سے مڑا تو اس نے سالوف اور کے سامنے کو زمین پر گر کر تڑپتے ہوئے دیکھا۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں پستل نکل کر زمین پر لڑختے ہوئے دوڑ جا رہے تھے۔ یہ تم پر ناز کھولنا چاہتے تھے۔“ تنویر نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔ لے ہاتھ میں عبی مشین پستل نظر آ رہا تھا۔

ادھر زاراک مسلسل اپنے جسم کو سمیٹ کر اٹھنے کی کوشش میں مصروف ان اس کی حالت واقعی دیکھنے والی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی نے جاوہ رست اس کے اوپر والے جسم کو پتھر بنا دیا ہو۔ صرف گردن اور اس پر اس کا سر حرکت کر رہا تھا یا پھر ٹانگیں۔

‘تم نے کیا کیا ہے۔ یہ کیا کیا ہے تم نے؟‘ آخر کار زاراک ہمت ہارتے ہوئے بے بسی سے چیختے ہوئے کہا۔

میں نے کیا کیا ہے۔ میں نے تو وعدہ کیا تھا کہ تمہیں اگلی بھی نہ لگاؤ اور دیکھو۔ میں نے وعدہ نبھا دیا ہے۔ مجھے تمہاری یہ رس کی جو کرنا مقصد سمجھ میں آ گیا تھا۔ تم الٹی قلابازیاں لگا کر اصل یہ فائل اٹھانا چاہتے تھے۔ اگر میں تمہیں اس بار ضرب نہ لگاتا تو ہتھے ہوئے فائل بھی ساتھ اٹھا لیتے اور ظاہر ہے میں شرط ہار جاتا۔ مجھے امید نہ تھی کہ تم مجھے شکست دیتے بغیر جو کروں گے سے انداز قلابازیاں لگا کر صرف فائل اٹھا لو گے۔“ عمران نے منہ بنا تے

جس تیزی سے حرکت کر رہا تھا وہ واقعی انتہائی حیرت انگیز تھی۔ اس کا جسم گولی کی سی رفتار سے عمران کی طرف آیا لیکن یکمخت وہ ایک بار پھر حیرت انگیز طور پر نقصا میں قلابازی کھا کر اوپر کواٹھا اور دوسرے لمحے وہ پلک چپکنے میں قلابازی کھا کر اس فائل سے ذرا پیچھے جا کر ایک بار پھر کھڑا ہوا جیسا کہ عمران کا جسم حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے آئی قلابازی کھا کر اٹھا ہوا زاراک کا جسم یکمخت ہوا میں کسی گیند کی طرح بلند ہوا تھا کہ عمران کے ہاتھ زمین پر لگے اور اس کا جسم یکمخت اوپر کی طرف اٹھا اور اس کی دونوں لائیں پوری قوت سے زاراک کی گردن کی پشت کے ذریعے چمکانے لگیں۔ دو میناں پڑیں اور زاراک کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی اور پلٹ کر دھماکے سے منہ کے بل گھاسا پڑا۔ عمران دوبارہ قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا دنگا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے سر سے حرکت ہی نہ کی ہو۔ زاراک نے ایک دھماکے سے نیچے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کی ٹانگیں تو مٹیں لیکن ٹانگوں سے اوپر کا جسم بے حس و حرکت پڑا۔ اس نے دوبارہ کوشش کی لیکن بے سود۔ اس کا صرف نچلا حصہ ہی بار بار سمٹ پھیل رہا۔ مگر اوپر والا حصہ اسی طرح بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا جیسے وہ مکمل طور پر مفلوج ہو چکا ہو۔

‘اٹھو اٹھو۔ شاباش۔ ہمت کرو زاراک!‘ تم تو بڑے خوفناک لڑاکے ہو۔ ہمت کرو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یہ۔ یہ کیا ہوا ہے مجھے۔ میرا اوپر والا جسم تو معمولی سی حرکت بھی نہیں کر رہا۔ یہ کیا ہوا ہے۔ یہ ہوا کیا ہے۔ یہ کیوں نہ ہو۔ زاراک نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

یکھت حرکت میں آیا اور وہ اچھل کر اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ البتہ اس کا چہرہ پسینے میں شرابور ہو رہا تھا۔

کمال ہے۔ ہم لوگ جادو پر یقین نہیں کرتے۔ لیکن آج مجھے یقین آ گیا ہے کہ جادو بھی کوئی وجود رکھتا ہے اور تم جادوگر ہو۔ زاراک نے اپنے بازوؤں کو حرکت دیتے ہوئے کہا۔

اب بھی میری طرف سے چلیج برقرار ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ تم جو کروں کی طرح کرتے رہو گے۔ کوشش نہ کرو گے۔ کوشش کرو کر لیتے ہوئے اسے ہاتھ لگاؤ یا مجھے شکست نہ کرا سے اٹھا لو۔ اور یہ بھی یادوں کو حقیقی دیر پہلے لگی ہے اس بار اس سے بھی کم وقت میں تم شکست کھا چکے ہو گے کیونکہ تمہیں اپنے متعلق انتہائی خوش فہمی ہے کہ تم دنیا کے سب سے بڑے لڑاکے ہو۔ اس لئے تمہارے ساتھ لاگ فائٹ کر کے میں تمہیں مزید خوش فہمی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا کہ تم جا کر دنیا سے کہتے پھر دو کہ میں نے عمران سے لاگ فائٹ کی ہے ورنہ تم جیسے لڑاکے سے واقعی لاگ فائٹ کے لئے میرا بھی دل چاہ رہا ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور زاراک ایک لمحے کے لئے غور سے سامنے کھڑے عمران کو دیکھتا رہا اور بے اختیار ہنس پڑا۔

نہیں عمران۔ میں شکست تسلیم کر چکا ہوں۔ تم شاید دنیا کے پہلے آدمی ہو جس سے میں نے شکست کھائی ہوگی۔ اس لئے اب اس نال پر میری کوئی حق نہیں رہا۔ تم یہ نال لے جا سکتے ہو۔ میں برطاعت اختیار کرتا ہوں کہ میں نے تمہارے متعلق جو کچھ پڑھا تھا مجھے اس پر ایک فیصلہ ہی یقین نہ آیا تھا۔ لیکن اب مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ جو کچھ تمہارے متعلق لکھا

تھا وہ درحقیقت بہت کم ہے۔ تم فانی لڑاکے نہیں ہو، جادوگر لڑاکے ہو۔ زاراک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

صفر!۔ یہ نال اٹھا لو اور جا کر اپنے چیف کو ملے دو۔ میں نے تمہیں اس لئے بلایا تھا کہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکو کہ میں نے یہ نال زاراک کے حوالے نہیں کی۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفر نے تیزی سے آگے بڑھ کر زمین پر پڑی ہوئی نال اٹھا لی اور اسے کوٹ کی جیب میں ڈال لیا اور دوسرے لمحے وہ کیپٹن شکیل اور تنویر کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔

کیا تم یہیں رہو گے۔ تنویر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران سے کچھ پوچھنا چاہتا ہو لیکن زاراک کی وجہ سے نہ پوچھ سکتا ہو۔

زاراک رو سیاہ کی ایک بہت بڑی اکیینی کا سر براہ ہے۔ تمہارا چیف تو مجھے سیکرٹ سروس میں نوکری دینا ہی نہیں۔ بس معمولی سی رقم کا چیک دے کر ٹرغادیا ملتے۔ ہو سکتا ہے زاراک کی اکیینی میں مجھے بڑی سخاوت کی کوئی پورٹ مل جائے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ آؤ تنویر۔ صفر نے اس بد ساخت لہجے میں کہا تو تنویر ہونٹ چبانا اور کانڈھے اچکا تا پھاٹک کی طرف نظر گیا۔

کیا تم واقعی رو سیاہ کے لئے کام کرنا چاہتے ہو۔ زاراک نے چونک کر پوچھا۔

میں فری لانسر ہوں۔ رقم کے لئے کام کرتا ہوں۔ بہر حال آؤ آؤ زمینتے ہیں۔ تمہارے یہ دونوں آدمی تو مر گئے ہیں اس لئے ظاہر ہے اب

کافی پینے کا سکوپ بھی ختم ہو گیا۔ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
تم ذہنی حیرت انگیز آدمی ہو۔ ناقابل یقین حد تک حیرت انگیز۔
نزارک نے بڑھتے ہوئے کہا اور پھر کاغذ سے اچکا تا بوا عمران کے سامنے
برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔

تم نے مردوں کی طرح شکست تسلیم کر لی ہے تو یہ لو فائل کی کاپی۔
یہ میری طرف سے تجھے کے طور پر رکھ لو۔ — عمران نے کمرے میں بیٹھتے
ہی تیب سے کاغذ نکالے اور نزارک کی طرف بڑھا دیتے۔

دیکھو۔ کیا مطلب۔ کیا تم اپنے ملک سے غلامی کرو گے۔
نزارک نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

مجھے معلوم ہے کہ روسیہ کو یہ فائل صرف اس لئے چاہیے کہ وہ صرف
یہ چیک کرنا چاہتا ہے کہ پاکیشیانی اڈے میں شوگرانے کو فی ایسی مشینری تو
میں نے نصب کی ہوتی جس سے ان کا آزاد قبائلی علاقے میں قائم ہونے والا
اڈہ نہیں ہو جاتے۔ اس فائل میں واقعی اس مشینری کی تفصیل موجود

ہے جو شوگرانیوں نے اڈے میں نصب کی ہوتی ہے لیکن میں نہیں بتا
دوں کہ یہ اڈہ شوگرانیوں کا ہے۔ پاکیشیا کا اس سے کوئی تعلق
نہیں ہے اس لئے شوگرانی اس کی حفاظت بھی خود کر لیں گے میں پرانی
انگلی سے اٹھنے سے کیا فائدہ ملے گا۔ پاکیشیا اور شوگران میں جو کچھ دوستی

ہے، اسے سیکرٹ سروں کا چھیف یہ فائل نہیں دینے کے حق میں نہ
تو نہیں میں سمجھتا ہوں کہ شوگرانیوں کے اس اڈے کے لئے روسیہ اس
جگہ کو پاکیشیا کے حق میں نہ جانے گا اس لئے میں نے یہ ڈراما کیا ہے تاکہ
چیزت بھی مطمئن رہے کہ فائل تمہارے پاس نہیں گئی اور تم بھی خالی ہاتھ

واپس نہ جاؤ۔ آخر تم ہمارے مہمان ہو۔ — عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

نزارک نے جلدی سے کاغذ عمران سے جھپٹے اور اسے کھول کر دیکھنے لگا
چند لمحوں بعد اس کی نظریں ایک کاغذ پر جم گئیں۔ وہ غور سے اسے پڑھتا رہا
پھر اس نے اس کے بعد کے دو کاغذ پڑھے اور پھر اس کے چہرے پر شدید
حیرت کے تاثرات اُبھرتے چلے گئے۔

اوه۔ اوه۔ یہ تو واقعی اصل فائل کی درست نقل ہے۔ کیا تم
واقعی یہ مجھے دے رہے ہو۔ لیکن دیکھو۔ اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ میں
تمہیں ڈاکٹر آئف کا خون یا فریکوئسی بنا دوں گا تو تم مجھ سے یہ امید نہ
رکھنا۔ میں خالی ہاتھ تو جا سکتا ہوں لیکن روسیہ کے خلاف ایک لفظ
بھی زبان سے نہیں نکال سکتا۔ نزارک نے کہا اور عمران ہنس پڑا۔
مجھے ضرورت ہی نہیں پوچھنے کی۔ سپر آف مشین ایکریٹیا کے
خلاف بنائی گئی ہے۔ پاکیشیا کے خلاف نہیں۔ اس لئے ایکریٹیا
جانے اور روسیہ۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور نزارک کی آنکھیں
حیرت کی شدت سے چھل گئیں۔

تم کس نام کے آدمی ہو۔ میری سمجھ میں تو تمہاری نام ہی نہیں
آئی۔ — نزارک نے کہا۔

جس طرح بادشاہ کو بانے والے بادشاہ کہلاتے ہیں، اس طرح مجھے
تم نام کی بجائے نامپسٹ ہی سمجھ لو۔ میں تو خود نامپ کرنا ہوں
جس طرح کی چا جو نامپ کر لو۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور نزارک
بھی اس بار ہنس پڑا۔

”میں سمجھ گیا۔ اسی لئے تم نے اپنے آپ کو فری لانس کہا تھا۔
 یوں، اس فائل کے بدلے میں تمہیں کتنی رقم چاہیے“۔ زاراک نے کہا۔
 ”کتنی دے سکتے ہو“۔ ؟ عمران نے بیخنت سنجیدہ چہرے ہوئے کہا۔
 ”جتنی تم کہو“۔ زاراک نے ہونٹ چلاتے ہوئے کہا۔
 ”تم خود ہی قیمت لگا لو فائل کی“۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ
 لہجے میں کہا۔

”دس لاکھ ڈالر کافی ہوں گے“۔ زاراک نے کہا۔
 ”کافی ہیں۔ ایسا کرنا یہ رقم تم روسیاء کے کسی ہسپتال میں میری طرف
 سے چندے دینا۔ سنو زاراک!۔ مجھے صرف تمہاری اہول پسندی
 پسند آگئی ہے اور بس۔ ورنہ اس سے بھی بڑی بڑی فیس میں لوگوں
 میں خیرات کے طور پر بانٹ دیا کرتا ہوں۔ خدا حافظ۔ اور سنو،
 اب اگر تم نے یا تمہاری ایجنسی نے دوبارہ پاکیشیا میں قدم رکھا تو پھر تم
 زندہ تو ایک طرف۔ تمہاری لاشیں سبھی روسیاء نہ پہنچ سکیں گی۔“
 عمران نے کہا اور تیزی سے مُڑ کر قدم اٹھاتا کمرے سے باہر آ گیا۔
 زاراک اٹھتے میں فائل پکڑے حیرت سے بُت بنا بیٹھا عمران کو
 جاتے ہوئے دیکھا رہ گیا۔

عمران جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا، بلیک زیرو احتراماً
 گھڑا ہو گیا۔

”تم زاراک کی کال آنے سے پہلے چلتے تھے۔ کیا ہوا اس
 چلنے کا۔“ بن گئی ہے۔ عمران نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے
 ہوئے مسکرا کر کہا۔

”چلے تو بن جائے گی۔ پہلے آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ نے اس
 ماراک کے ساتھ کیا کیا تھا۔؟ مجھے صفر نے فائل واپس کرنے کے
 ماہیہ ساتھ پوری تفصیل سے رپورٹ دی ہے کہ آپ نے کس طرح حیرت انگیز
 طور پر اسے پس کر دیا تھا۔“ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں وہاں گیا تو اسی مقصد کے لئے تھا کہ اُسے فائل دے دوں تاکہ وہ
 وطن ہو کر چلا جائے۔ لیکن وہ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی اصول پسند اور
 لب و لہجہ آدمی ثابت ہو رہا تھا۔ اس لئے اس نے اس فائل کے بدلے میں

جلنے کا وہ خود بخود جل کر راکھ ہو جائے گی۔ چنانچہ میں سمجھ گیا کہ اس نے لازماً ڈاکٹر آؤف کی سپیشل فریکوئنسی پر اس سے بات کی ہوگی چنانچہ واپسی پر جب میں سر سلطان کے پاس گیا تو میں نے وہاں سے ڈاکٹر آؤف کو کال چیکنگ شعبے سے تصدیق کی۔ انہوں نے واقعی کال کیج کی تھی اور اُسے ٹریس بھی کر لیا تھا۔ میں نے کال کا ٹیپ سنا ہے اور اس بات چیت میں یہ بات بھی سامنے آگئی ہے کہ یہ شیٹن بھی سپر آف فارمولے پر ہی بنائی گئی ہے لیکن اس کی ریج اور طاقت بے حد کم ہے۔

ڈاکٹر آؤف جس لیبارٹری میں کام کرتا ہے اس کال سے میں نے اس کا پتہ چلا لیا ہے۔ اس نے اب مجھے صرف اتنا کرنا پڑے گا کہ روسیا جا کر اس ڈاکٹر آؤف سے اس سپر آف شیٹن کا فارمولا حاصل کرنا ہوگا اور وہ میں آسانی سے کر لوں گا۔ اس فارمولے کی پھر سے سر اور آسانی سے آپ شیٹن تیار کر لیں گے جس کی مدد سے پاکستانی اپنے پر حملہ آور کسی بھی ملک کا دفاع آت کر سکے۔ عمران نے کہا اور بیک زیرو نے انبات میں سر ہلا دیا۔

کمال ہے۔ ایک فائل میں سے اتنے فائدے حاصل ہوتے ہیں اس کا تو میرا بھی پناہ رہا ہے کہ دو چار اور فائلیں بھی زاراک کو بے دخل کر دے۔ بیک زیرو نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

ابھی تو اور بھی بہت سے فائدے ہوتے ہیں۔ ٹھانگنے اور زکو اور اس کے اڈے کو بہر حال ٹریس کر لینا ہے جہاں زاراک نے زمین موجود آئے کو آف کیا تھا اور یہ شیٹن بھی ہمارے لئے ہی ثابت ہوئی۔ زکو صاحب جو یقینا کے جی۔ بی کے سب سے اہم ایجنٹ ہوں گے وہ

سامنے آجائیں گے۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے زور زور سے اثبات میں سر ہلانا شروع کر دیا۔

اب بھی جائے نہیں پوچھو گے۔ اتنے فائدے تبمیں یہاں بیٹھے بھٹلے بل گتے ہیں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ابھی لاؤ باتوں۔ بس ایک بات اور۔ میں نے بہت سونا ہے لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ زاراک کو آخر کس طرح علم ہو گیا کہ ریکارڈ روم کہاں ہے۔ اور ریکارڈ روم میں موجود بیٹھارہ لماروں میں سے اُسے کیسے معلوم ہو گیا کہ اس کی مطلوبہ فائل اس لمار ہی ہے جسے اس نے کاٹا تھا اور پھر اس لمار ہی میں سے ہی اس نے وہی فائل نکالی تھی باقی کسی فائل کو اس نے چھوڑا تاکہ نہ تھا۔ یہ سب کیسے ہوا۔ بیک زیرو نے کہا تو عمران مسکرایا۔

زاراکن انتہائی خطرناک ایجنٹ ہے۔ یہ تو اس کی بد قسمتی سمجھو کہ وہ پاکستان میں شکست کھا گیا ہے۔ وہ پشمن ما آکر جسے میں انڈیکٹر کہہ رہا تھا یہ سب اس کی کارستانی ہے۔ جدید ریکارڈ رومز میں فائلیں کمپیوٹرائزڈ صورت میں رکھی جاتی ہیں اور ان کے فیڈز بھی کمپیوٹر کے حساب سے رکھے جاتے ہیں۔ اس انڈیکٹر میں ایسا کمپیوٹرائزڈ تھا جو فائلوں کو اس کے نمبروں کے لحاظ سے ٹریس کر سکتا تھا۔ فائل کا نمبر زاراک کو معلوم تھا اس نے اُسے اس میں فیڈ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نہ صرف اس نے ریکارڈ روم ٹریس کیا بلکہ وہ لمار ہی میں بھی ٹریس کر لی۔ ویسے اس آئے اور اس کے ساتھ اس جدید ساخت کے کٹر کو دیکھ کر میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ واقعی روسیا سامن میں بہت آگے نکل چکے ہیں

عمران سیریز میں ایک اور دھماکہ خیز خصوصی پیشکش

مکمل ٹائٹل

لیڈیز سیکرٹ سروس

(مصنف مظہر کلیم ایم اے)

لیڈیز سیکرٹ سروس جو ہیشیا زچالاک اور نوجوان لڑکیوں پر مشتمل تھی۔

لیڈیز سیکرٹ سروس اور عمران کا ایک غیر ملک میں ہنگامہ خیز کراؤ۔

لیڈیز سیکرٹ سروس کا طریقہ کار نرالا تھا — بالکل منفرد

اور پھر ایک ایسا لمحہ آیا جب عمران عورتوں میں گھر کر بے بس ہو گیا۔ بالکل

بے بس۔

ایک ایسا لمحہ جب عمران کا دوست ملک بارود کے ذہیر پر موجود تھا۔

انتہائی ہنگامہ خیز، منفرد اور دلچسپ ٹائٹل



شائع ہو گیا ہے



عمران نے کہا۔
"اوہ — پھر تو یہ نمبرز انتہائی خطرناک ہیں — ہمیں کچھ اور سوچنا

ہوگا" — بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں! — اب ان نمبرز کو عالمی پیمانے کے مطابق ترتیب دینے کی

بجائے اپنے انداز میں ترتیب دینا ہوگا اور اسی انداز سے کمپوٹرز میں اس

کی فینڈنگ کرنا ہوگا تاکہ آئندہ صرف نمبرز کی وجہ سے کوئی فائل ٹریس نہ

کی جاسکے" — عمران نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کے لئے چاہتے بنا لاؤں" — بلیک زیرو نے کرسی سے

اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"زارا رک مجھے اس فائل کے بدلے میں دس لاکھ ڈالر دے رہا تھا تم ایک

پتیلی چائے پر ہی ٹر فار رہے ہو — بڑی مہنگی پڑی ہے یہ پیالی —

لیکن میں کمی بہر حال پوری کر ہی لوں گا۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نوکریوں کا صفحہ

کے کونے کے باوجود وہاں سے نہ جانا چاہتا تھا۔ وہ جی اس ضرب کی تفتیش

پر چھٹا چاہتا تھا اور صفحہ اور کئی نکل شکل لازماً اس کی تفتیشات جلانے کے

لئے بلے حدین ہونگے — تم تو چیف ہو اس لئے تمہیں تو سب کچھ مفت بناوا

مجبوری تھی لیکن ان سے تو باقاعدہ سود سے بازی ہوگی" — عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ہنستا ہوا کچن کی طرف بڑھ گیا۔

ختم شد

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران اور پوری سیکرٹ سروس خوں خوں مجرموں کے چنگل میں پھنس کر موت

کا اٹھ چکھنے پر مجبور کر دی گئی۔

کیا کانڈی قیامت کے برابر ہونے پر دنیا تباہ ہوگئی؟

کیا عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران اس خوں خوں تشہیر کے سامنے بے بس ہو کر رہ گئے۔

انتہائی خوفناک اور دل ہلا دینے والی ایسی لہائی جو صفحہ قرطاس پر پھیلے بار نمودار ہوئی۔

کانڈی قیامت

مصنف: مظہر کلیم ایف

پوری دنیا پر کانڈی قیامت کے خوفناک سائے موت کی طرح پھیلتے چلے گئے۔

پوری دنیا کا نظام معیشت، یقینت، منلوغ ہو گیا۔ آگرنٹی نوٹ گلیوں میں روٹی کانڈوں کی طرح اڑتے پھر رہے تھے لیکن کوئی بھی ان کی طرف نظر اٹھ کر دیکھنے کا روادار نہ تھا۔ کیوں؟

کروڑوں اربوں نوٹ رکھنے کے باوجود ہر شخص روٹی کے ایک لقمے کے لئے ترس گیا تھا۔ کیوں؟

کانڈی قیامت ایک ایسی خوفناک قیامت جو اپنے جلو میں موت کے سوا اور کچھ نہ کہتی تھی۔

مجرموں کا ایک ایسا خوفناک اقدام جس سے دنیا بھر کی حکومتیں اور افراد بری طرح ہلکا اٹھے۔

عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو نظر انداز کر دیا گیا۔ لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا؟



ایک ایسا مفرد پلاٹ جو اس سے پہلے دنیا بھر کے جاسوسی ادب میں کہیں نظر نہیں آیا

شائع ہو گیا ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران میرزے میں ایک دلچسپ اور مضمرہ انداز کا ایڈیوچر

مکمل ناول

پارٹن

مصنف مظہر کلیم امروہی

پارٹن بحیرہ روم کا ایک جزیرہ جہاں پاکیشیا کے خلاف انتہائی خوفناک سازش تیار کی جا رہی تھی۔

پارٹن ایک ایسا جزیرہ جہاں سازش تو اسرائیلی تھی لیکن اس کی حفاظت اکیڑوں لاکھت کر رہے تھے۔

پارٹن جس کی حفاظت کے لئے اکیڑوں کی بلیک ایجنسی کے وہ ماپ لاکھت تھے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے اسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا تھا۔

سواکن بلیک ایجنسی کا ماپ لاکھت جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو وقت کو فضا میں ہی ہلاک کر دیا جب ان کا پہلی کا پیران سمیت شعلوں میں تباہ ہو کر سمندر میں جا گرا۔

کیلی بلیک ایجنسی کا ماپ لاکھت جو پارٹن جزیرے پر موجود تھا اور جس نے پارٹن جزیرے تک عمران اور اس کے ساتھیوں کا پہنچنا ہی ناممکن کر دیا تھا۔

وہ لمحہ جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پارٹن جزیرے تک پہنچنے کی ترکیبیں سوچتے رہے اور اسرائیلی سازش مکمل بھی ہو گئی۔ ایسی سازش جس کے بعد پاکیشیا اسرائیل اور کافرستان کے لئے ترنوالہ ثابت ہوتا۔

وہ لمحہ جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس سازش تک پہنچ بھی گئے لیکن وہ آگے بڑھنے اور پاکیشیا کے خلاف اس خوفناک سازش کو روکنے سے قاصر تھے کیوں؟

کیا پارٹن جزیرے پر ہونے والی پاکیشیا کے خلاف اسرائیلی سازش کا سیلاب ہو گئی یا؟

انتہائی تیز رفتار ایکشن

اعصاب کو محمد کر دینے والا اسپنس

لمحہ بہ لمحہ انتہائی تیز رفتاری سے بدلتے ہوئے واقعات

ایک ایسا دلچسپ مضمرہ اور جرت انگیز ایڈیوچر

جو اپنی مثال آپ ثابت ہوگا

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان